

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا

الحمد لله والمنه کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب ایسے سنہ طرز پر جس میں اللہ العزیز نبیاً علیہ السلام خلیفہ اربع صحابہ کرام و ائمہ ربیعہ دیگر بزرگانِ مرقیہ عظام و سوا طین عام مشاہیر سلالہ میں صحیح حالات تاریخی اس لیے سے درج ہیں کہ موجودہ نام کی نسل کا منتہی دکھایا گیا ہے۔ سادہ سنی حسینی زینبی علیہم السلام و عباسیہ و انصاری اسوئل خاندانِ نزادین غیرہ جعفر شہر اور قوم میں سبکی آباد و جلدی کل سولہ و دسکی عبادہ موجودہ آئندہ سولہ کا

مراۃ النساء

ہونیکی وجہ سے سب کا مکمل نسب نامہ اور ہر سکتا ہے
جسکو حسبِ ماہر سرکار و الابائے عالیہ محمد عبدالواحد خاں صاحبِ بیچ بائیں ضلع ہاشم پور کا ذکر ہے کہ ہر سکتا ہے
جس کا مولوی ضیاء الدین احمد صاحبِ علوی نقشبندی مجددی وکیل امر وی نے مرتب و تالیف کیا

اور باہتمام حافظ علی اللہ
مطبع حنفی منشی محمد عبدالرحیم واقع پریا پور اڑیسہ ہوا شایع ہوا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالْجَنَّةُ مِثْلُ نَارٍ لَّتِي فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ يَرَوْنَ عَلَيْهَا حَيًّا وَهُمْ كَعُفْلَانٍ

مرآة الانساب

الحمد لله الذي جعل العلم

امروپی

مع اضافہ تذکرہ رحیمی

فَاتَا النَّبِيْنَ اَصْلًا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَهُمْ فِي

۷/۷ اکرام آباد، لیاقت آباد، کراچی۔
موبائل: ۰۳۲۲-۲۸۶۷۷۸۰

الحسين بن علي

ناشر
ڈاکٹر محمد عبد الرحمن غصنفر
مؤسس و مدیر

جملہ حقوق طباعت بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:.....مرآة الانساب
تالیف:.....مولانا ضیاء الدین علوی امر وھویؒ
مع اضافہ:.....(تذکرہ رحیمی) از مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحمید چشتی۔
ناشر:.....ڈاکٹر محمد عبدالرحمن غففر 0322-2867480
موسس و مدیر:.....الرحیم اکیڈمی A 7/7 اکرم آباد لیاقت آباد کراچی، پاکستان۔
مطبع:.....قریشی آرٹ پریس ناظم آباد کراچی۔
سنہ طباعت:.....۵/محرم الحرام ۱۴۳۱ھ ۲۵ دسمبر ۲۰۰۹ء
تعداد:.....۱۰۰۰
قیمت:.....۳۰۰ روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ سلطان عالمگیر ۵ لور مال اردو بازار لاہور	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی۔
میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔	مکتبہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی۔
دارالاشاعت اردو بازار کراچی۔	مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی۔
علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی۔	اقبال بک سینٹر صدر کراچی۔
عباسی کتب خانہ جوٹا مارکیٹ کراچی۔	مکتبہ اصلاح و تبلیغ، حیدر آباد۔
ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی۔	حاجی امداد اللہ اکیڈمی حیدر آباد۔
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی۔	حقانی کتب خانہ، لاڑکانہ۔
مکتبہ قاسمیہ بنوری ٹاؤن کراچی۔	مکتبہ امدادیہ سکھر۔
مکتبۃ القرآن بنوری ٹاؤن کراچی۔	کی دارالکتب اردو بازار لاہور۔
مکتبہ رشیدیہ سرکی رہ ڈکونٹ۔	دارالکتب عزیز مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور۔
مکتبہ بیت القلم، اسلام آباد۔	بخاری اکیڈمی، فیصل آباد۔

المیزان - ناشران و تاجران، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور پاکستان۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

”مرآة الانساب اردو“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، انبیاء علیہم السلام، خلفاء راشدین اور اولیاء کرام کے شجرہ نسب کی جامع کتاب ہے، جو ”۱۳۳۵ھ-۱۹۱۷ء“ کی تالیف ہے۔ یہ کتاب ۹۰ برس پہلے ”رحیمی پریس“ سے شائع کی گئی تھی اور ابامیاں کی خوش نصیبی تھی کہ اس کتاب کی کتابت کا قرعہ فال ان کے نام نکلا، اور ابامیاں کو انبیاء و خاتم الرسل ﷺ اور ان کی آل و اولاد کا نسب نامہ لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

دوسری خوش نصیبی یہ ہے کہ اسے رحیمی پریس سے چھاپنے کا سہرا بھی انھی کے سر بندھا۔ تیسری بات خوشی کی یہ ہے کہ ”مرآة الانساب“ جیسی علمی کتاب بے پور جیسے غیر علمی شہر میں بزبان اردو شائع کی گئی۔

چوتھی یہ کہ ”مرآة الانساب“ اپنے موضوع کی سب سے پہلی اور اب تک غالباً آخری کتاب ہے جیسے راجپوتانہ بے پور میں اشاعت پذیر ہونے کا موقع ملا۔

رحیمی پریس غالباً (اس زمانے میں) کسی مسلمان کا قائم کردہ پہلا پریس تھا، جہاں سے اردو و فارسی کی متعدد کتابیں شائع ہوئیں، منجملہ ”مرآة الانساب“ اردو بھی ہے۔ جو حنائی اور سفید درنگوں میں پندرہ ۱۵ ہزار کی تعداد میں شائع ہوئی، جس کے پیشتر نسخے نواب صاحب نے خرید کر اہل علم کو تحفے میں دیئے۔ اس طرح کتاب ہاتھوں ہاتھ نکل گئی اور ۱۹۴۷ء سے ہی اس کے نسخے نایاب ہو گئے اور جب سے اب تک اس کی دوبارہ اشاعت نہ ہو سکی تھی۔

اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم ہے کہ ابامیاں کے سب سے چھوٹے بیٹے ”برادر عزیز ڈاکٹر محمد عبدالرحمن غفصفر مدیر“ الرحیم اکیڈمی کراچی“ سے اسے دوبارہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ الرحیم اکیڈمی کو حسن قبول کی نعمت سے سرفراز فرمائے، میرے والد کے اس قلمی شاہکار کو اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ آمین۔

ڈاکٹر محمد عبدالعلیم چشتی۔ ۱۰ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ۔ ۲۰۱۰ء

هو الملك المستعالي

وإلى كاري ومغربي
وإلى جباري وعلوي
وإلى جباري وعلوي

ترتبه في مولاتي والنجمة حمراء
التي في قلبها نور
التي في قلبها نور
التي في قلبها نور

وإلى جباري وعلوي
وإلى جباري وعلوي
وإلى جباري وعلوي

وإلى جباري وعلوي
وإلى جباري وعلوي



مراۃ الانساب کا ایک نادر قلمی نسخہ

از

کنور محمد اعظم علی خان خسروی نبیرہ نواب محمد عبدالواجد خان

محمد عبدالواجد علی خان، خلیفہ مجاز حضرت ضیاء معصوم نقشبندی مجددی رئیس بڈھانسی (ضلع بلتستان، یوپی)

جاگیردار ٹھکانہ بنگر (نظامت پنڈون، ریاست جے پور) جب بار بار کے مسلسل اصرار کے بعد آخر کار ریاست جے

پور کی سپریم جوڈیشل کونسل کی ممبری سے سبکدوشی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے تو تیسری بار حج کے سفر کی عزیمت

کر لی۔ کیونکہ کچھ عرصہ قبل ہی یکم ستمبر ۱۹۰۸ء کو حجاز ریلوے کا افتتاح ہو چکا تھا اس لئے ارادہ یہ ہو گیا کہ اس بار مدینہ

منورہ میں حاضری اور سعادت حج حاصل کرنے سے پہلے عراق و شام وغیرہ میں مقامات مقدسہ کی زیارت بھی

مشرف ہوا جائے چنانچہ ایام حج سے گیارہ ماہ قبل ہی ۷ محرم ۱۳۲۷ھ (۳۰ جنوری ۱۹۰۹ء) کو اپنے بہت سے

متعلقین و متوسلین و احباب کو (اپنے خرچ پر) ساتھ لے کر جے پور سے نکل کھڑے ہوئے اور بمبئی سے جہاز

بلڈ وینیا، پر سوار ہو کر عدن، پورٹ سعید اور یافا ہوتے ہوئے ۲ اپریل ۱۹۰۹ء (۱۱ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ) کو بیت

المقدس پہنچ گئے۔ جہاں ان دنوں باوجود شدید سردی کے بڑا اجتماع تھا، کیونکہ وہی زمانہ عیسائیوں کے مذہبی اجتماع کا

بھی تھا اور یہودی بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جشن ولادت منانے کے لئے ہر طرف سے آئے ہوئے تھے۔

۳۰ اپریل ۱۹۰۹ء تک اس علاقہ میں رہ کر انبیائے کرام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت

سلیمان علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عزیز علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت ابراہیم

علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت مریم (حضرت راحلہ والدہ حضرت یوسف علیہ السلام)

اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ ماجدہ اور اصحاب رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو عبد اللہ، حضرت عکاشہ، حضرت سلمان

فارسی اور اولیائے کبار حضرت ابراہیم بن ادھمؒ و حضرت شبلیؒ کے مزارات مقدسہ اور کوہ طور سینا اور قید خانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی۔ اس کے بعد خلیل الرحمن سے تقریباً دو کوس پر حضرت لوط علیہ السلام کے مزار اور پھر دیگر زیارتوں کا ارادہ تھا کہ رات دس بجے سلطان عبدالحمید کی معزولی اور سلطان محمد رشاد خامس کی سربراہی کا اعلان ہوا۔ لہذا اس اندیشہ کی بناء پر کہ نہ جانے اس انقلاب سے کیا بد امنی پیدا ہو جس کے نتیجے میں راستے مخدوش ہو جائیں یا حجاز ریل سے بند ہو جائے، مزید زیارتوں کا ارادہ ملتوی کر دیا اور یکم مئی ۱۹۰۹ء کو نابلس پیمان کے اسٹیشن سے ریل میں سوار ہو کر دمشق پہنچ گئے۔ جہاں دیگر انبیاء کرام حضرت ذوالکفل علیہ السلام و یحییٰ علیہ السلام اور صحابہ عظام حضرت بلال رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مکتومؓ، جعفر طیارؓ، ابو ہریرہؓ، معاویہؓ، مسعودؓ اور ہریرؓ اور امہات المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ، ام سلمہؓ اور افراد زیات رسولؐ، حضرت سکینہ بنت حسینؓ، حضرت زینب بنت علیؓ، اور عبداللہ بن زین العابدینؓ اور اولیائے کبار، حضرت بہلولؒ، دانا، شیخ اکبر محمد بن الدین ابن عربیؒ، خالد کردی، عبدالغنی بن اسی، واسماعیل کردی اور سر مبارک حضرت حسین بن علیؓ کے مزارات کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ دمشق سے روانہ ہو کر، ۱۷ مئی ۱۹۰۹ء کو مدینہ منورہ پہنچے، جہاں ۲۳ شوال المکرم ۱۳۲۷ھ تک قیام کر کے مکہ مکرمہ تک آئے۔ جہاں تیسری بار حج کی سعادت حاصل کر کے ہندوستان کے سفر پر روانہ ہو گئے۔

۱۷ اپریل ۱۹۱۰ء کو سو اچودھ مہینے بعد، بے پور واپس پہنچ گئے۔

مدینہ منورہ کے دوران قیام میں ان کی ملاقات حسن اتفاق سے حاجی محمد اسماعیل بخاری خوش نویس سے ہوئی جو وہاں کتب خانہ سلطانی میں شعبہ مخطوطات کے انچارج تھے، کتب خانہ میں ایک مستند و مکمل شجرہ حضرت آدم علیہ السلام سے سرکار دو عالم ﷺ تک کا موجود تھا، جس کی نقل بخاری صاحب نے اپنے لئے کر رکھی تھی اس کا ذکر انہوں نے واجد علی خان سے کیا تو مؤخر الذکر نے کمال اشتیاق ظاہر کر کے اس کی ایک نقل جلد از جلد عطا کرنے کی بہ اسرار درخواست کی، کیونکہ روانگی میں تھوڑے ہی دن رہ گئے تھے۔ بخاری صاحب نے شب و روز محنت کر کے صرف تین دن میں اس کی ایک انتہائی خوشخط نقل بہتر^(۱) فطویل کاغذ پر کر کے اور اس کا مقابلہ کتب خانہ کے اصل شجرہ سے کر کے واجد علی خان کے حوالہ کر دی۔ جو اسے بے پور لے آئے، جہاں آ کر انہیں خیال ہوا کہ اس شجرہ نبی ﷺ کے ساتھ دیگر انبیائے کرام و اصحاب نبوی ﷺ و اولیائے کبار و علمائے عظام اور ہندوستان و دیگر قریبی ممالک کے مقد

مسلمانوں کے سلاسل انساب بھی اس میں شامل کئے جائیں اور آخر میں بطور ضمیمہ خود اپنے (لال خان) راجہ خاندان کا شجرہ بھی لکھ دیا جائے۔ چنانچہ اس مہم پر مولوی سید عبدالقادر ٹوکی اور مولوی حاجی ضیاء الدین احمد امر وی نے مستقل مہمان رکھ کر مامور کر دیا۔

حسن اتفاق سے اسی زمانہ میں بخاری صاحب مذکور بھی مدینہ منورہ سے ہندوستان کی طرف سیاحت کے تشریف لائے۔ اور بے پور میں کافی طویل عرصہ واجد علی خان کے مہمان رہے، جن سے اس سلسلہ میں کافی مدد ملی۔ کیونکہ ان کی یادداشت بہت قوی تھی اور ان کے ذہن میں بہت سے مشہور سلاسل جو مدینہ منورہ کے شاہی مہمانوں میں تھے تقریباً محفوظ تھے۔ مولوی سید عبدالقادر ٹوکی تو کچھ عرصہ کے بعد ملازم ہو کر بنگال روانہ ہو گئے اور بخاری صاحب بھی واپس مدینہ منورہ چلے گئے، لہذا انتہا مولوی حاجی ضیاء الدین احمد امر وی نے رات دن کی جائیداد اور وقت نظر سے مطلوبہ تمام سلاسل کو تاریخ و احادیث و سیر کی مذکورہ ذیل بہتر (۷۲) کتابوں سے تحقیق و تدقیق سے ۳۰ اپریل ۱۹۱۷ء کو (تقریباً سات سال کی محنت شاقہ کے بعد) مکمل کر لیا اور اس مجموعہ سلاسل کا نام ”انساب الانساب“ رکھا گیا۔ اس میں مجموعی طور پر چار ہزار پچپن (۴۰۵۵) سلاسل ہیں، جن میں سے اٹھاون (۵۸) انبیاء کرام کے، چھیانوے (۹۶) خلفائے راشدین و صحابہ کرام کے، ستاون (۵۷) اہل بیت و صحابہ کرام کے، ایک سوستر (۱۷۰) مشاہیر بزرگان دین اولیاء و علماء کے اور باقی تین ہزار چھ سو چوبتر (۳۶۷۴) بزرگان ایران اور افغانستان و ترکی اور بلاد عرب کے دیگر معروف و مشہور دنیاوی یا دینی وجاہت رکھنے والے خاندانوں اور خاں زادوں کے ہیں۔ اس کی تدوین و تصدیق کے لئے جن بہتر (۷۲) ماتخذ سے استفادہ کیا گیا ان کے نام یہ ہیں:-

- (۱) صحیح بخاری (۲) تفسیر کبیر (۳) تفسیر ابن السعد (۴) مواہب لدنیہ (۵) تفسیر قادری (۶) سیرۃ الطیبین (۷) تاریخ الخلفاء (۸) اصحابہ فی تمیز الصحابہ (۹) مکتوبات امام ربانی (۱۰) تاریخ کامل ابن کثیر (۱۱) تاریخ ابن سلیمان (۱۲) مروج الذهب (۱۳) معادن الجواہر (۱۴) سبائك الذهب (۱۵) روضۃ الاحباب (۱۶) روضۃ الصافی (۱۷) خصائل کبریٰ (۱۸) نشر الطیب (۱۹) سیر الحبیب (۲۰) سرور المحزون (۲۱) انوار الاذکیا (۲۲) تاریخ عالم (۲۳) صفحات الانس (۲۴) آداب المریدین (۲۵) جواہر فریدی (۲۶) فلاح (۲۷) ابن خلکان (۲۸) تنہات العین (۲۹) تاریخ اسلام (۳۰) قرۃ العیون شرح سرور المحزون (۱) ناخ التواریخ (۳۲) نخبة التواریخ (۳۳) نلدون (۲۹) تاریخ اسلام (۳۰) قرۃ العیون شرح سرور المحزون (۱) ناخ التواریخ (۳۲) نخبة التواریخ (۳۳)

تاریخ افغانستان (۳۴) امیر نامہ (۳۵) تاریخ بھوپال (۳۶) صولت افغانی (۳۷) اکبر نامہ (۳۸) آئین اکبری (۳۹) حدائق الحنفیہ (۴۰) نسب نامہ انصاریان (۴۱) تاریخ روم (۴۲) احوال علمائے فرنگی محل (۴۳) عمدۃ الطالب (۴۴) طبقات ناصری (۴۵) سیرۃ النبی ﷺ (۴۶) شجر العالم (۴۷) عرائس القصص (۴۸) سر الشہادتین (۴۹) جوامع الحکایات (۵۰) بحر الانساب (۵۱) کنز الانساب (۵۲) خلاصۃ التواریخ قلمی (۵۳) شجرہ قلمی، مدینہ منورہ جو اس کتاب کی وجہ تالیف ہے (۵۵) فصول مسعودیہ (۵۶) مقامات سعدیہ (۵۷) ترغیب التریب (۵۸) ثلثۃ المصنوع (۵۹) سید الاقطاب (۶۰) تیسیر شرح جامع صغیر (۶۱) مخارج الولاہیت (۶۲) منتخب التواریخ (۶۳) مرآۃ الممداری (۶۴) سید المشائخ (۶۵) تاریخ دکن (۶۶) اسرارہ (۶۷) مقاصد العارفین فیض (۶۸) اشرف نامہ (۶۹) تاریخ بلند شہر (۷۰) مرقع فیض (۷۱) تاریخ راجستھان از ناڈ (۷۲) تاریخ ہرن۔

اس کتاب کی تدوین و تحریر کے لئے واجد علی خان نے ۷ اپریل ۱۹۱۰ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۱۷ء تک مولوی ضیاء الدین احمد امرہوی کو وقتاً فوقتاً مہینوں اپنا مہمان رکھ کر ان کے جملہ مصارف بھی برداشت کئے اور انہیں تحقیق و تدقیق کے سلسلہ میں ہندوستان بھر کے مختلف کتب خانوں میں جہاں جہاں جانا پڑا اس کے اخراجات بھی۔ جو ماہانہ رقم سات سال تک بطور حق المحنت دیتے رہے وہ الگ ہے۔ تکمیل تحریر کے بعد اس کی کتاب کے لیے بے شمار بہترین و گراں ترین خوش نویس خطاط محمد عبدالرحیم (سابق پروفیسر اسلامی یونیورسٹی بہاول پور و حال مجلس دعوت و تحقیق اسلامی، کراچی سے منسلک مولانا محمد عبدالرشید نعمانی کے والد گرامی مرحوم) کی خدمات حاصل کی گئیں اور ان ہی کے ”طبیب رحیمی“ واقع ترپولیہ بازار، بے پور میں ایک سواٹھاسی (۱۸۸) صفحات میں جہازی ساز و دبیز حنائی اور گلابی کاغذ پر طبع کرائی۔ مولوی معین الدین اجیری نے اپنی کتاب ”حیوۃ طیبہ“ (جو واجد علی خان کا تذکرہ ہے) میں تحریر کیا ہے کہ ”مرآۃ الانساب“ کی طباعت پر تقریباً دو ہزار روپے صرف ہوئے۔ طباعت کے بعد اس کے تمام نسخے واجد علی خان نے مولوی ضیاء الدین احمد کو اس شرط پر فروخت کے لئے دے دیئے کہ جو نفع ہو خود رکھیں اور اصل لاگت واپس کر دیں۔ احباب و اعزاء ہندوستان کے مختلف شہروں کے کتب خانوں کو تحفہ دینے کے لئے جو نسخے درکار تھے وہ مولوی صاحب نے اسی قیمت پر خرید لئے جس پر وہ دوسروں کو فروخت کرتے تھے، اس مجموعہ سلاسل میں ہر نام ایک علیحدہ قسم کے دائرے میں تحریر ہے، جو بہ اعتبار موسوم کی حیثیت و وجاہت دینی یا دنیاوی تیرہ (۱۳) مختلف آقا و پیغمبر اکرم ﷺ کے ہیں، جو اللہ بخش نقاش کے فنکارانہ حسن کے مظاہر ہیں۔ اس کی طباعت بہ اہتمام حافظ محمد عبدالکریم، سید

شمس الدین مذکورہ بالا مطبع رحیمی میں ہوئی۔

اب اس کتاب کے اس گمشدہ نادر قلمی نسخہ کا ذکر کرنا مقصود ہے جو اس تحریر کا محرک ہے اور جسے واجد علی خان نے خود اپنے لئے تیار کرایا تھا، اس کا ہر ورق انتہائی دبیز و سفید براق، دونوں رخ سے مصطفیٰ (گلینڈ) امپورٹڈ آرٹ پیپر کی ۲۰×۳۰ سائز کی پوری شیٹ کا تھا۔ مولوی عبدالرحیم خطاط اور اللہ بخش نقاش نے اس پر اپنا اپنا پورافن صرف کر دیا تھا۔ پورے سرورق کے علاوہ ہر ورق کے چاروں طرف ایک ایک انچ عریض حاشیہ میں مختلف موٹے اور باریک قلموں سے حسین طلائی و نقرئی و لاجوردی گلکاری کی گئی تھی۔ اس نسخہ کے لئے محمد معین الدین مراد آبادی (انجینئر) کے ذریعہ سے بلاد اسلامیہ کے تمام ممالک میں واقع مقدس زیارت گاہوں اور تاریخی عمارات و مقامات کے فوٹو اور نقشہ جات بھی حاصل کر کے شامل کر لئے تھے۔ جن پر ہر تاریخی مقام کا نام اور وجہ شہرت و اہمیت بہت ہی خوشخط لکھوائی گئی تھی۔ تیار ہونے پر اس کا وزن معہ صندوق تقریباً ۲۰ سیر تھا۔ اس کی جلد اعلیٰ ترین ولایتی چمڑے کی بنوائی گئی جس پر کتاب کا نام وغیرہ اور نظر فریب گلکاری طلائی و نقرئی پختہ روشنائی سے کرائی گئی اور اس کے لئے خالص صندل سرخ کا ایک چوبی صندوق تیار کرایا گیا جس کے پیندے کی موٹائی دوا انچ، ڈھکنے کی ڈیڑھ انچ اور چاروں دیواروں کی ایک انچ تھی، ڈھکن اور چاروں دیواروں کے بیرونی رخ پر انتہائی باریک کھدائی سے پیل بوٹے بنوا کر خالص ہاتھ دانت کی پچی کاری کرائی گئی۔ اوپر نیچے آٹھوں کونوں پر جوڑوں کی مضبوطی کے لئے پیتل کی موٹی چادر کی تکنیکی ”کہنیاں“ لگائی گئیں اور ان پر بھی باریک کھدائی سے گلکاری کی گئی۔ (جے پور ہمیشہ سے پیتل، تانبہ اور چاندی پر کھدائی کے لئے مشہور ہے اور اس کے کاریگر پہلے تو سب کے سب ہی لیکن اب بھی اکثریت مسلمان ہیں) نیچے ڈیڑھ ڈیڑھ انچ اونچے مضبوط اور منقش خم دار پیتل کے پائے لگائے گئے۔ بند کرنے کے لئے پیتل کے دو چوڑے چوڑے منقش ”چھپکے“ لگائے گئے، جب کہ پیچھے چار چوڑے چوڑے موٹی آہنی چادر کے قبضے لگائے گئے۔

اس سستے زمانے میں اس صندوق کی تیاری پر تقریباً پانچ سو روپے صندل کی لکڑی، ہاتھی دانت اور پیتل کے سامان کی قیمتوں اور لکڑی و پیتل کی کھدائی اور ہاتھی دانت کی پچی کاری کی اجرت پر لاگت آئی۔ پھر اس کے پیندے میں خالص کافور کی آدھی انچ موٹی تہہ کپڑے کی تھیلی میں بھر کر بچھائی گئی تاکہ کتاب کیڑوں سے محفوظ رہے۔ ہر دوسرے تیسرے مہینے نکال کر اسے دھوپ اور ہوا لگائی جاتی۔ جب کوئی نیا ملاقاتی آتا تو اسے بڑے فخر و مسرت سے دکھاتے تھے اور بہت عرصہ تک کہتے تھے۔

وہ نادر قلمی نسخہ ۱۱ جون ۲۲ء (۱۳ شوال ۱۲۰ھ) کو ان کی بھر بہتر (۷۲) سال (ولادت ۳۱ مئی ۱۸۴۸ء ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۲۶۴ھ) انتقال کر جانے کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے خورشید علی خان (کمانڈر انچیف ریاست جے پور، جاگیر دار ٹھکانہ جگر، جے پور ورنیکس ڈراک، ضلع علی گڑھ) کی تحویل میں رہا۔ پھر ان کے فرزند اکبر و وارث جاگیر جے پور ریاست ڈراک، کنور عبدالوہاب خان صاحب (یوپی کے مشہور خلافتی قائد) کے قبضہ اور پھر ان کے صاحبزادے کنور عبدالباقی خاں کے پاس رہا۔ جسے ۱۹۵۶ء میں جب میں آخری بار ہندوستان گیا تھا تو میں نے خود دیکھا تھا۔ ان کے کوئی اولاد زینہ نہیں ہوئی۔ صرف پانچ لڑکیاں چھوڑ کر ۲۹ مئی ۱۹۷۵ء کو انتقال کر گئے اور یوں خورشید علی خان کا اولاد ذکور کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

گذشتہ سال جب میں نے ”تاریخ لال خائیاں“ کی تدوین و تحریر کیلئے ان کی لڑکی مہ جین سے کچھ کتابیں طلب کیں تو اس نادر قلمی نسخہ کے متعلق بھی دریافت کیا تھا جس کے جواب میں اس نے بعد تلاش بسیار مطلع کیا کہ اس قسم کا کوئی نسخہ ہی موجود ہے اور نہ کوئی ایسا خالی صندوق ہی کہیں ملا۔ سمجھ نہیں آتا کہ وہ علمی و تاریخی نادر روزگار فنی شہ پارہ کہاں گیا۔ عبدالوہاب خاں کے زمانے میں ایک شخص نے اس کیلئے بڑھاتے بڑھاتے دس ہزار روپے پیش کر دیے تھے۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ یورپ یا انگلینڈ کا کوئی نہ کوئی کتب خانہ اس کی دوگنی سے زیادہ قیمت دے دے گا۔ مگر وہ کسی قیمت پر اس خاندانی یادگار کو الگ کرنے پر تیار نہ ہوئے۔ اگر عبدالباقی خان نے اس کو فروخت کیا ہوتا یا آخری زمانہ علالت میں جب زندگی سے مایوسی ہو گئی تھی کسی کتب خانہ میں رکھوایا ہوتا تو یقیناً مجھے لکھتے یادوستوں میں سے کسی سے یا اپنی بیوی اور بچیوں میں کسی سے ذکر کرتے۔ گمان غالب یہ ہے کہ ان کی طویل علالت کے دوران اور موت کے وقت اور بعد میں ان کے گھر میں کسی مرد کے نہ ہونے سے جو افراتفری پھیلی اور پھر ان کی موت کے ایک ہفتہ بعد ہی ان کی بیوی کے دماغی کینسر کی وجہ سے بیہوش ہو کر ہسپتال پہنچا دیئے جانے اور وہاں باوجود پانچ دفعہ دماغ کا نیچر آپریشن ہونے کے دس ماہ تک بے ہوش ہی رہ کر انتقال کر جانے کے بعد مزید ابتری پھیلی، اس زمانے میں کسی ایک ملازم یا آنے جانے والے کو جو اس نسخہ کی قدر و قیمت جانتا تھا۔ اسے غائب کرنے کا موقع مل گیا۔ اب نہ جانے وہ نادرہ روزہ گار کہاں، کس ملک میں، کس کے پاس اور کس حالت میں ہے فی الحال تو وہ بھی آن علمی و تاریخی اور فنی نوادرات میں شامل ہو گیا ہے جو مسلمانوں کا گمشدہ خزانہ ہیں۔

اسی سلسلہ میں ایک اور علمی خزانے کے اتلاف کا ذکر بھی بے محل نہ ہوگا۔

واجد علی خان نے اپنی یوپی کی ریاست بڈھانی میں ایک اقامتی دینی درس گاہ، اپنے والد احمد علی خان نقشبندی، مجددی مظہری (خليفة، مجاز مولانا رحیم بخش اجیری) متوفی یکم رمضان ۱۲۹۷ھ کی یادگار میں بنام مدرسہ احمدیہ خفیہ قائم کی تھی۔ درس گاہ اور اس سے متصل اساتذہ و طلباء کی اقامت گاہ و کتب خانہ اور مسجد کے لئے بڑی عالی شان عمارات تعمیر کرائی تھیں۔ مقامی اور بیرونی طلباء سے کوئی فیس نہیں لی جاتی تھی بلکہ نوشت و خواند کا جملہ سامان بھی مفت فراہم کیا جاتا تھا۔ بیرونی طلباء کو جنہیں ان کے سرپرست کچھ نہیں بھیج سکتے تھے ضروریات زندگی کے لئے وظیفہ بھی دیا جاتا تھا۔ اساتذہ اور مقیم طلباء کی خوراک و رہائش بھی بلا معاوضہ تھی۔ ان تمام مصارف کی کفالت کے لئے کئی مواضع وقف علی اللہ کر دیئے گئے تھے۔ مدرسہ میں ”درس نظامی“ کے علاوہ فارسی اردو اور حساب کی بھی تعلیم دتی تھی۔ اس سے ملحقہ کتب خانے میں ہر زبان اور ہر موضوع کی ہر ایک درسی کتاب کے کم از کم دس نسخے لازمی ہوتے تھے اور ان میں سے ہر ایک کے حواشی و شرح کے مختلف علماء کے لکھے ہوئے کئی کئی نسخے مزید برآں۔ غیر درسی کتب کی تعداد ان کے انتقال کے بعد (حسب تحریر مولوی معین الدین اجیری مذکورہ صدر) سات ہزار تھی۔ جن میں اس وقت کی تمام مصری مطبوعات، نیز عربی، فارسی اور اردو کی مختلف موضوعات پر تصانیف و تالیفات کے ہندوستانی مطبوعہ قلمی نسخے شامل تھے۔ جو بیس ۲۰ تصانیف و تالیفات کے ہندوستانی مطبوعہ قلمی نسخے شامل تھے۔ جو بیس ۲۰ تصانیف و تالیفات کے ہندوستانی مطبوعہ قلمی نسخے شامل تھے۔ جو بیس ۲۰ تصانیف و تالیفات انہوں نے حق الحقت ادا کر کے مختلف علماء سے لکھوائیں اور اپنے خرچ پر طبع کرائیں ان میں سے ہر ایک کے متعدد نسخے بھی موجود تھے۔ ”مرآۃ الانساب“ کے مطبوعہ نسخے تو کئی درجن تھے جن میں سے وقتاً فوقتاً آنے والے صاحب ذوق احباب و اعز اکو تحفہ دیئے جاتے تھے۔ ہندوستان کے طول و عرض میں شاید ہی کوئی ایسا علمی و ادبی پرائیویٹ کتب خانہ یا پبلک لائبریری ایسی ہوگی جہاں اس کے نسخے نہ بھیجے گئے ہوں۔ واجد علی خان کے انتقال کے بعد ریاست بڈھانی کے وارث اور مواضع موقوفہ کے متولی ان کے چھوٹے صاحب زادے کنور منظور علی خان ہوئے۔ جن کی زیر نگرانی اگرچہ مدرسہ اور کتب خانہ میں کوئی توسیع و ترقی نہیں ہوئی لیکن بہر حال قائم رہا۔ ان کے بعد جب ان کے بڑے صاحب زادے کنور طفیل احمد خان صاحب جائداد کے وارث، وقف کے متولی اور مدرسہ و کتب خانہ کے مہتمم و نگران ہوئے تو اگرچہ کتب خانہ تو برسوں تک بدستور رہا لیکن مدرسہ بتدریج تیزی کرتے کرتے مقامی بچوں کا کتب رہ گیا۔ جب وہ تقسیم ہند کے کئی سال بعد مستقلاً پاکستان آنے کو ہوئے تو مولانا عبدالشاہد خان شروانی (سابق اسٹنٹ لائبریرین و انچارج شعبہ خط و حات، مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) کے خط و سوال

۲۳ جولائی ۱۷۷۷ء کی تحریر کے مطابق ”بہت سی کتابیں کنور طفیل احمد خان مرحوم نے مختلف لوگوں کو فروخت کیں۔ ان کے بعد ان کے ملازم عبدالحمید نے جو اسی مکان میں ان کے ساتھ رہتا تھا، بعد میں بیچیں۔“

اسی طرح وہ نادر ذخیرہ کتب جواحد علی خان اور پھر ان کے صاحب زادے واجد علی خان نے تقریباً ایک صدی میں نہ جانے کہاں کہاں سے کون کون سے قلمی و مطبوعہ علمی و تاریخی جواہر پارے فراہم کر کے جمع کیا تھا وہ اخلاف کی ناقدری سے غارت ہوا۔

مولوی معین الدین اجیری نے ”حیوۃ طیبہ“ میں اس کتب خانہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس میں کیفیت و کمیت دونوں اعتبار سے کتابوں کا ذخیرہ ایسا ہے کہ ایک مستعد شخص ان کو دیکھ کر متحیر عالم بن سکتا ہے اور معمولی عالم مصنفین کی صف میں آ سکتا ہے۔ نہایت جامع کتب خانہ ہے۔ کتابوں کی تعداد سات ہزار (۷۰۰۰) ہے۔ ہر فن کی فہرست جدا گانہ ہے۔ اس طرح چالیس ۴۰ فہرستیں ہیں۔ جن کا معائنہ فقیر نے کیا ہے۔ اس سے کتب خانہ کی جامعیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ بڑے بڑے شہر ایسے عظیم الشان کتب خانے سے خالی ہیں“

یہ تھا وہ مجموعہ نوادرات علم جسکے جواہرات کوڑیوں کے مول قدر ناشناساؤں نے بیچ دیئے۔ ناقدری اور ناخلفی کی حد تو یہ ہے کہ آج واجد علی خان کے تین سگے پوتوں (مقیم لاہور و شہنشاہ پورہ) اور پڑپوتوں (مقیم حیدر آباد و کراچی) کے پاس خود واجد علی خان کی موسومہ بالاسوانح حیات (حیوۃ طیبہ) تک نہیں ہے، چہ جائیکہ اس ذخیرہ کا کوئی اور علمی و فنی شہ پارہ۔ میں نے بھی بصد دشواری مولوی معین الدین اجیری کی یہ تالیف بے پور سے منگوائی ہے ورنہ تو خود مؤلف کے صاحبزادے باقی میاں کے پاس بھی نہیں ہے۔

آج جو نسل پر اپنے اسلاف اور ان کے کارناموں سے غفلت کا الزام لگایا جا رہا ہے وہ نیا نہیں ہے، پچاس ساٹھ برس پہلے پیدا ہونے والی نسل بھی اسی ناقد رشناسی اور اسلاف فراموشی میں مبتلا ہے۔ ایک اور مثال اس کی سامنے آئی کہ نواب احمد سعید خان صاحب آف چھتاری کے دادا نواب محمود علی خان کی ایک سو انچھری ۱۵ھ میں چھپی تھی جو مجھے اپنی زیر فکر ”تاریخ لال خانیاں“ کے سلسلہ میں درکار تھی۔ میں نے ہندوستان میں احمد سعید خان صاحب سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ انہیں تو اپنے سگے دادا کے اس تذکرے کے معرض وجود میں آنے تک کا علم نہیں۔ نہ جانے یہ نسلی خلیج (جزیرین گپ) جس کے لئے آج کی پود مطعون ہے کب سے چل رہی ہے۔ اور کب تک چلے گی اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

ماہنامہ ”المنہج“ اکوڑہ ضلع، جلد ۱۳۔ شمارہ ۱۰، رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ اگست ۱۹۷۸ء



پاس خاطر

خط نستعلیق آٹھویں صدی ہجری میں ایجاد ہوا۔ میر علی تبریزی اس کے موجد بیان کئے جاتے ہیں۔ سلطان علی مشہدی (م ۹۱۹ھ) میر علی ہروی (م ۹۶۶ھ) اور میر عماد الحسنی قزوینی (م ۱۰۲۴ھ) رحمہم اللہ نے اسے اون کمال تک پہنچایا۔

خط نستعلیق بابر بادشاہ کے ساتھ برصغیر پاک و ہند میں آیا۔ اپنی گونا گوں خوبیوں کی بنا پر مقبول عام ہوا۔ دور اکبری میں محمد حسین کشمیری اور عہد جہانگیری میں عبدالرحیم عنبریں قلم نے نام پایا۔ ایران میں میر عماد الحسنی کی شہادت کے بعد ان کے ہم شیر زادہ اور تلمیذ خاص آقا عبدالرشید دیلمی نے ہندوستان کا رخ کیا۔ پہلے لاہور اور پھر آگرہ کو رونق بخشی۔ شاہجہان کے دربار تک شہرت پہنچی۔ رسائی اور پذیرائی ہوئی۔ شہزادہ داراشکوہ ان کے حلقہ تلمذ میں آئے۔ آقا صاحب نے ۱۰۸۱ھ میں آگرہ میں وفات پائی۔ کبیر السن تھے آقائے دیلمی کی روش خط اپنے محاسن فی کی وجہ سے بہت جلد برصغیر میں پھیل گئی۔ یہاں کے خوشنویسوں نے بڑی تعداد میں اسے اختیار کیا۔ ان سے تین مکتب قائم ہوئے:-

(۱) لاہور (۲) لکھنؤ اور (۳) دہلی۔

لاہوری مکتب کے نمائندہ محمد افضل لاہوری تھے۔ ”تذکرہ“ خوشنویان کے مؤلف غلام محمد ہفت قلمی کا بیان ہے کہ محمد شاہ رنگیلا کے عہد میں منشی عبدالمجید پرویں رقم لاہوری نے خط نستعلیق میں قلمی اجتہاد کی داغ بیل ڈالی۔ لکھنؤی مکتب میں حافظ نور اللہ اور قاضی نعمت اللہ لاہوری نے شہرت پائی۔ عبدالحمید شرر نے اپنی تالیف ”گذشتہ لکھنؤ“ میں ان کا بلند الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ ان کے سلسلہ تلمذ میں منشی شمس الدین اعجاز رقم جیسے باکمال خطاط پیدا ہوئے۔

انیسویں صدی عیسوی میں سرآمد خوشنویاں دہلی سید محمد امیر المعروف بہ ”میر پنچ کش“ نے بڑی شہرت پائی۔ انہوں نے آقا عبدالرشید دیلمی کی تحریروں سے استفادہ کیا۔ ان سے خوشنویسوں کی ایک بڑی تعداد نے کسب فیض

کیا، جن میں بعض غیر مسلم بھی شامل ہیں۔ ان کے ایک شاگرد منشی بہاری لال دہلوی (۱۲۸۳ھ/۱۸۶۷ء) تھے، جن سے منشی ہیرالال جے پوری (م ۱۹۲۱ء، غالباً) نے کتابت سیکھی۔ منشی ہیرالال سے جناب منشی محمد عبدالرحیم خاطر جے پوری (۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء) نے یہ فن سیکھا۔ زیر نظر کتاب ”کریما خوشخط“ انہی کے دست مبارک کی لکھی ہوئی ہے۔

شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ کی ”کریما“ اصلاحی ادب میں بڑا مقام رکھتی ہے۔ ہر زمانہ کے خوشنویسوں نے اسے مشق خط کے لئے انتخاب کیا ہے۔ طبقہ متاخرین میں منشی شمس الدین اعجاز قلم اور منشی عبدالغنی شیریں قلم (المعروف تھو) کی ”کریما جلی قلم“ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ منشی محمد عبدالرحیم صاحب بھی آقادیلی کی روش خط کے مقلد تھے۔ ان کے انداز تحریر اپنے اساتذہ فن کی جھلک لئے ہوئے ہے۔ جناب منشی محمد عبدالرحیم خاطر خدایا دشب زندہ دار بزرگ تھے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں شرف بیعت و اجازت رکھتے تھے۔ خطاطی کو رزق حلال کا ذریعہ بنایا۔ عمر بھر اس فن شریف سے وابستہ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رزق حلال کی برکت سے انہیں نیک و صالح اور عالم و فاضل اولاد عطا فرمائی۔

جن میں سب سے بڑے ہمارے مخدوم و مکرم عالم ربانی محقق عصر محدث و فقیہ حضرت مولانا محمد عبدالرشید نعمانی دامت برکاتہم (رحمہ اللہ) جن کی تصنیفات ”لغات القرآن“ اور ”ابن ماجہ اور علم حدیث“ سے علماء کرام استفادہ کر رہے ہیں۔

(۲) جناب مولانا عبدالعلیم ندوی صاحب۔ (۳) جناب مولانا عبدالحکیم چشتی صاحب۔

(۴) جناب مظفر لطیف صاحب۔ (۵) جناب عبدالرحمن غنفر صاحب۔

اللہ تعالیٰ خاطر مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

”کریما“ کا خطی نسخہ ان کے خدمت گزار و سعادت مند فرزند جناب مظفر لطیف صاحب کے پاس موجود

ہے۔ جناب مظفر لطیف صاحب لائق تحسین ہیں کہ وہ اپنے والد ماجد کی اس حسین یادگار کو منظر عام پر لے آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

نفیس (الحسنی) ۳ شعبان (المعظم) ۱۴۱۷ھ

نادر مخطوطات

محقق العصر مولانا محمد عبدالرشید نعمانی (رحمہ اللہ)

پرانے زمانے میں شرفاء کا دستور تھا کہ وہ عام طور پر اپنے بچوں کو تین چیزوں کی تعلیم دلایا کرتے تھے۔

(۱) خوشنویسی (۲) طب (۳) شاعری۔

بات یہ تھی کہ اس زمانہ میں شخصی سلطنت کا دور دورہ تھا اور یہ تینوں چیزیں حکام وقت کے تقرب میں بڑی مدد و معاون تھیں اس لئے عام طور پر شرفاء ان ہی تین پیشوں کو اختیار کیا کرتے تھے، سرکار دربار میں خوشنویس، طبیب اور شاعر کی بڑی قدر تھی، طبیب کی ضرورت سے تو کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ دفع مرض کے لئے سب کو معالج کی ضرورت پڑتی ہے اور امراء کو تو اپنی عیاشی کے لئے بھی ان کی خدمات درکار تھیں، شاعری اصل میں تو اپنے جذبات کے اظہار کا ایک مؤثر ذریعہ ہے جس سے سامع اثر پذیر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لیکن شخصی اقتدار کے زمانے میں شاعری نے نشر و اشاعت کا محکمہ سنبھال رکھا تھا۔ یہ اپنے ممدوح کی عزت و اجلال اور اس کے رعب و دبدبہ کے اظہار کا ایک اہم ذریعہ تھی۔ اس لئے ہر دربار میں شاعروں کا جگمگھانا لگا رہتا تھا۔ پھر اس زمانہ میں طباعت کا سلسلہ نہ تھا اور بعد کو جب طباعت کا فن ایجاد ہوا تو اس کو رواج پانے میں ایک مدت لگ گئی اس لئے ہر ملک میں کاتبوں کی بڑی تعداد پائی جاتی تھی کہ تعلیم و تعلم کا دار و مدار تمام تر کتابت ہی پر تھا پھر مسلمانوں میں فن کتابت کو اس لئے بھی ترقی ہوئی کہ ہماری شریعت نے تصویر کشی کی ممانعت کر دی ہے، لہذا مسلمانوں نے اپنے ذوق لطیف کی پذیرائی کے لئے اپنی تمام مساعی کو خط حسین و جمیل بنانے کے لئے وقف کر دیا اس سلسلہ میں مسلمانوں کی کاوشوں کا جائزہ لینا ہو تو تذکرہ خوشنویسیاں اور تاریخ خط و خطاطان پر جو کچھ عربی فارسی اور اردو میں لکھا گیا ہے اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

ہندوستان میں مسلمانوں میں عام طور پر تین خطوں کا رواج تھا۔

(۱) خط نسخ جس میں قرآن مجید کی کتابت ہوتی ہے۔

(۲) خط شفیعہ یا خط شکست جس کو خط دیوانی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ سرکاری دفاتر کا عام خط یہی تھا۔

(۳) خط نستعلیق جس میں تمام اردو اور فارسی کی کتابیں لکھی جاتی تھیں اور اسی خط کو سب سے زیادہ قبولیت

حاصل تھی۔ اور آج بھی ہندوپاک میں اسی خط کو دواج عام کی سند حاصل ہے۔

غرض طب، شاعری اور خوشنویسی یہ تین کپشے ایسے تھے کہ جن کو عام طور پر ہندوستان میں شرفاء اختیار کیا کرتے تھے، کیونکہ سرکاری ملازمت کے حصول میں ان تینوں شعبوں کا بڑا دخل تھا۔ جب کوئی امیر یا وزیر بیمار پڑتا اور کسی طبیب کے علاج سے اچھا ہو جاتا تو پھر اس طبیب کو وابستہ دولت ہونے میں ذرا دیر نہ لگتی اور فوراً ہی سرکاری طبیبوں میں ملازمت مل جاتی تھی۔ اسی طرح جب کسی شاعر نے قصیدہ مدحیہ سے اپنے مدوح کا دل لبھایا تو سرکاری شعر میں اس کا شمار ہوا خلعت اور صلہ سے نوازا گیا یہی خوشنویسوں کا تھا کہ جب بھی کسی جشن مسرت یا عید وغیرہ کے موقع پر کوئی عمدہ وصلی لکھ کر حاکم وقت کو پیش کی اس نے قدر کی نگاہ سے دیکھا اور پھر وابستگان دولت میں اس کو شامل کر لیا۔ سلطنت مغلیہ کے زوال تک یہ تینوں فن عروج پر تھے، بعد کو انگریز کے تسلط و اقتدار کے زمانے میں جہاں مسلمانوں کا اقتدار ختم ہوا یہ چیزیں بھی ختم ہو گئیں۔ اب نہ خوشنویس باقی رہے نہ طبیب! مگر اس کا رنگ و گرگوں ہے۔ خط کے بارے میں بعض دماغ یہاں تک سوچ رہے ہیں کہ اگر نسخ و نستعلیق کی بجائے رومن رسم خط اختیار کر لیا جائے تو کیا مضائقہ ہے۔ اور انڈونیشیا نے تو رومن رسم خط سرکاری طور پر رائج کر ہی دیا ہے۔ مگر.....!

میں بے پور کارہنہ والا ہوں اور یہ اگرچہ ایک ہندو ریاست تھی لیکن مجھے خوب یاد ہے کہ میرے بچپن میں وہاں جمعہ کی تعطیل ہوتی تھی۔ سرکاری دفاتر میں عام طور پر مسلمان ساٹھ فی صد اور فوج پولیس میں نوے فی صد تک ہوتے تھے۔ دفاتر کی زبان اردو تھی۔ لیکن اب یہ قصہء ماضی ہے۔ انگریز نے اپنی سیاست و تدبیر سے ہندو مسلمانوں کے درمیان وہ خلیج حائل کی کہ دونوں قومیں ایک دوسرے کے خون کی پیاسی ہو گئیں ملک تقسیم ہو گیا اور اب ہر جگہ انگریزی کا دور دورہ ہے۔

میرے والد مرحوم منشی محمد عبدالرحیم صاحب خاطر (رحمۃ اللہ تعالیٰ) اور عم بزرگوار حافظ محمد عبدالکریم صاحب حافظ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۶۵ھ جو والد مرحوم کے برادر کلاں تھے، بے پور کے نامی گرامی خوشنویسوں میں تھے، چنانچہ ”صحیفہ خوشنویسان“ کے مصنف نے ان دونوں کا تذکرہ اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔ یہ کتاب ”انجن ترقی اردو ہند“ نے علی گڑھ سے ۱۹۶۳ء میں شائع کی ہے۔

والد مرحوم (۱) خوشنویس ہونے کے ساتھ صاحب نظر بھی تھے ان کی نقد و بصیرت کا یہ عالم تھا کہ ۱۰۰۰ دیکھتے ہی یہ بتا دیتے تھے کہ یہ کس دور کے خطاط کا قلم ہے۔ قدامتوسطین و متاخرین غرض ہر دور کے خطاطوں کی روٹر قلم اور شیوہ خط کو پہچانتے تھے اور ان کی خصوصیات کو اچھی طرح واضح کرتے تھے۔ بارہا ایسا ہوا کہ گھر میں وصلیاں ملنا ملنا ہو گئیں اور وصلی پر کتاب کا نام درج نہ تھا مگر انہوں نے اپنے ذوق فن اور بصیرت خط کی بنا پر پھر سب کچھ دیکھ کر بتا دیا۔ کیا اور ان کے باہمی ذوق پر روشنی ڈالی۔ والد مرحوم کی وصلیوں کے جمع کرنے کا بھی بڑا شوق تھا۔ قدیم و جدید سے خطاطوں کے نمونہ ہائے خط کا ایک بڑا ذخیرہ جمع کر رکھا تھا۔ ۷۲ء میں جب تقسیم ملک ہوئی اور سرانسیا کے عالم میں وطن کو خیر باد کہنا پڑا تو ایک پورا ٹرک گھر میں وصلیوں سے بھرا ہوا چھوڑا تھا۔ گذشتہ سال جب میرا بے پورا ہوا تو باوجود تلاش بسیار اس ٹرک کا کچھ سراغ نہ مل سکا اس ٹرک میں خفی و جلی ہر قسم کے نمونہ ہائے خط کا انبار تھا۔ والد مرحوم کی مفردات سے لیکر فارغ الاصلاح ہونے تک کی تمام مشقیں استاد کی اصلا حیں بعینہ محفوظ تھیں اور ان کے مطالعہ و تدریس سے خوشنویسوں کے کتبات تھے۔ پاکستان میں جو وصلیاں آسکیں ان میں متعدد وصلیاں اور نشی ہیرالال بن ہرقت کراچی میوزیم میں داخل کیا جا چکا ہے۔ بروقت جو وصلیاں محفوظ رہ گئیں۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) وصلی عبید اللہ، یہ متوسط قلم سے دیباچہ، بوستان کے چھ اشعار ہیں جو نہایت ہی اعلیٰ کتابت کا نمونہ ہے۔ شیوہ خط سے استادی کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن عبید اللہ کا تذکرہ کسی کتاب میں میری نظر سے نہیں گذرا۔

(۲) مشق آغا مرزا۔ یہ اس مشہور مشکل قطعہ کی مشق ہے جو خوشنویسوں کے یہاں زور قلم کے اظہار کے لئے لکھا جاتا ہے۔

زیب نعتی زینت تحت چینی
بے چین چین تحت چین بنیشینی
بنشین بنشین بہ بخشش فیض بخش
از بخشش فیض فیض بخشش بینی

(۱) یہاں یہ بتانا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ والد مرحوم کا انتقال ۱۸ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۳ جنوری ۱۹۵۴ء میں کراچی میں ہوا تھا، مولوی احترام الدین شافل نے صحیفہ خوشنویسان ص ۱۲۵ میں جو یہ لکھا ہے کہ یہیں (جے پور، راجستھان میں) انتقال ہوا صحیح نہیں ہے۔

یہ قطعہ ہم جنس الفاظ کی مشق کی بنا پر بہت ہی مشکل سمجھا جاتا ہے پھر اس میں یکساں کششیں اور وہابیہ جس میں یکساں پیدا کرنا کمال فن کی دلیل ہے۔ آغا مرزا میر پنچہ کش کے تلمیذ رشید اور خطاطان ہند میں بڑے نامور ہیں، تذکرہ خوشنویسیاں مولانا غلام محمد مفت قلم آثار الصنادید و سرسید اور ارتنگ چین دہلی پر شاد میں ان کا تذکرہ موجود ہے۔ وصلی پر اگرچہ موصوف کے دستخط نہیں لیکن والد مرحوم نے فرمایا تھا کہ یہ آغا مرزا کی مشق ہے اور ہوسہ سب نظر خوشنویس ہوگا اور آغا مرزا کے شیوہ سے واقف ہوگا وہ ان کے خط کو پہچان لے گا۔

(۳) وصلی ابوالکارم قریشی، یہ نادر علیا مظہر العجائب کے قطعہ پر مشتمل ہے ابوالکارم قدیم خوشنویس ہیں شیوہ خط ایرانی ہے میر عماد کی روش پر لکھتے ہیں۔ اہل نظر ان کے کمال فن کی قدر کریں گے۔ یہ خطوط عسکریہ (۴) خط غبار مرزا عباد اللہ بیگ، یہ قطعہ، یا من بک حاجتی دروجی بید یک الخ پر مشتمل ہے، مرزا عباد اللہ بیگ میر پنچہ کش دہلوی کے مشہور شاگرد ہیں۔ ان کا تذکرہ، تذکرہ خوشنویسیاں غلام محمد اور آثار الصنادید میں موجود ہے۔ ان کے خط غبار کا نمونہ نایاب ہے لیکن سر کتابت کسی اور شخص نے درج کر دیا ہے جو غلط ہے۔

(۵) خط طغرا بمشکل است۔ یہ گلستان سعدی کی عبارت سے مزین ہے۔

(۶) وصلی مرزا عباد اللہ بیگ بخط حلی یہ موصوف کی ۱۲۷۲ھ شب جمعہ کی تحریر کردہ ہے، مرزا صاحب کا نام بھی بالکل نایاب ہے اور اتنے موٹے قلم کا لکھا ہوا تو کہیں نہیں ملتا۔ مرزا صاحب کا تذکرہ جیسا کہ ہم نے سابق میں تصریح کی تذکرہ خوشنویسیان وغیرہ میں موجود ہے۔

(۷) وصلی رحیم اللہ صاحب۔ یہ ان کے خط حلی کا نمونہ ہے جو اس بیت پر مشتمل ہے۔

الہی تاجہاں باشی باقبال

جواں بخت و جواں دولت جواں سال

یہ ۱۲۹۲ھ کا لکھا ہوا ہے۔ رحیم اللہ صاحب آغا مرزا کے شاگرد رشید ہیں اور استاذ کے خط میں الیا خط ملایا ہے کہ اگر اپنا نام نہ لکھیں تو پھر استاد اور شاگرد کے خط کو شناخت کرنا ہی مشکل ہو جائے۔ ان کا تذکرہ ”سجنہ خوشنویسیان“ شائع کردہ انجمن ترقی اردو ہند میں موجود ہے۔

(۸) وصلی رحیم اللہ صاحب مطاء مذہب، یہ، اے آنکہ مملکت خویش پائندہ توئی والے قطعہ پر مشتمل ہے

وصلی قابل دید ہے اور دہلوی اسول کے کمال فن کا نمونہ ہے۔ سن کتابت ۱۲۹۱ھ ہے۔

(۹) صلی محمد باقر زریں رقم یہ آنکس ترا شناخت جاں را چہ کند والے قطعہ پر مشتمل ہے۔ لکھنوی اسکول کے مشہور خوشنویس ہیں۔ رحیم اللہ صاحب کا جو درجہ میر پنجہ کش کے دہلوی اسکول کے خطاطوں میں ہے وہی درجہ ان کا حافظ نور اللہ صاحب لکھنوی کے لکھنوی روش خط کے اساتذہ میں ہے یہ غالباً دو واسطوں سے حافظ نور اللہ صاحب کے شاگرد ہیں ان کا تذکرہ صحیفہ خوشنویسیاں میں ہے۔

(۱۰) صلی محمد یعقوب صاحب مطلقاً جو دنیا بہ نگاہ چشم بینا نفسے، والے قطعہ پر مشتمل ہے۔ ان کا نام اگرچہ صلی میں تحریر نہیں لیکن والد مرحوم نے یہی فرمایا تھا کہ یہ رحیم اللہ صاحب کے فرزند ہیں اور صاحب نظر جانتے ہیں۔ یہی روش باپ ہی کے طریقے پر ہوتی ہے اور وہ خوشنویسی میں ان ہی کے قدم بقدم ہیں ان کا تذکرہ بھی صحیفہ خوشنویسیاں میں موجود ہے۔ اگرچہ مؤلف صحیفہ نے انکو میر پنجہ کش صاحب کا شاگرد لکھا ہے اور ان کا وطن دہلی بتایا ہے۔ لیکن یہ سچ نہیں بلکہ والد مرحوم کی تحقیق درست ہے ان کا وطن الور تھا ان کی بعض وصلیاں بہاولپور کے مرکزی کتب خانہ میں بھی موجود ہیں۔

(۱۱) صلی میر پنجہ کش دہلوی مطلقاً جن کا اصل نام سید محمد امیر رضوی ہے۔ ”یہ قل ہو اللہ“ پر مشتمل ہے۔ اور سال تحریر ۱۲۵ھ ہے میر صاحب کا نام نامی بزم خوشنویسیاں میں محتاج تعارف نہیں، تذکرہ خوشنویسیاں غرض نام کتابوں میں ان کا تذکرہ موجود ہے۔

(۱۲) مشق میر پنجہ کش موصوف۔ یہ صلی حسب ذیل مشقوں پر مشتمل ہے۔

(۱) تین تختیوں کی مشق ہے یعنی اب بابت حاجت کی۔

(ب) یا قنبر کنت الماس لی حضرت الیوم مثلی الخ

(ج) شب در بوستان با یکے از دوستان اتفاق مینیت افتاد۔

(د) کئی جگہ پر میر صاحب کے دستخط ہیں۔ فقیر محمد امیر رضوی ”مشقہ العبد محمد امیر رضوی وغیرہ۔

(ه) پشت پر روشنائی تیار کرنے کا نسخہ مرقوم ہے۔

اہل فن اساتذہ کی مشق کے دل و جان سے عاشق ہوتے ہیں کیونکہ بعض وقت مشق میں کوئی حرف

ایسا نکل جاتا ہے کہ بالقصد لکھ دینا دشوار ہوتا ہے۔

(۱۳) وصلی محمد عبدالحق، جلی قلم یہ ۱۳۲۲ھ کی لکھی ہوئی کلمہ طیبہ کی تحریر ہے یہ والد مرحوم کے معاصر خوشنویس ہیں اور دہلی اسکول کی روش پر لکھتے ہیں اغلب یہ ہے کہ فنی رحیم اللہ صاحب یا ان کے صاحبزادے کے شاگرد ہیں اس وقت یا انہیں کہ والد مرحوم نے ان کے بارے میں کیا کہا تھا۔

(۱۴) وصلی رستم خان یہ ۱۷۷۱ھ کی لکھی ہوئی ہے اس لحاظ سے کاتب حافظ نور اللہ اور میر پنچ کش سے پہلے کا ہے۔ طرز خط ایرانی ہے، کتب تذکرہ مذکورہ بالا میں اس خطاط کا تذکرہ نہ ملا۔ اس وصلی میں حسب ذیل ایک قطعہ لکھا ہوا ہے۔ اب رخ درس ہوش و درزاں۔ اس قطعہ میں صفت یہ ہے کہ جملہ مفردات کی مشق ہو جاتی ہے الف سے لیکر یا تک تمام حروف الگ الگ اس میں آگئے ہیں ایسے صرف دو قطعے استادان فن کے یہاں زیر مشق رہتے تھے ایک یہی قطعہ اور دوسرا شراب موج زندر لباس ہر مد ہوش کہ جس کو نظم پروین میں نقل کیا گیا ہے۔

(۱۵) وصلی رامدہن یہ نادعلیا پر مشتمل ہے اور دہلوی اسکول کی نزاکت و رعنائی کی حامل ہے۔ سنہ کتابت ۱۲۶۳ھ ہے خط کی خوبی کا اندازہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ والد مرحوم فرماتے تھے کہ فنی رام دھن آغا مرزا کے شاگرد تھے۔ چنانچہ ان کے خط میں وہی استاذ کی شان نمایاں ہے ایرانی کاتب ابوالکارم اور رام دھن دونوں کی نادعلی کو سامنے رکھ کر ہندوستانی اور ایرانی روش خط کا موازنہ کیا جاسکتا ہے۔

(۱۶) وصلی ملا محبوب۔ یہ نسخ کی وصلی ہے اور بہت خوب ہے ان کا تذکرہ کسی کتاب میں ہماری نظر سے نہیں گذرا۔

(۱۷) وصلی آقا عبد الرشید ویلی۔ آقا رشید کا نام محتاج تعارف نہیں۔ افسوس ہے کہ اس وصلی پر ممدوح کے دستخط ثبت نہیں۔ مگر والد مرحوم نے جزم و یقین سے اس کو آقا کی وصلی ہی بتایا تھا۔ اور ان کے اس دعویٰ کی تصدیق آقا کی دوسری وصلیوں سے اس وصلی کو ملا کر اور خوب اچھی طرح ان کو دیکھ کر کی جاسکتی ہے صاحب نظر خوشنویس تو دیکھتے ہی پہچان لے گا کہ یہ آقا کا خط ہے۔

(۱۸) وصلی حافظ ابراہیم دہلوی۔ یہ مشہور و معروف خطاط ہیں ان کا تذکرہ مولانا غلام محمد نے تذکرہ خوشنویس میں کیا ہے لیکن جشی سے ان کے عہد کے تعین میں خطا ہوئی ہے۔ مولانا غلام محمد لکھتے ہیں۔

حافظ ابراہیم مراد خلیق و متی و متورع، نستعلیق و نسخ بروزع خوب می نوشت کہ کتابت شیریں و دلچسپ می نمود علاقہ کتابت بخسود داشت، و از استادان مرشد زادگان بودہ است“ ص ۶۸۔

”مراد از لفظ حضور دریں کتاب ہر جا کہ ذکر شود ابوالنصر معین الدین اکبر شاہ ثانی است کہ از سنہ ۶۸ و دو بیست و بیست و یک الی سنہ ہزار و دو بیست و پنجاہ و سہ در قلعہ دہلی ریاست داشت“

معین الدین در ہندوستان شاہزادہ را بلطف مرشد زادہ خطاب می نمایند و دریں مورد اشارہ بہ پسران ابوالنصر اکبر شاہ ثانی است“ ۶۸۔

لیکن یہ صحیح نہیں ہے بلکہ حضور سے یہاں مراد شاہ عالم ثانی (جن کے بارے میں مشہور مقولہ ہے کہ حکومت شاہ عالم از موٹی تا پالم) ہیں اور مرشد زادگان سے ان کی اولاد۔

یہ وصلی تاریخ صلی ہے جو حافظ ابراہیم نے شاہ عالم ثانی کے درود دہلی پر ۱۱۸۵ھ میں لکھ کر پیش کی تھی۔ شاہ عالم ثانی شروع میں یورپ میں مارے مارے پھرتے رہے اور پھر ۱۱۸۵ھ میں دہلی کے تخت پر متمکن ہوئے یہ قصبہ ان کی آمد کے موقع پر حافظ موصوف نے بطور تہنیت لکھ کر پیش کیا تھا جس کا آغاز اس طرح ہے۔

زہے خرم ایام خوشتر لیلی
کہ آمد خداوند ملک و موالی

اور آخر میں یہ شعر ہے۔

چنین سال تاریخ جسم کہ باوا
مبارک قدم شہنشاہ عالی

مصرعہ اخیر ”مبارک قدم شہنشاہ عالی“ سے ۱۱۸۵ھ نکلتا ہے جو شاہ عالم کے درود دہلی کی تاریخ ہے اور وصلی پر بھی یہی سنہ تحریر ہے۔ آخر میں خود کاتب کے دستخط ان الفاظ میں ہیں قائلہ و کاتبہ حافظ ابراہیم۔ یہ دستخط نسخ میں اور اس طرح حافظ صاحب نے نسخ و نستعلیق دونوں میں خوشنویسی کا خوب خوب مظاہرہ کیا ہے۔

(۱۹) وصلی بخط نسخ۔ کاتب کا نام درج نہیں طرز خط یا قوت مستصم کی روش پر ہے۔ اس میں مؤلف قلم سے جو کام کیا گیا ہے اور سونے کے حروف جس طرح بنائے گئے ہیں وہ دیکھنے کے قابل ہیں۔

(۲۰) وصلی خدا یار۔ یہ خوشنویس خط نستعلیق کا خدائے فن معلوم ہوتا ہے۔ ابامیاء جب کبھی اس کی وصلی دیکھتے تھے تو دیر تک دیکھتے رہتے اور پھر اس کے نوک پلک کی تعریف میں رطب اللسان ہو جاتے، حیدر آباد دکن کے مشہور خوشنویس میر قادر علی صاحب نے جو شہر یار دکن کے زمرہ خوشنویسیاں میں ملازم اور ممتاز عہدہ پر مامور تھے اس

وصلی میں بعض مٹے ہوئے حروف پر سیاہی بھرنے کی کوشش کی لیکن وہ جس طرح اس مقصد میں ناکام رہے وصلی پر کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ خدایار کا تذکرہ ”صحیفہ خوشنویاں“ میں موجود ہے۔

(۲۱) وصلی سراج رقم۔ پورا نام محمد ابراہیم علی سراج رقم ہے۔ کاتب کے بارے میں مزید تفصیل معلوم نہیں۔ کتابت غالباً ۱۲۳۳ھ ہے یہ وصلی اللہ و محمد علی و حسنین پر مشتمل ہے۔

(۲۲) قطعہ..... بخوبی پہچومہ تابندہ باش۔ یہ منشی پنا لال تلمیذ منشی بہاری لال تلمیذ میر پنجہ کش کا لکھا ہوا ہے۔ ان کا تذکرہ صحیفہ خوشنویاں میں ہے۔

(۲۳ تا ۲۵) وصلی شیریں رقم۔ اس میں شک نہیں ان کی تحریر تو یہی ہے۔ شیریں رقم کے باب میں اس کوئی اطلاع نہیں۔ ان کا نام عابد علی تھا۔ ان کی تین وصلیاں ہیں۔

(۲۶، ۲۷) مفردات کی تختی اور بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہر تہ کلید درج حکیم کاتب کا نام معلوم نہیں مگر خط میں چنگلی اور صفائی ہے۔

(۲۸) وصلی فضل الرحمن خان۔ یہ خط نسخ و طغرا دونوں پر مشتمل ہے۔ اس میں صلوة تحینا مرقوم ہے۔ وصلی قابل دید ہے۔ مولوی فضل الرحمن خان کا تذکرہ، تذکرہ کاملان رام پورا اور صحیفہ خوشنویاں میں موجود ہے۔

(۲۹) وصلی عماد الدین احمد..... یہ ”بابت“ کی تختی ہے اور خوشنویس کے کمال فن پر شاہد ہے۔ عماد الدین مذکور کے متعلق ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ کس عہد کے ہیں اور کون ہیں۔

اب یہ سب وصلیاں برادر عزیز مظفر لطیف کے قبضہ میں ہیں اور وہی ان کے مالک ہیں ان ہی کی فرمائش پر ان وصلیوں کا تعارف ایک نشست میں لکھ دیا گیا ورنہ اگر خصوصیات خط و خطاطاں پر تفصیل سے سیر حاصل بہت کی جاتی تو مضمون طویل ہو جاتا۔ پھر اب یہ فن تقریباً ختم ہو چکا ہے نہ لکھنے والے رہے نہ سمجھنے والے اس لئے تفصیل پر طبیعت آمادہ نہ ہو سکی۔

الاستطوان حسن حمدہ

فقیر حافظ عبد الکریم بزم شتا و سالگی تحریر نمود
وقت عصر ہفتہ ۱۳۳۵ھ

تاریخ وفات عم محترم جناب حافظ عبد الکریم حافظ مرحوم ہے پوری
۱۱ شعبان المعظم ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۱ جولائی ۱۹۴۶ء

الحمد للہ

تاریخ

کتب الکریمین
کتب الکریمین
کتب الکریمین

عزاس

تکمیل شدہ کتب عبد الرحمن
رضویان پرنٹرز، لاہور
۱۳۵۸ھ

ادراک بر فراسد و تعالی شانہ

بند ضرور و اولیٰ عزت و الامت شریعہ
از سلطان عالم
خداوند کلور

جی سی کی ای دام
اقبال

انکہ خاک را بنظر کیا کنند
آباد کرد و خوشی بد کنند

ہر چند ہم باقی در گاہ سلطانین - نویدیم

شان این پیچہ گر ہزار نگار اعلیٰ بگا ہے

از دعاگوی حضور پر نور

محمد عبدالرحیم چیموری

غفرانہ ذوق و کسرت عریب در

سلسلہ ۱۲ ہجری

سردور

ہمسور و ہنسور

نہ از نرم گو گو ہر زخم نہ

شع بان گدا زخم کہ پروانہ دار کنند

بندم جہر ملک ما و لک ز نامی در خطہ

تسلیم غلامان و نویم - کرتا لاف زہی خود حرف

ان و السلام و ما یطرون
از ملک سیه کار عبد الرحیم
۱۳۵۹ هـ

1359

الحمد لله

سبحان الرب محمد سبحان الرب محمد

1354

[illegible]

م

مرشدی و مولائی والدی محترم محمد عبدالرحیم خاظر جیسری رحمہ اللہ المتوفی ۱۸ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ بمطابق ۲۴ جنوری ۱۹۵۲ء کراچی

مقدمۃ الكتاب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّا الْحَمْدُ وَالنِّعْمَةُ لَكَ وَالْمُلْكُ لَاشْرِيكَ لَكَ

آج کا کمال کبریاٹے تو بود
عالم نے از بحر عطائے تو بود
مارا چہ حمد و ثنائے تو بود
ہم حمد و ثنائے تو سرے تو بود

حَمْدُ سَيِّدِ السُّلُوكِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشْدَّ عَلَى الْكَفَّارِ صَلَوةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ بَعْدَ دَقْطِ الْأَمْطَارِ
إِلَى يَوْمِ الْقَرَارِ

اے ختم رسل کیہ مقصود توئی در صورت ہر چہ ہست موجود توئی
آیات کمال حقیمان است ہو آں ذات کہ در پردہ نہاں توئی

منعم حقیقی کا شکر و احسان اُسی قدر جتنی کہ اُسکی نعمائے لائقہ و لائقہ صحتی ہیں کہ اُسنے دیم توفیق کو اپنے جیب پاک کی غلامی کے طفیل کے غریق غصیاں کا رفیق کیا تاکہ برادران اسلام جو اپنے گھر کے انمول موتیوں کے دھینڈے کو بھول کر غیروں کے سامنے دست آزدی پھیلانے پر بھی کاسہ تمنا خالی لئے پھرتے ہیں پستی و ضلالت کے ہاتھوں سے مجبور ہیں انہیں بجائے اُسکی خبر ہونیکے کہ ہمارے جلیل القدر آبا اس بُرے وقت میں کام آئیے والا خزانہ جمع کر گئے ہیں یہ بھی یاد نہیں کہ وہ کون تھے اُنکی کیا حیثیت تھی ہماری فلاح کے لئے انہوں نے کیا کیا تدبیریں کیں۔ ان حضرات کی خدمت میں انکے گھر کی خانہ تلاشی اور یاد رفتگان کا سبق آموز ورق پیش کروں۔ گو ہمارے اسلاف کی اُلو العیضی تاریخ عالم کے صفحات پر آفتاب کی طرح چمک رہی ہے لیکن جب ہم اپنی حالت موجودہ پر خیال کرتے ہیں تو وہ تخیالی شخص سے کچھ کم معلوم نہیں ہوتے۔ خدا مومنین اسلام کو اجر خیر عطا فرمائیے کہ اُنکے مدونہ واقعات کبھی کبھی سن پاتے ہیں یا دیکھ لیتے ہیں تو اپنے آبا و اجداد کی بزرگی و عظمت کی تصویر اپنے خیال میں مضمحل ہو جاتی ہے۔ گو نتیجہ اسکا یہ تھا کہ یہ غالباً اُنکے ہمارے تمام واقعات تازہ یا نہ عبرت کا کام دیں مگر یہ دوا بھی اپنا اثرا اثر پیدا کرتی ہے بلکہ ہماری موجودہ حالت تو ایسی بے حسی میں ہے کہ اثر ہونے ہونے کا بھی احساس جاتا رہا۔ ہم

اپنے ظاہر و باطن کے با کمال ابا و اجداد پر نظر کریں تو یہ علوم عالم کا کوئی طبقہ ایسا نہیں جو ہر اُنے سیدھے سادھے مسلمانوں کی عالی ہمتی اور اُنکے جوہر شرافت کی تاباں قابلیت کا معترف نہ ہو۔ اُنکے علوم و فنون سیاسی و تمدنی مراتب کے علاوہ صرف ایک تاریخ نویسی علم انساب کے محفوظ رکھنے میں اور سبھی جوہر کے گھرے اور گھوٹے کے امتیاز میں جس طرح اُنکا خیال تحریر کی صورت میں شامل تھا۔ دنیا میں آج کوئی قوم نہیں جو اُنکی ہمسری میں قدم آگے بڑھانے کو تیار ہو یا مقابل اُنکے ہماری جو دستگیری کی حالت ہے وہ بالکل اسکے مصداق ہے ہم ہیں کہ جیسے کوئی کسی کا غلام ہے۔

اُنکے باطنی کمالات گوذات خود آج صفحہ ہستی سے رو پوش ہو کر ایسے ملک میں جا پہنچے ہیں کہ جہان سے واپسی کا قاعدہ نہیں بلکہ اپنے پس ماندگان کو بھی وہیں اپنے پاس نیکا پتہ بنا گئے ہیں مثل روز روشن آبگ نمایاں ہیں جنکو اُنکی ذات کا قائم مقام سمجھا جاتا ہے۔ ایک وہ تھے جنکی ظاہری و باطنی مساعی جمیلہ نے ایک عالم کو اپنا شاگرد و ممنون بنایا۔ افسوس ہے کہ انہیں رگوں کی اولاد ایک ہم ہیں کہ اپنی ذاتی اصلاح بھی نہیں ہوتی۔ اس بڑھک اور یہ رونا ہے کہ اگر ہم اپنے آپ کو ورطہ ہلاکت و قعر ذلت سے نکالنے میں مساعی نہیں ہوتے یا اپنی منزل عروج تک پہنچنے کا خیال نہیں کرتے۔ تو ہم اس لائق بھی نہیں کہ گاہ بگاہ اپنے ابا و اجداد و ہر وان دین کے واقعات ہی دہرایا کریں یا اُنکی نصائح و رموز حکمت پر ہی نظر کر لیا کریں شاید کسی وقت رگ حیمت جوش میں آجائے اور وہ روح بدن میں پیدا ہو جائے جو انسان کو اشرف المخلوقات کا مستحق اور جائز دعویٰ دار بناتی ہے جسکا ادنیٰ نتیجہ یہ ہے کہ اس کا نام غیر فانی۔ اور اُسکے اعمال حسین تقلید کے خلعت قیامت تک اُس پر پہنکے۔ اور اسکے لئے دنیا میں ایسا ہونا عقل و ہدایت کے خلاف ہے۔ کیونکہ غور کر لیا جاوے مخلوقات میں پسندیدہ اوصاف اور نیک خصلت اجناس انواع قدر و قیمت داد و آفریں کے مستحق ہوتے ہیں مثلاً اشرف المہیوانات میں ہم تازی گھوڑے کی طرف خیال کریں تو وہ بلحاظ اپنے اصالت اور اُس پر خوبو کی توصیف سے بمقابلہ اپنے دیگر مجنوں کے قدر و قیمت میں دس پچاس کے بجائے سیکڑوں ہزاروں کی نسبت رکھتا ہے۔ پس وہ خلیفہ اللہ جسکی نسبت آباؤ اور وہ خود تہذیب خلافت سے مہذب ہو کیسے قابل قدر ہوگا۔ چنانچہ ہمارے اس دعویٰ کی شہادت کیلئے صفحہ ہستی میں ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ گو رفتار زمانہ کسی موقع پر اُسے پست بھی کر دے جیسے کہ ہماری موجودہ حالت ہے کہ

توت دانا ہمہ از خون جگر می بینم

لیکن اُسکے جوہر کے بلند سراسرے ہر حالت میں سر فلک ہتے ہیں اور چشم بنیائیں اس عالم کے کارخانہ خواب و خیال نقش بر آب کے مصداق ہیں۔ اسلئے جب ہم اپنے وطن اصلی دار آخرت کے معاملات کو ساتھ لئے ہوئے سوچتے ہیں تو بھی انبیاء و اسلامی کے قربان جانیے بڑی خوشی اور ایک خاص طمانیت حاصل ہوتی ہے اور از روئے حقیقت ہونی بھی بجا ہے کیونکہ جب عالم فانی کے واقعات دل خوش کن ہوتے ہیں تو ملک جاودانی جسکی ہر حالت اعلیٰ و ارفع اُسکی حیثیت کے موافق ہونی لازمی ہے۔ تو وہاں کی امید فلاح پر کسی کا خوش ہونا اور مردہ دل کا زندہ ہو جانا کوئی استعجاب نہیں اور جب اُس ملک لازوال کا ملک المسلمون شہنشاہ حقیقی اپنے شفقت آمیز مژدہ سے ہمیں سرور کر دے۔ اور حال یہ کہ اُسکا ارشاد ہمارے ایمان غیبی میں مرتبہ عین یقین و حق یقین سے بسا زیادہ مصدق ہے۔ اسلام ہمکو تیار رہا ہے کہ جن اقوام کو اُنکی پاداش عمل میں لایا گیا حالانکہ وہ کسی کشتی کا نچوٹھا ہم باوجود اپنی بے نیازی کے اپنی رحمت اُن پر بھی اظہار شفقت کا حال اپنے خاص بندوں پر ظاہر فرمایا۔ وہ ہی جیم سارو بخاریا زون ہے کہ اپنی بارگاہ عالی سے ہمیں یوں ہی تاکید فرماتا ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ

اور وہ بھی
یہاں سے
ایک کتاب

الحَقْبَانِ يَهُودِيَّتَهُمْ وَمَا التَّائَاهُ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ط پس وہ افراد جنہوں نے اپنے نیرۂ شمیر کی چمک سے اندھیری راتوں کو روشن کر دیا جنہوں نے اسلام کی خوبیاں ایک ایک مونی ہزار ہزار قطرہ خون سے خریدائیں قضا و قدر کے نیچے جگمگے گلو مبارک سے مَرَضِيْدًا بِاللّٰهِ سَبَّأُوْا مُحَمَّدًا سُبُوْلًا کے نعرے بلند جوتے تھے بارگاہِ الہی میں جنگا قسطلیم عیدِ ختم رہتا تھا جو اپنے مٹنے سے پہلے فنا ہو چکے اور فناء قلبی سے حیات جاوید حاصل کی۔ شرافتِ عظمیٰ کا لقب یا بارِ حمت حق کی انہیں بارانی ہو کر وہ اپنی اولاد میں بھی وہ اثر چھوڑ گئے جو قوتِ عمل و اطاعتِ خداوندی سے اپنا وہ جوہر دکھائیگا کہ ان پس ماندگان کو انکے مراتب پر پہنچا دے اور ربِّ العلین محض اپنے فضل سے انکے ابا و کرام کی اُن سے آنکھیں ٹھنڈی کرے نہ یہ کہ انکے فضل میں کمی کیجا کہ انکو کچھ حصہ دیا جاوے بلکہ فضل و رحمت کا مینہ مسلسل دھارا ان پر سے اور یہ اپنے ذاتی عمل کی بنا پر دیگر اہل ہم بکند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیجا میسر کر دے۔

کے مصداق نام ہوں۔ بناءً علیہ اس ممکن خیالی میں بھی فخر و ناز کی شاہراہوں پر تیرنگام ہونا امکاں ہی بجانب ہوگا پس ضرور سچ کہ ہم اپنے ابتدائی حالات اور اجداد کے باکرام کے معمولات پر توجہ سے غور کریں کہ انہیں وہ کونسی شے تھی جسکی وجہ سے ہم اپنی نسبت انکی جانب مایہ ناز سمجھتے ہیں اور انکے وہ کون سے مقبولہ اعمال تھے جنکا اتنا قوی اثر ہے کہ جو ہمارے نجات کے بھی باعث ہو۔ اور اسکے ساتھ اپنی نسبت کا علم بھی ضروری ہے تاکہ اپنے اجداد کے عادات و اخلاق کا آئینہ بنیں اور ایک دوسرے کے تعلقات واقف ہو کر جن امور کے ہم مامور ہیں تمامہ ان پر عمل پیرا ہوں۔ تاکہ دنیا میں ہم انکے خلف صدق اور یادگار مانے جاویں اور اسکی عکس صورت میں انکے لئے تنگ عار کا موجب ہوں جب تک کہ ہم متقدمین اور سلف صالحین کے طرز معاشرت سے وقوف حاصل نہ کریں گے کوئی دنیوی بہبود ہماری طرف منح کیلیں اور نہ عاقبت میں ہم مونہہ دکھانیکے قابل ہونگے اور نہ دینی امور اس فلاح میں ہمارے لئے کوئی وزنی شے ہو سکتی ہے۔ تعلیم جدیدہ کے دیرنیہ ہونے پر بھی روزانہ کے نئے مجربات نے ہمکو خوب سوچھا دیا ہے کہ ہمارے بزرگوں کی حیات کے قصے انکی ابعدمات بھی ہماری زندگی کے سنگین کارناموں سے بسا ہوتی ہیں لیکن ہماری تعلیم کی تیز روشنی نے دیرینی کا فائدہ دینے کے خلاف ایسا چاند بھیا دیا ہے کہ پہلی بینائی بھی رخصت ہو گئی اور اپنا آیا بھی کھٹا دشوار ہو گیا۔ گمشدہ سے اس حالت کو ہر چکر مٹنے اب بھٹکا شروع کیا اور فخر و تلاش سے کہ عشاء موسوی جبل متین پر گر ہاتھ لگ جائے تاکہ اسکے سہارے سے کسی ید بیضا ہنگ رسائی ہو اور بیضاء رفیعہ کو حاصل کریں۔

قسمت حوالتم بجزا بات میکند ہر چند اینچنین شدم و اینچنان شدم
 غنیمت ہے کہ ابھی وقت اور گنجائش ہے کہ تلافی یافت ہو سکے اور **تَخَلَّفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ**
وَالْتَبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ عَذَابًا کے غضبناک و عید کے نتیجہ سے خوفناک ہو کر مسداک و طریق مصلحت
 اتباع سنت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ اپنی گم شدہ دولت رفتہ بصیرت حاصل کریں جو دارین میں ہمیں موج
 راہ نجات پر لہجائے کے لئے آگے دوڑتی ہو۔ اگر ہمارا یہ ارادہ قوی اور سچے دل سے ہو تو رحمت خداوندی بہت وسیع
 اور قریب تر ہے بلکہ وہ خود قریب ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے **وَلَحْنُ اقْرَابُ إِلَيْهِ مِنْ جَلِّ كُنْزٍ لَكُمْ يُدْخِلُ أَعْيُنُكُمْ رَحْمَةً**
وَعِزًّا یا نزدیکتر از من بمن است ویں عجب میں کہ من از دو درم
 وہ رحیم و کریم رب الارباب سب کچھ آسان کر سکتا ہے۔

وہ رحیم و کریم رب الارباب سب مجھہ اسان کر سکتا ہے۔
 قوم کے اس جادۂ عزت پر اینکھوں اور اوراق پر لیشاں سے جو دفاتر پارینہ کے عکس یا بابیان دین کے نقش و نگار کا آئینہ ہیں
 اور موجودہ فلسفیں جو رابطہ خاص کی وجہ سے اپنے اجداد تک منہتی ہیں اُن سے عروج و نزول کا عبرت خیز فرق مراتب ظاہر

اس تمام کام سے ایک آرزو ضرور ہے کہ قوم اس سے فائدہ اٹھائے اور اس ناخبر مؤلف کو دعاء خیر میں یاد رکھنے کی حاجت ہے کہ کسی بندہ خاص کی نظر میرے حق میں کسیر کا کام دے جو ذریعہ نجات ہو جائے۔ اور یہ اوراق چند اس درنا پاؤں میں یادگار باقی رہیں۔

جناب باری میں عجز و نیاز سے التجا ہے کہ اس کتاب میں عمدتاً یا خطاء غلطی ہوئی ہو۔ یا سہو و خلاف حق میرے قلم سے نکلا ہو اپنی کریمی سے بخش دے اور رسوائی آخرت سے اپنی نیاہ دے۔ اَسْتَغْفِرُ اللہَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَاَتُوبُ اِلَیْهِ بجاہ حبیبک سید الشافعیین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فان لی ذمۃ منہ بہ تسمیتی
یا اکر المخلوق مالی من الذمۃ
محمد اھو او فی الخلق فی الذمۃ
سواک عند حلول الحادۃ العمد
مَا بِنَا تَقْبَلُ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

آرب آخری

مرآۃ الانساب میں جس قدر سلاسل درج کئے گئے ہیں اُن میں حتی الامکان ایک شاخ کو ہر سلسلہ میں آدم علیہ السلام سے موجودہ وقت تک ظاہر کرنا حاصل منشاء قرار دیا گیا ہے۔ باقی زیادہ سلسلے جن صاحبوں کے کتب مقبرہ سے دستیاب ہوئے یا جن حضرات نے اپنے سلاسل بھی مجھے مفید عام ہونے کی وجہ سے اُن کو بھی بعد تحقیق درج کر دیا گیا۔ بعض اجداد اعلیٰ کے طبقے میں اور دیگر موقعوں پر بھی ایسی اولادیں جن کا کوئی عقب یا سلسلہ باقی نہیں اور ان کا ذکر چنداں مفید نہیں تھا ترک کر دیا گیا۔ اور ان میں جو مشاہیر ہیں یا کوئی خاص خصوصیت رکھتے ہیں اُن کو خاص طور پر بھی دکھا دیا گیا ہے اور ہر طبقے کیلئے دو اثریں بھی امتیاز کیا گیا ہے۔

- ۱ ادبیاء علیہم السلام کو دائرہ بڑے اور خوبصورت چھوٹا دائرہ
- ۲ خلفاء اربعہ کا دائرہ اس صورت کا ہوگا
- ۳ صحابہ رخ کے لئے یہ تجویز کیا گیا ہے
- ۴ صحابہ کا نام کتاب میں ہر موقع پر اس صورت میں لکھا۔
- ۵ مشاہیر کا دائرہ معمولی دائروں سے بڑا ہوگا
- ۶ بزرگان دین کے دائرے زیادہ بڑے ہیں
- ۷ ازواج مطہرات کے دائرے بشکل ہلال ہونگے
- ۸ عام اثاثہ دور مربع ہیں
- ۹ عام اشخاص کا چھوٹا دائرہ ہے

۱۰ اجداد اعلیٰ کے دائرے بڑے ہیں اور اسیں
سیاہ موٹا خط ابن معنی کا فائدہ دیکھا مثلاً
اور یہ دو ائمہ ہمیشہ کتاب کے بالائی حصہ میں آدینکے

بمعنی ابن
بمعنی بن

۱۲ ایک معرشت کی اولاد اور اولاد اور اولاد کا سلسلہ
بالکل ختم ہونے پر۔ دوسرے حد کا نام لکھا جاوے
اور اسی اولاد کو لکھائی جاوے جیسے ابراہیم
کی اولاد اور بعض جگہ شامل

۱۱ جس اعلیٰ کی اولاد زیادہ ہوگی جو ایک صفحہ
پر ختم ہوسکی وہ دوسرے صفحہ پر لکھائی گئی ہے
سیاہ خط کلاں خالی چلا جائیگا یا ایک طرف سے
ہوگا۔ مثلاً بعد المطلب کی اولاد زیادہ
ہے کئی صفحات پر آئی ہے۔ دس علی ہذا

۱۳ اولاد اولاد کے سلاسل سیاہ خط کلاں کے
نیچے کے حصے میں ہینگے اور باہمی دائرے
کا خط وصلی ابن کے معنی میں ہے۔



کسی صفحہ پر اجداد اعلیٰ میں سے اگر اولاد
زیادہ نہیں ہے تو بعد ما تقدم کا سلسلہ
اولاد اس صفحہ پر دکھا دیا گیا۔

وَالْعَاقِلُ لِكُنْفِهِ لَا شَرَّكَهُ

کتب معبرہ کے بیشتر اقوال مجتبہ نقل کئے گئے ہیں اس تالیف میں جس قدر کتابوں سے امداد لی گئی حسب ذیل ہیں: تاریخ الخلفاء
صحیح البخاری تفسیر کبیر تفسیر ابی السعود مواہب لدنیہ تفسیر قادری سیرۃ النجلی تاریخ الخلفاء
اصناف فی تین الصحابہ مکتوبات امام ربانی تاریخ کامل ابن اثیر ابن خلدون مروج الذهب
معاذ النجاشی الجواهر سبائك الذهب روضة الاجاب روضة الاصفياء خصائص الکبری
نشر الطیب سیر الحجیب سرور المخزون انوار الاذکیا تاریخ عالم نفحات الانس
آداب المیردین جواہر فریدی فلاح ابن خلکان ترجمہ ابن خلدون تاریخ اسلام
قرۃ العین شرح سرور المخزون تاریخ التواریخ منجۃ التواریخ تاریخ افغانستان امیرنامہ
تاریخ بھوپال صولت افغانی اکبرنامہ آئین الکبریٰ حقائق المحنفہ نسبائہ انصار یا

تاریخ روم احوال علماء فرنگی محل عمدۃ الطالب طبقات ناصری سیر النبی شجر العالم
 عمدۃ الطالب عرائس القصص سر الشہادتین جوامع الحکایات بحر الانساب کنز الانساب
 خلاصۃ التواریخ وغیرہ قلمی شجرہ قلمی مدینہ منورہ فصول مسعودیہ مقام امیعیہ ترغیب الترہیب
 مشکوٰۃ المصابیح سیر الاقطاب تیسر شرح جامع صغیر معارج اللہ لایت منتخب التواریخ
 مرآۃ الممداری سیر المتشاہخ تاریخ دکن اسرارہ مقاصد العارفین اشرف نامہ
 تاریخ بلند شہر مرقع فیض تاریخ ٹاڈ راجستان تاریخ برٹن

شجرہ قلمی مدینہ منورہ وہی شجرہ ہے جو اس مایلف کا اصل باعث ہوا۔ اس کے حصول کی تفصیلی کیفیت ناظرین
 کو اکثر مزارات انبیاء علیہم السلام و صحابہ کبار و اولیاء کرام اور مقامات مقدسہ سے واقفیت اور دلچسپی ہوگی بالخصوص
 جن حضرات کو اس مبارک سفر کا اتفاق ہوا ان کے لئے انشاء اللہ العزیز زیادہ مفید ثابت ہوگی۔

۲۱ شعبان ۱۳۲۷ھ مطابق یکم ستمبر ۱۹۰۸ء کو جبکہ افتتاح حجاز ریلوے کے فائدہ سے مسلمانان ہندوستان کو
 سفر حرمین میں آسائش و آسانی ہونے کی بنا پر خاص مسرت ہو رہی تھی۔ جناب محمد عبد الواحد علی نقی انصاری
 اسی دوران میں ۴ محرم ۱۳۲۷ھ مطابق ۳۰ جنوری ۱۹۰۸ء کو یارادہ حج جینپور سے روانہ ہوئے اور بمبئی سے بلوچا
 جہاز (جہنمی سیل) پر سوار ہو کر عدن سویل پور پہنچے ہوئے ہوئے ۱۱ بیع الاول ۱۳۲۷ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۰۹ء بیت المقدس

پہنچے۔ یہ حج نصاریٰ کا زمانہ تھا اور ولادت موسیٰ علیہ السلام کا بھی چونکہ یہ ہی زمانہ گذرا ہے اس لئے اس موسم میں
 یہودیوں کی عید بھی تھی باوجود سردی کے بڑا مجمع تھا۔ جناب ممدوح ۳۰۔ اپریل ۱۹۰۸ء تک وہاں مقیم رہے اور حضرت
 داؤد و سلیمان و موسیٰ و عزیر و مریم علیہم السلام اور ابو عبد اللہ حضرت عکاشہ سلمان
 رضی اللہ عنہم اور حضرت ابراہیم اہم رحمۃ اللہ علیہ اور خلیل الرحمن کے راستے میں حضرت یونس اور راحلہ والدہ
 یوسف علیہما السلام اور خلیل الرحمن میں حضرت ابراہیم اسحق یعقوب والدہ یعقوب علیہم السلام
 اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے مزاروں کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ خلیل الرحمن سے دو گوس پر حضرت لوط علیہ السلام
 کا مزار ہے وہاں حاضر ہوئی تیاری ہو چکی تھی کہ یکایک شب کے دس بجے سلطان عبد الحمید خاں کی معزولی کی
 منادی ہوئی اور سلطان محمد رشاد و خامس کی سربراہی کی توپیں سر ہوئیں اور وہاں کا جانا ملتوی رہا۔
 بعض مقامی اجباب آپ کو یہ رائے دی کہ مبادا بغیر سلطنت سے بامنی واقع ہوا اور راستے مخدوش ہو جائیں یا حجاز ریلوے
 بند ہو جاوے۔ اس لئے مدینہ منورہ جلد روانہ ہو جانا چاہئے۔ اب یکم مئی ۱۹۰۹ء کو روانہ ہو کر نابلس کے مشیش سے حجاز ریلوے
 میں سوار ہو کر دمشق پہنچے۔ یہاں حضرت ذوالقفل یحییٰ علیہم السلام اور حضرت بلال عبد اللہ ابن مہزیار

حضرت جعفر طیار ابوہریرہ معاویہ ہرلیج مساعد ام المؤمنین ام حبیبہ ام المؤمنین ام سلمہ
سکینہ بنت امام حسین زینب عبداللہ بن زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور حضرت
بہلول دانا محی الدین بن عربی خالد کردی عبدالغنی نابلسی اسمعیل کردی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
کے مزارات اور سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارات سے مشرف ہوئے۔ پھر دمشق سے
روانہ ہوئے ہوئے ۱۶ مئی ۱۹۹۹ء کو مدینہ منورہ حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ ۲۳۔ شوال المکرم ۱۴۲۶ھ تک اس
جذبات نثار ارض مقدس میں آپ کی حاضری رہی جس کا اظہار کچھ صدی کے ان لفظوں میں کیا جاسکتا ہے
دیدہ از دیدنش بختے سیر آنچن ال کز فرات مستقی

اس دوران میں ایک اکثر بزرگان دین کے مزارات کی تلاش میں اور مقامات معلوم ہونے سے افسوس ہوا اور
اکثر کتابوں کی تلاش کا خیال تھا کہ مدینہ منورہ میں بحسن اتفاق حاجی محمد اسمعیل صاحب بخاری سے آپ کی ملاقات
ہوئی۔ حاجی صاحب موصوف خوشنویس ہیں اور کتب خانہ سلطانی میں کتب قدیمہ اور کتب مطلا کا شعبہ انکو تفویض
ہے۔ کتب خانہ میں ایک نہایت مستند شجرہ آدم علیہ السلام سے لیکر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک سلسلہ
نہایت اہتمام و حفاظت سے رکھا ہوا ہے۔ اس کی نقل حاجی صاحب نے اپنے لئے کی تھی۔ ایک صحت میں
انہوں نے جناب ممدوح سے ذکر کیا۔ آپ کے شوق اور دلچسپی کے لئے یہ ایک بیش بہا نعمت تھی۔ گو جناب ممدوح
انتظام سفر کر چکے تھے اور روانگی میں بہت تھوڑے دن باقی رہے تھے کہ حاجی صاحب سے اس کی نقل کے لئے
اصرار کیا اور حاجی صاحب نے بھی کمال کیا کہ تین دن میں اس کی خوشخط نقل تیار کر لائے جو ۷۲ فٹ طول میں
بصورت مکتوب تھی۔ آپ نے مزید اطمینان کے لئے اصل شجرہ سے اس کا مقابلہ بھی کر لیا۔ مدینہ منورہ سے ہو کر
۶۔ اپریل ۱۹۹۹ء کو بحیرت آپ جیسو پر پہنچے۔ یہاں اس شجرہ کو کتابی صورت میں تدوین کر نیکے لئے احضار اور
مولوی سید عبدالقادر صاحب کے سپرد کیا جو آپ کے ہاں خدمات دینی پر مامور تھے اتفاقاً کچھ عرصہ بعد
مولوی صاحب نواح بنگالہ میں ملازم ہو کر چلے گئے اور احقر نے ۱۳۳۵ھ سے ۱۳۳۵ھ تک شہانہ روز محنت کر کے
اس کو بصورت موجودہ ترتیب دیا۔ اور کتب مذکورہ بالا میں سے اکثر جناب ممدوح نے خاص اس کی تکمیل کیلئے بھرپور
کثیر خرید فرمائیں مگر ناکافی ہونے پر جیسو پر ہمارا اجلا شہریری سے کتب متعلقہ دیکھیں اور اکثر مستند خاندانوں کے شجرے
حاصل کر کے اضافہ کیا اور جن بزرگوں کے اسماء گرامی آئے ان کے مختصر اور جامع حالات درج کئے۔ اسی اثنا میں
حسن اتفاق سے حاجی اسمعیل صاحب بخاری بھی جیسو آئے۔ اور اس ترتیب و اضافہ کو دیکھ کر بہت محفوظ ہوئے
حاجی صاحب کے ہندوستان آنے سے جناب ممدوح نے یہ فائدہ اور حاصل کیا کہ ایک جلد اس شجرہ کی
جلی قلم سے نہایت خوشخط لکھوا کر اپنے کتب خانہ میں رکھوا دی۔ جس کی تقطیع ۲۲۔ ۳۰۔ ہے
شائقین اور اکثر آج اب اس کے طبع کے مصر ہوئے جیسو میں نے اجازت چاہی آپ نے اپنی عالی ہمتی سے دوسرے
کے عطیہ سے راقم الحروف کو مشکور فرما کر اجازت بخشی اور مصارف طبع میں بھی امداد فرمائی۔
بلبل از فیض گل آموخت سخن رنہ نبود
ایں ہمہ قول غزل بقیہ در نقارش
آں سفر کرد کہ صد قافہ دل ہمہ آو
ہر گجا ہست خدا یا سلامت درش

غضکہ شجرہ ایک بُرک ہے جو جناب ممدوح کو ارض مقدسہ حضرت روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا اور
میں اُسکو اس زمانہ تک کی ایک جامع تاریخ مکمل و مرتب کر کے انباء اسلام کے سامنے پیش کرنا ہوئی۔

من بسر منزل عنقانیہ بخود بردم را قطع این مرحلہ با مرغ سلیمان کردم

دارم از لطف ازل منزل فردوس طمع

گرچہ در بانی میخانیہ فراوان کردم

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ

خَيْرُ الرَّاحِمِينَ

بِحَبْلِیْكَ مُحَمَّدٌ صَاحِبِیْ

صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَیْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

عبد
ضیاء الدین احمد علوی

امروہی

کاخ واجدی

سوائی جیپور ۳۰ اپریل ۱۹۱۶ء

خواجہ خواجہ

علم کتاب بالاجمال

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	آغاز کتاب حمد و ثنا	۱	۲۳	عاص کی اولاد حضرت عمر بن عبد العزیز	۲۲
۲	حضور کا اسم گرامی مع اولاد امجاد	۲	۲۴	اور ابوسفیان کی اولاد امینین	۲۴
۳	ذکر ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم	۳	۲۵	قصی کی اولاد اور جمال	۲۵
۴	ذکر حضرت عبد اللہ والد حضور	۴	۲۶	سلسلہ عمر بن العزیز و جمال	۲۶
۵	ذکر عبد المطلب راہ کی اولاد حمزہ کا حال اولاد	۵	۲۷	اسد بن عبد العزیز کی اولاد	۲۷
۶	عبد المطلب راہ کی اولاد امینین	۶	۲۸	سلسلہ اولاد کلاب	۲۸
۷	حضرت زینب کا نسب و بیوہ صحابیہ	۷	۲۹	حضرت آمنہ والدہ حضور	۲۹
۸	اولاد عبد المطلب صحابی و صحابہ	۸	۳۰	حضرت ابن شہاب زہری	۳۰
۹	سیدنا جعفر طیار اولاد ابی طالب	۹	۳۱	سعد بن ابی وقاص و کمال	۳۱
۱۰	حضرت علی کا حال و راہ کی اولاد	۱۰	۳۲	حضرت عبد الرحمن بن عوف کی اولاد	۳۲
۱۱	حضرت شاہد بن ابی امیہ و بیوہ صحابیہ	۱۱	۳۳	اولاد امیر المومنین اسد بن ابی طالب	۳۳
۱۲	شاہ عبد المجید مروسی و بیوہ صحابیہ	۱۲	۳۴	حضرت صدیق اکبر و سلسلہ یحییٰ بن	۳۴
۱۳	حاجی الحارث بن ہبہ الدین مروسی	۱۳	۳۵	یحییٰ بن عمر و سوسور و یحییٰ بن	۳۵
۱۴	اولاد عبد المطلب و بیوہ صحابیہ	۱۴	۳۶	صلح بجنور و غیرہ	۳۶
۱۵	خلفاء عباسیہ سلسلہ عباسیہ	۱۵	۳۷	حضرت شاہ عبد لہادی بیوہ و شاہ عبد	۳۷
۱۶	ہاشم اور راہ کی اولاد	۱۶	۳۸	حضرت صدیق اکبر و عبد لہادی	۳۸
۱۷	سلسلہ اولاد امیر المومنین شافعی	۱۷	۳۹	سلسلہ یحییٰ بن جکان محمود باغیہ	۳۹
۱۸	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۱۸	۴۰	صدیق یحییٰ بن اودہ کھنوس	۴۰
۱۹	سلسلہ اولاد حضرت عثمان غنی	۱۹	۴۱	حضرت ابی جحیفہ الدونخ شہنا الید	۴۱
۲۰	حضرت شیح جلال الدین کبیر الایوبی	۲۰	۴۲	سہروردی	۴۲
۲۱	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۲۱	۴۳	ضمیمہ حضرت نظام دکن محل	۴۳
۲۲	عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۲۲	۴۴	کعب کی اولاد	۴۴
۲۳	سلسلہ اولاد حضرت عثمان غنی	۲۳	۴۵	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۴۵
۲۴	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۲۴	۴۶	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۴۶
۲۵	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۲۵	۴۷	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۴۷
۲۶	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۲۶	۴۸	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۴۸
۲۷	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۲۷	۴۹	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۴۹
۲۸	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۲۸	۵۰	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۵۰
۲۹	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۲۹	۵۱	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۵۱
۳۰	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۳۰	۵۲	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۵۲
۳۱	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۳۱	۵۳	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۵۳
۳۲	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۳۲	۵۴	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۵۴
۳۳	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۳۳	۵۵	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۵۵
۳۴	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۳۴	۵۶	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۵۶
۳۵	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۳۵	۵۷	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۵۷
۳۶	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۳۶	۵۸	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۵۸
۳۷	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۳۷	۵۹	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۵۹
۳۸	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۳۸	۶۰	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۶۰
۳۹	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۳۹	۶۱	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۶۱
۴۰	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۴۰	۶۲	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۶۲
۴۱	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۴۱	۶۳	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۶۳
۴۲	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۴۲	۶۴	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۶۴
۴۳	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۴۳	۶۵	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۶۵
۴۴	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۴۴	۶۶	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۶۶
۴۵	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۴۵	۶۷	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۶۷
۴۶	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۴۶	۶۸	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۶۸
۴۷	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۴۷	۶۹	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۶۹
۴۸	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۴۸	۷۰	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۷۰
۴۹	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۴۹	۷۱	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۷۱
۵۰	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۵۰	۷۲	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۷۲
۵۱	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۵۱	۷۳	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۷۳
۵۲	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۵۲	۷۴	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۷۴
۵۳	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۵۳	۷۵	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۷۵
۵۴	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۵۴	۷۶	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۷۶
۵۵	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۵۵	۷۷	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۷۷
۵۶	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۵۶	۷۸	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۷۸
۵۷	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۵۷	۷۹	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۷۹
۵۸	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۵۸	۸۰	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۸۰
۵۹	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۵۹	۸۱	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۸۱
۶۰	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۶۰	۸۲	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۸۲
۶۱	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۶۱	۸۳	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۸۳
۶۲	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۶۲	۸۴	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۸۴
۶۳	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۶۳	۸۵	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۸۵
۶۴	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۶۴	۸۶	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۸۶
۶۵	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۶۵	۸۷	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۸۷
۶۶	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۶۶	۸۸	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۸۸
۶۷	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۶۷	۸۹	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۸۹
۶۸	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۶۸	۹۰	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۹۰
۶۹	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۶۹	۹۱	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۹۱
۷۰	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۷۰	۹۲	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۹۲
۷۱	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۷۱	۹۳	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۹۳
۷۲	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۷۲	۹۴	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۹۴
۷۳	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۷۳	۹۵	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۹۵
۷۴	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۷۴	۹۶	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۹۶
۷۵	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۷۵	۹۷	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۹۷
۷۶	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۷۶	۹۸	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۹۸
۷۷	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۷۷	۹۹	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۹۹
۷۸	حضرت عثمان غنی و بیوہ صحابیہ	۷۸	۱۰۰	سلسلہ اولاد ہشیم بن کعب رزق	۱۰۰

۱۲۵	آنریل شیخ صادق علی انصاریان	۱۲۸	۹۸	حضرت زریا و ساریه	۱۰۰	۹۵	نابت قربانی اسمعیل و نباء کعبه	۴۱
۱۲۶	سام کی اولاد حضرت صالح	۱۲۹	۹۹	حضرت شعیبا و باروخ	۱۰۱	۹۶	حمل و نباء کعبه	۴۲
	قوم عاد و ثمود و غیره		۱۰۰	حضرت هوش و زکریا	۱۰۲	۹۷	قنذار کا حال اولاد و قنات اسمعیل	۴۳
۱۲۷	سلسلہ اولاد عیسیٰ و یحییٰ و اسیرہ	۱۳۰	۱۰۱	حضرت میخا و کل جانی	۱۰۳	۹۸	حضرت اسمعیل کی اولاد	۴۴
۱۲۸	شاہان و ملت غزنیہ و غوریہ	۱۳۱	۱۰۲	حضرت نانان اور یام	۱۰۴	۹۹	ذکر حضرت ابرہیم اور انکی اولاد	۴۵
۱۲۹	شاہان لودی قوم شروانی	۱۳۲	۱۰۳	اولاد نبیا حضرت یونس و یحییٰ	۱۰۵	۱۰۰	شیب اور انکا مذکرہ	۴۶
۱۳۰	رؤساء مالیکوٹہ شروانی	۱۳۳	۱۰۴	حضرت ریشا و مردخانی	۱۰۶	۱۰۱	ذکر اسحق علیہ السلام	۴۷
۱۳۱	آدم ثانی نوح کی اولاد	۱۳۴	۱۰۵	ملک طالوت و جد افغنیہ بان	۱۰۷	۱۰۲	عصیون اسحق و حضرت ایلوب	۴۸
	اسکندر و اول القرنین	۱۳۵	۱۰۶	قیس بن الرشید و جد احمد بن محمد	۱۰۸	۱۰۳	ذوالکفل و اسمعیل بن علیہ السلام	۴۹
۱۳۲	سلسلہ منعلیہ و اسکندر رومی	۱۳۶	۱۰۷	بلش احمد قایل افغنیہ و احمد بن	۱۰۹	۱۰۴	حضرت یعقوب اور انکی اولاد	۵۰
۱۳۳	مستوح و سلاطین نین و مغلیہ	۱۳۷	۱۰۸	امیر حبیب اللہ خاں جبار و احمد بن	۱۱۰	۱۰۵	حضرت یوسف علیہ السلام	۵۱
۱۳۴	ادریس و سلاطین	۱۳۸	۱۰۹	اجداد رؤساء بھوبال ٹونک	۱۱۱	۱۰۶	ذکر یوسف و اولاد افرام بن	۵۲
۱۳۵	حال سلاطین نین و مغلیہ	۱۳۹	۱۱۰	والی بھوبال و اجداد ٹونک	۱۱۲	۱۰۷	ذکر یوسف	۵۳
۱۳۶	بیارد و سلاطین ملی	۱۴۰	۱۱۱	والی ٹونک رؤسا	۱۱۳	۱۰۸	ذکر الیسع و یوشع علیہما السلام	۵۴
۱۳۷	مہاشیل و سلاطین فارس	۱۴۱	۱۱۲	ذکر طالوت در بارہ نسب	۱۱۴	۱۰۹	یشجر بن یعقوب و موسیٰ و یسع	۵۵
۱۳۸	حضرت امام اعظم	۱۴۲	۱۱۳	آزاد حضرت طوقیہ مذکرہ طالوت	۱۱۵	۱۱۰	دان زبیا لون نباء یعقوب و موسیٰ	۵۶
۱۳۹	قینان و جمال الدین ہانسونی	۱۴۳	۱۱۴	کلام در بارہ آذر	۱۱۶	۱۱۱	اولاد لوی بن یوشع و موسیٰ	۵۷
۱۴۰	سلاطین غزنی اور محمود	۱۴۴	۱۱۵	اولاد ناخو و ساریہ و لقمان	۱۱۷	۱۱۲	ہارون سلسلہ اولاد و موسیٰ	۵۸
۱۴۱	انوش و سلطان محمود	۱۴۵	۱۱۶	شاروخ و بخت متعلق آذر	۱۱۸	۱۱۳	سلسلہ اولاد ہارون حضرت شعیب	۵۹
۱۴۲	حضرت شیت و ذکر آدم	۱۴۶	۱۱۷	ارغونکی اولاد و خاتمہ بخت آذر	۱۱۹	۱۱۴	حضرت یوشع و قارون بن لصر	۶۰
۱۴۳	اولاد آدم و خوا و ذکر ہابیل و قاف	۱۴۷	۱۱۸	فالخ و حضرت خضر علیہ السلام	۱۲۰	۱۱۵	حضرت یونس و عبدیہ و ذکر عزیر	۶۱
۱۴۴	ذکر حضرت آدم	۱۴۸	۱۱۹	عابری کی اولاد و ملک بلقیس	۱۲۱	۱۱۶	حضرت یوشع و عاموش	۶۲
۱۴۵	ذکر ازواج مطہرات	۱۴۹	۱۲۰	اولاد کہلان و امام مالک	۱۲۲	۱۱۷	یہود ابن شیت و حضرت کالب	۶۳
	آغاز سلسلہ سادات	۱۵۰	۱۲۱	شارخ و سلسلہ اولاد کہلان قوطی	۱۲۳	۱۱۸	حضرت داؤد و سلیمان	۶۴
۱۴۶	اسماء ام المؤمنین ازواج مطہرات	۱۵۱	۱۲۲	اجداد انصاری حضرت سعد و سعد	۱۲۴	۱۱۹	حضرت اموص و یسعیا	۶۵
۱۴۷	ذکر امہ المؤمنین ازواج مطہرات	۱۵۲	۱۲۳	افخند کی اولاد اور ابو انصاری	۱۲۵	۱۲۰	حضرت ذکر یا و صفینیا	۶۶
	خدیجہ الکبریٰ رضی	۱۵۳	۱۲۴	شیخ الاسلام عبداللہ انصاری النبی	۱۲۶	۱۲۱	حضرت یحییٰ و مریم علیہما السلام	۶۷
۱۴۸	فاطمہ الزہرا و سادات زینبی	۱۵۴	۱۲۵	لکھنؤ فرنگی محل		۱۲۲	حضرت جاد و عیسیٰ	۶۸
۱۴۹	سادات حسنی و حسینی و ذکر حسین	۱۵۵	۱۲۶	خواجہ ناصر الدین و مولانا انصاریان	۱۲۷	۱۲۳	حضرت دانیال و ملاخی	۶۹
				و پانی پت و او دھ و غیرہ				

۱۵۶	سلسلہ زمینی و حال حسین رض	۱۵۰	۱۸۲	سید بھاون رؤساء امروہہ	۱۴۳	۲۰۹	ابوالقاسم محمد بن حسن عسکری	۱۴۱
۱۵۷	اولاد امیرین لعابدین حسن بنی	۱۵۱	۱۸۳	سادا قاضیان در پور ریالو	۱۴۴	۲۱۰	شجرہ خاندان چشتیہ	۱۴۲
۱۵۸	سادا چھلی شہر و اولاد زین العابدین	۱۵۲	۱۸۴	خاندان اطباء امروہہ	۱۴۵	۲۱۱	خاتمہ کتاب	۱۴۳
۱۵۹	حضرت مخدوم بدالین بنجاری	۱۵۳	۱۸۵	اولاد امام تقی الجواد رض	۱۴۶	۲۱۲	ضمیمہ احوال رؤساء لال خانیاں	۱۴۴
۱۶۰	مخدوم نصیر الدین شاہ ولایت	۱۵۴	۱۸۶	ذکر شاہ ابن شجرہ چشتیہ	۱۴۷	۲۱۳	راجہ اعتماد علی و سردار علیخان	۱۴۵
۱۶۱	امروہی کی اولاد	۱۵۵	۱۸۷	حضرت نظام الدین اولیا رض	۱۴۸	۲۱۴	ومردان علیخان	۱۴۶
۱۶۲	شاخ سادا بارہ لوکیاں چروہ	۱۵۶	۱۸۸	حضرت بخشیاں کاکی رض	۱۴۹	۲۱۵	ریاست بہا سو و بدھانیسی	۱۴۷
۱۶۳	سادات بارہ	۱۵۷	۱۸۹	سید جلال الدین بنجاری	۱۵۰	۲۱۶	ضلع بلند شہر	۱۴۸
۱۶۴	جد سادا تھیری ضلع مظفرنگر	۱۵۸	۱۹۰	محمد امام علی نقی	۱۵۱	۲۱۷	حضرت فوج و راجگان ہند	۱۴۹
۱۶۵	سادات تھیری	۱۵۹	۱۹۱	حضرت خواجہ ناصر الدین خواجہ	۱۵۲	۲۱۸	حال محمد عبدالواحد علیخان	۱۵۰
۱۶۶	حضرت غوث پاک امام محمد باقر رض	۱۶۰	۱۹۲	قطب الدین مودود	۱۵۳	۲۱۹	راجگان ہند لال خان کا سلسلہ	۱۵۱
۱۶۷	حضرت شاہ گداجا امروہی	۱۶۱	۱۹۳	حضرت خواجہ احمد مودودی	۱۵۴	۲۲۰	حال محمد عبدالواحد علیخان	۱۵۲
۱۶۸	شاہ ندر صبا و امام جعفر صادق	۱۶۲	۱۹۴	خواجہ معروف ترکا امروہی	۱۵۵	۲۲۱	نواب محمد علیخان ریاست	۱۵۳
۱۶۹	حضرت علاء الدین صابر	۱۶۳	۱۹۵	ضمیمہ سادا سنبھل امروہی	۱۵۶	۲۲۲	چھتاری	۱۵۴
۱۷۰	حضرت سید محمد ارغون	۱۶۴	۱۹۶	حضرت شاہ ولایت شرف الدین	۱۵۷	۲۲۳	نواب عبدالصمد دیگر رؤساء	۱۵۵
۱۷۱	حضر سید طیفور ابوالحسن	۱۶۵	۱۹۷	سلسلہ سادا وغیرہ	۱۵۸	۲۲۴	رکن منظور علیخان	۱۵۶
۱۷۲	ذکر شاہ قطب رکنپوری	۱۶۶	۱۹۸	حضرت شاہ باسط قلندر گانوی	۱۵۹	۲۲۵	میرنواب ممتاز الدولہ فیاض علی	۱۵۷
۱۷۳	سادا امروہہ اولاد غوث پاک	۱۶۷	۱۹۹	الہ آباد	۱۶۰	۲۲۶	بخشی فوج کنور محمد خورشید علیخان	۱۵۸
۱۷۴	سید ابوتراب و ضمیمہ اولاد	۱۶۸	۲۰۰	سادا گدڑی وغیرہ و حضرت جگہ	۱۶۱	۲۲۷	قوم جوہان مند اور راج الور	۱۵۹
۱۷۵	حضرت امام موسیٰ کاظم رض	۱۶۹	۲۰۱	خواجہ عبدالعلی جد سادات	۱۶۲	۲۲۸	راؤ یوسف علیخان	۱۶۰
۱۷۶	حضرت سید دریس جلال	۱۷۰	۲۰۲	سرنائی وغیرہ ضلع کرنال	۱۶۳	۲۲۹	ہمارا جہ پرتھی راج	۱۶۱
۱۷۷	خواجہ خواجگان حضرت اجیری	۱۷۱	۲۰۳	ذکر شاہ ولایت شرف الدین	۱۶۴	۲۳۰	قطہ تارخ منہوی عبدالواحد صاحب	۱۶۲
۱۷۸	حضرت سید مخدوم کیہان کی اولاد	۱۷۲	۲۰۴	ذکر خواجہ قطب الدین مودود	۱۶۵	۲۳۱	فاروقی تھانوی	۱۶۳
۱۷۹	حضرت خواجہ خواجگان سید	۱۷۳	۲۰۵	سادات سنبھل امروہہ	۱۶۶	۲۳۲	لقنظ محمد محمود علی صاحب خیرا	۱۶۴
۱۸۰	بہاء الدین نقشبند رض	۱۷۴	۲۰۶	سہسوان کی قادرا باد خیرا	۱۶۷	۲۳۳	لقنظ فتنی ظفر حسن صاحب علوی	۱۶۵
۱۸۱	اولاد سلطان الہند اجیری	۱۷۵	۲۰۷	حیدر آباد کنڈر و ہرود و جیو	۱۶۸	۲۳۴	جھنجھانوی	۱۶۶
۱۸۲	اولاد امام علی رضا	۱۷۶	۲۰۸	پانی پت برانس سرنائی ضلع	۱۶۹	۲۳۵	سنبھل جھنجھانوی	۱۶۷
۱۸۳	شجرہ حضرات نقشبندیہ	۱۷۷	۲۰۹	کرنال وغیرہ	۱۷۰	۲۳۶	قطہ تارخ منہوی محمد امین علی صاحب	۱۶۸
۱۸۴	حضرت شاہ ابن مروہی سادا امروہ	۱۷۸	۲۱۰	ذکر امام حسن عسکری	۱۷۱	۲۳۷	خاتمہ الطبع از مالک مطبع	۱۶۹

تفصیل و تعداد دوائر مخصوصہ کتاب

انبیاء علیہم السلام	۲	۹۲	۱۳	۲۴	مشاہیر و بزرگان دین
۵۸	۹۶	۵۷	۱۷۰		

میںزائل دوائر کتاب

دیگر سلاسل

۲۰۵۵

عذر مؤلف

شائقین سے التماس ہے کہ کتاب ہرگز عرصہ سے زیر تالیف تھی لیکن وقت طبع تک برابر بعض حضرات کے سلاسل درج کتاب ہونے کو پہنچتے رہے جس سے تالیف بھی ساتھ کے ساتھ جاری رہی اسکے علاوہ کاروبار طبع کی دشواریاں ایسی پیش آئیں کہ باوجود عجلت و محنت کارکنان مطبع اس حوالہ کی طبع میں تاخیر ہو گئی۔ جن حضرات نے پہلے ہی اپنی درخواستوں سے مشکور فرما کر انتظار کی اتفاقی تکلیف گوارا کی ہے اُن سے خصوصیت کے ساتھ امید کرتا ہوں کہ اپنی عنایت سے معاف فرما کر محکوم فرزید شکرگذاری کا موقعہ دینگے۔

احقر ضیاء علوی

غفرلہ ذنبہ

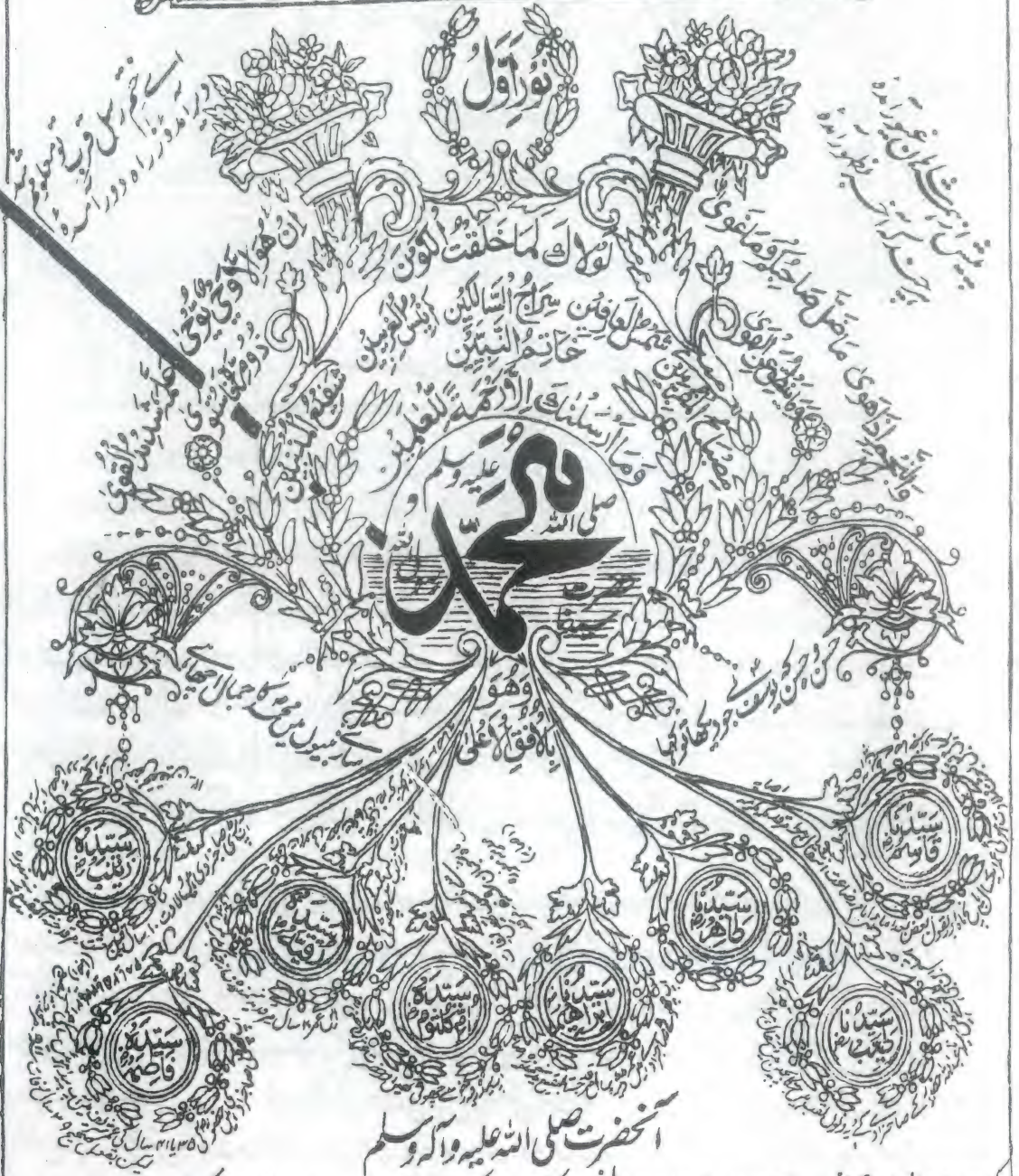


بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عَلَى سَائِجِ النِّعَمِ مُحَمَّدٍ مِنْ اسْتِقَامٍ عَلَى الطَّرِيقَةِ وَاشْكُرَكَ مِمَّنْ سَكَرَ فِي اسْتِخْلَابِ
 الْمُرِيدِ الْوَعْدِ بِعِزِّهِ وَعَدِكَ الْوَيْقَةَ وَاجْتَنِبْهُ مَتَيْنِ حَبْلِكَ عَنِ الْمَيْلِ إِلَى تَفَوُّسَاتِ الظُّنُونِ وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ
 مِنْ كُلِّ صَدِيعٍ يُغَايِرُ قَوَانِينَ شَرْعِكَ الْمَصُونِ وَأَبْسُطْ مُوقِفًا بِالْإِجَابَةِ أَكْفَ الْإِبْتِهَالِ وَالضَّرَاعَةِ
 إِلَيْكَ لِيُصَلِّيَ وَسَلِّمَ عَلَى نَقْطَةِ بَيْكَارِ الْكَمَالِ الدَّالِّ بِكَ عَلَيْكَ عَبْدِكَ وَحَبْلِكَ الْكَبِيرِ تَوَكُّرِ قِيُوسَاتِكَ
 الْوَهْمِيَّةِ وَتَقْسِيرِ مَوْزِقِ قَوْحَاتِكَ الْغَيْبِيَّةِ وَعَلَى إِلَهٍ الَّذِينَ أَرَادَ حَمُوفِي مَوَارِدِ نَفَائِسِ الْإِحْسَانِ
 فَسَاعَ لَهُمْ شَرَابُهَا وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ سَبَقُوا إِلَى مَشَاهِدِ غَرَائِيسِ الْإِيمَانِ فَكَشَفَتْ لَهُمْ نِقَابُهَا
 وَعَلَى السَّالِكِينَ تَجَمُّعُهُمْ فِي ذَلِكَ السَّنَنِ الْقَوِيمِ حَافِزٍ مَرْكُوبٍ عَلَى حَافِزٍ وَالسَّالِكِينَ سَبِيلَهُمْ قَدَمًا
 عَلَى قَدَمٍ إِلَى هَذَا الزَّمَانِ الْحَاضِرِ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ كَثِيرًا

ابا بعد نامہ سیاح محمد فیض الدین احمد علوی نقشبندی مجددی بن مولانا الحاج شاہ بہاء الدین صاحب نقشبندی مجددی قادری حشمتی سہروردی ہما
 خضر اللہ ذوق ہما اہل اسلام کی خدمت میں عرض سال ہے کہ سارے جہان کی نگین حضور کی خاطر اور آپ کے ہی شمعان نور سے ہوتی غیر قوس بھی
 آپ کے فضل و شرف کی قایل ہیں وَالْفَضْلُ مَا شَرِّهُتْ بِكَ الْكَعْدَاءُ۔ اپنی شان کی کا اظہار نہ زبان بشری سے ممکن۔ یہ قلم کو طاقت چنانچہ
 اول ہی روز نازل میں اسکا شوق ہوتا تھا ہے۔۔۔ اپنی علوم و تہذیب و تصوف و توحیف کی کوئی انتہا نہیں تمام ادبیات و ادبیات اس مقام میں عجز کو اپنا کمال سمجھتے
 رہے۔ اور سچ ہے۔ خدا نے جسکی رحمت کی بیباں کیا اسکی رحمت کا اسی وجہ سے حضور کے فضائل کا احصا
 ناممکن ہے۔ ہم بغرض واقفیت عام بعض حالات ضروری فخر موجودات روحی فہاد کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ گو کہ حضور خاتم النبیین سب سے
 آخر میں ہیں لیکن حقیقت آپ کا وجود باوجود سب اول اور سب کے وجود کا باعث ہے۔ لہذا ہم اسی اسم مقدس ابتدا کرتے ہیں جو سب کی ابتدا ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي الْحَمْدِ



انْخَضَرَتْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
کی ولادت شریف تاریخ ۱۲- ماہ ربیع الاول ۱۰- عام الفیل کو درویشہ کے روز بوقت صبح صادق ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت

بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو کر دنیا میں تشریف لائے تو آپ کے ساتھ ایک نور ظاہر ہوا اس نور کی روشنی سے تمام مشرق اور مغرب کی چہرے روشن ہو گئیں جب آپ زمین پر آئے تو دونوں اقصوں پر ہمارا دیے ہوئے آپ کے خاک کی ایک مٹی بھری اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا۔ (مواہب)

آپ کی والدہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ولادت کے وقت میں نے آسمان سے ایک ابر کے سفید ٹکڑے کو آٹے دیکھا اس ابر کے

ٹکڑے نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں میں لے لیا اور میری نظروں سے غائب ہو گیا۔ اُس میں سے مجھے یہ آواز سنائی دیتی تھی کہ اُن کو دریا جہنم کی مشرق و مغرب کی حدود میں پھر لاؤ کہ سب چیزیں پہچان لیں اور اُن کی صفات و صورت سے واقف ہو جائیں۔

ابر کے نزول کا قصہ قریب ولادت دو بار ہوا ہے چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو میں نے دوبارہ بھی ایک بڑے ابر کے ٹکڑے کو دیکھا جس میں سے گھوڑوں اور پرندوں اور آدمیوں کی باتوں کی آواز آتی تھی۔ اس دفعہ بھی اُس ابر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپایا۔ اول مرتبہ سے زیادہ دیر تک غائب رہے۔ اکثر مجھے یہ سنائی دیتا تھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ آپ کو تمام روئے زمین اور تمام روحانیات انسان اور جن فرشتوں طیبہ و دوحش کے سامنے پیش کرو اور نبوت اور نصرت کی تجلیاں دیدو اور تمام انبیاء علیہم السلام کے اوصاف سے آپ کو فرین کر دو اور تمام رسل اور نبیوں کے درپائے اخلاق میں غوطہ دیدو۔

الغرض ہمارے نئی مکرم تمام محاسن میں لاثانی اور اخلاق کی بنا میں تمام انبیاء مرسلین سے فائق تھے۔ شعر

اے کہ بخت سیادت زائل جاداری
انچہ خیال ہمہ دازند تو نہاداری

آپ کی ولادت شریف کے وقت کسریٰ نوشیرواں کے محل میں ایسا سخت زلزلہ آیا کہ اُس عالیشان شاہی ایوان کے چودہ کنگرے گر پڑے۔

وَبَاتِ اَيُّوَانُ كِسْرَى وَهُوَ مُنْصَدِعٌ كَشَمَلِ اَصْحَابِ كِسْرَى غَيْرَ مُلْتَمِعٍ

یعنی نوشیرواں کا محل ولادت کے وقت ایسا شکستہ اور پاش پاش ہو گیا جیسا کہ کسریٰ کا لشکر جسکو اجتماع نصیب ہوا۔ (برہ)

چھوٹیش در افروہ دنیا فتاد
تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد

فارس کا قیدی آتش کہ جو ہزار سال سے برابر روشن تھا غیباءِ توحید کی نورانی شعاعوں سے بجھ گیا اور بحیرہ طبریہ اور دریاے ساورہ جس میں نورائیدہ بچوں کو آتش پرست غسل دیتے تھے دفعتاً خشک ہو گئے۔ (مواہب و معارج النبوت)

الصل جلالہ نے روال سلطنت فارس و شام کی طرف ان امور سے اشارہ کیا ہے۔ (نشر الطیب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعب بنی ہاشم کے رفاق المولدہ پیدائشی کو (جہ) محمد بن یوسف زرار کے گھر میں پیدا ہوئے۔

حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے بسند حسن یہ روایت ہے کہ ایک یہودی نے اُس رات جس میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے یہ کہا کہ اہل قریش کیا آج تمہاری قوم میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ لوگوں نے لاعلمی کی وجہ سے کہہ دیا کہ ہم کو خبر نہیں اس پر وہ کہنے لگا کہ اے اہل قریش آج کی شب میں اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے۔ اُس کے دونوں شانوں کے درمیان (مہربوت) ایک نشانی ہے۔ قریش نے جب اس امر کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے

لڑکا پیدا ہوا ہے۔ یہودی اور اہل قریش آپ کی والدہ نبی آمنہ کے پاس آئے۔ یہودی نے جب وہ نشانی دیکھی تو ہوش ہو کر گر پڑا اور سنبھل کر کہنے لگا کہ نبی اسرائیل سے تو پیغمبر یا غلبہ کرینگے کہ مشرق و مغرب تک انہی آپ کی رحلت تریسٹھ سال کی عمر میں دو شنبہ کے



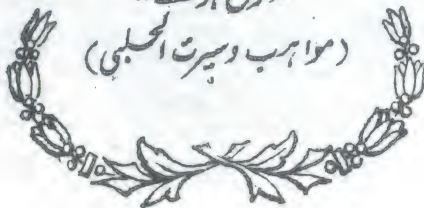
اب نبوت و رسالت برخصت ہوگئی۔ اسے اہل قریش شہر ہو جائیگی۔ (فتح الباری)
روز ماہ ربیع الاول ۱۲۔ تاریخ کو مدینہ منورہ میں ہوئی

روضۃ الا جناب میں لکھا ہے کہ جس رات جانا کہ پیغمبر آخر الزماں کی ولادت قریب ہے حضرت یحییٰ علیہ السلام کہ انکو کافروں نے شہید کتب آسمانی سے وہ جاننے تھے کہ جب وہ جامہ بار دیو

حضرت عبداللہ پیدا ہوئے اہل کتاب نے اور سب اسکا یہ ہوا کہ جائے سفید صوف لموس کچا تھا خون آلودہ اُسے کچا تازہ سرخ ہو جائیگا اور چند قطرہ خون اُس میں سے

پس کیس تو یہ علامت قریب تولد پیغمبر آخر الزماں کے ہوگی اور اُس رات میں اُس جامہ میں یہ نشان ظاہر ہوا اور اسی سبب سے وہ حضرت عبداللہ سے عداوت رکھتے تھے۔ وہ ہر چند بارادہ قتل جمع ہو کر کہ مکہ میں آئے لیکن بد نصیب اپنا سامنے لیکر پھر جائے آپ کا لقب فوج بھی ہے جسکی کیفیت ہم حضرت عبدالطلب کے حالات میں درج کرینگے مختصر یہ کہ آپ نے یعنی حضرت عبدالطلب نے اپنی ایفاء منت میں نجد اپنے بیٹوں کے حضرت عبداللہ کی قربانی کرنی چاہی اور اور بھائیوں میں آپ کا تعین کرنے کی غرض سے قرعہ ڈالا تو وہ بھی آپ ہی کے نام پر نکلا حضرت عبدالطلب آپ کا ہاتھ پکڑ کر قربانی کی جگہ لائے اور چاہا تو قربان کریں آپ کے بھائی اور تمام اہل قریش بوجہ آپکی محبت کے مانع ہوئے۔ اور ایک کاہنہ کے پاس اس قصد کرنے گئے اُسنے کہا کہ قرعہ اس طرح ڈالو کہ اول دنس اونٹ اور عبداللہ کا نام لکھو اگر آپ کا نام نکلے دنس اونٹ اور بڑا دواور زیادہ کرتے جاؤ یہاں تک کہ اونٹوں کے نام پر قرعہ نکلے۔ عبدالطلب نے ایسا ہی کیا ہر بار میں قرعہ حضرت عبداللہ کے ہی نام نکلتا تھا یہاں تک کہ سوا اونٹوں کی نوبت پہنچی تب اونٹوں کا نام نکلا۔ حضرت عبدالطلب اونٹوں کو قربان کر کے منت سے ادا ہوئے۔ حدیث شریف میں حضور نے جوار شاد فرمایا ہے اَنَا ابْنُ الَّذِي يَحْيِي (یعنی میں فوجیوں کا بیٹا ہوں) اسی طرف اشارہ ہے۔ ایک سے حضرت اسماعیل علیہ السلام مراد ہیں اور دوسرے سے حضرت عبداللہ آپ کے والد بزرگوار۔ حضرت عبداللہ کی عمر باختلاف روایات ۱۸-۲۵-۳۰ سال کے ہوئی۔ اور بقول اصح موافق روایا زرقانی ۲۵ سال ہوئی۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف سے تین ماہ قبل جبکہ آپ ملک شام کی طرف کھجوروں کی خریداری کے واسطے تشریف لیجا رہے تھے راستے میں انتقال ہوا اور دار النملہ میں مدفون ہوئے (بقول اصح) اور بقول بعض مدینہ منورہ میں متصل مزار سیدنا مالک ابن سنان رضی اللہ عنہ بirq بردار حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہوئے۔

(مواعظ و سیرت المحلی)



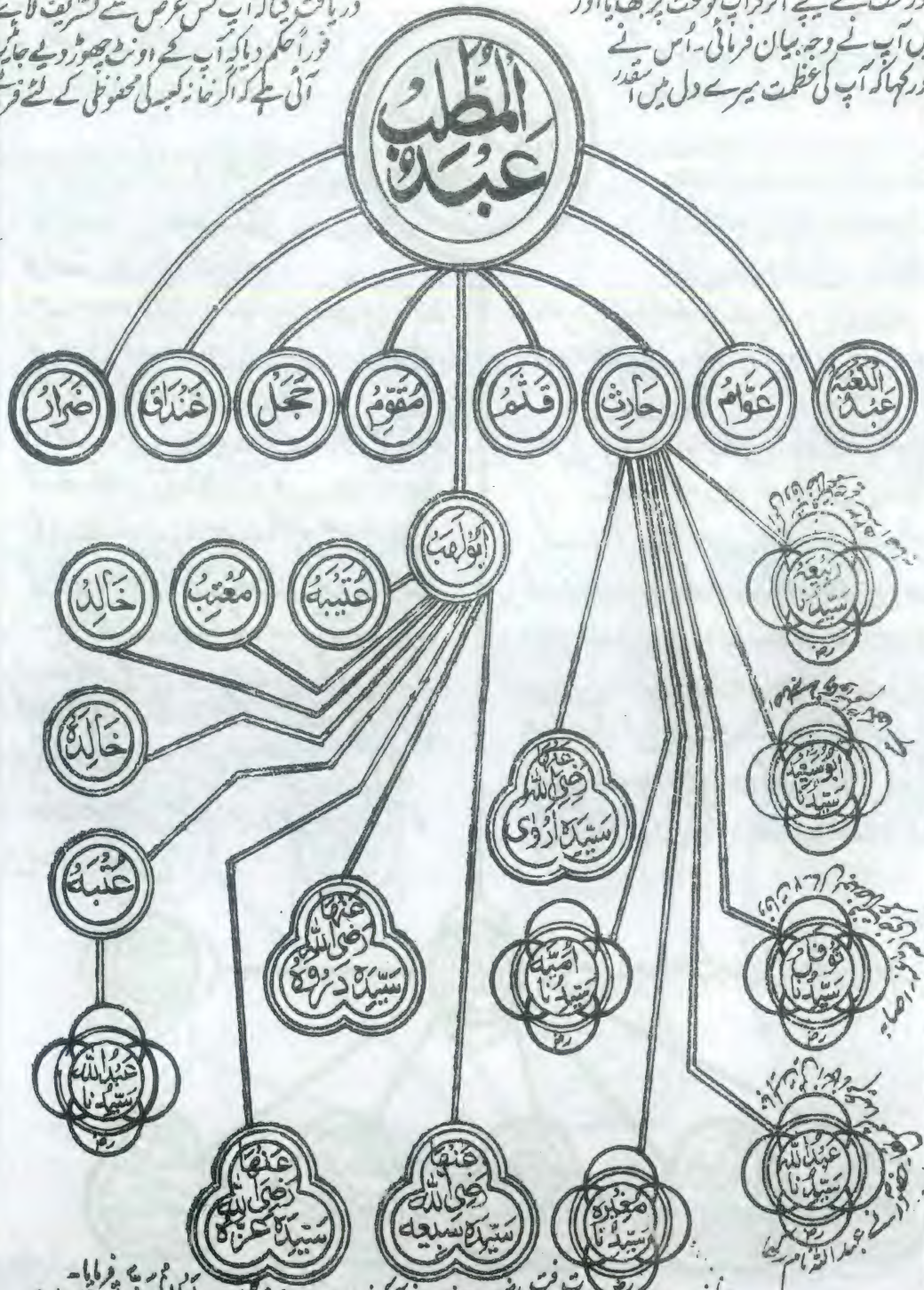
جناب عبد المطلب بعد وفات اپنے والد حضرت ہاشم کے پیدا ہوئے۔ نام آپ کا دراصل شہید ہے۔ اس وجہ سے اور بعد بلوغ بخت محمد بن عبد شمس الحجازی صاحب حضرت ہاشم شہید کو مطلب بن عبد مناف نے کہ جو کوئی کسی ٹیم کو پرورش کرتا تھا وہ ٹیم

کہ آپ اپنے سر میں سفید بال تھے یا ایک بال سفید تھا روضۃ الاحباب نے لکھا ہے کہ بعد وفات پرورش کیا۔ اور اس زمانہ کا یہ دستور تھا



حضرت سید الشہداء محمد بن عبد اللہ کی ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال قبل اور بعض کے نزدیک چار سال قبل کی ہے۔ محمد بے شمار ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو بہت محبت تھی اور رضاعی بھائی بھی تھے کہ قومیہ کنیز ابوہب کا دودھ آپ نے بھی پیا تھا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ثابت ہے۔ نبوت کے چھٹے سال ایک روز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا کی طرف تشریف لیگئے۔ ابو جہل نے وہاں پہنچ کر آپ کو گالیاں دیں اور اسلام کی قومین کی۔ آپ اس کے ناپاک کلمات سب وستم کو حکم نبوت کے اقتضاء سے سنتے رہے۔ ابو جہل نے سر مبارک پہ بھر سے زخمی بھی کر دیا۔ آپ فوراً یتروکان لیے ہوئے اُس طرف آ گئے۔ عبد اللہ بن جدعان کی لڑائی سے کل واقعہ معلوم کر کے جوش قربت میں آ گئے۔ اسی طیش میں ابو جہل کے پاس پہنچے اور اس کے سر پر اس زور سے کمان بھینچ کر مار دی کہ وہ زخمی ہو گیا۔ قریش کی جماعت میں بیٹھا ہوا تھا حضرت حمزہؓ نے بال بچہ کو کھینٹ لیا اور فرمایا کہ تو محمد بن عبد اللہ کو ناشائستہ الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ میرے بھتیجے کو تکلیف واذیت پہنچاتا ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لا کر فرمایا کہ میں تمہارے دشمن سے بدلیلیاں ملو خوش ہو جا چاہئے اپنے فریاد میں لوچھا اس خوش نہر کا۔ آپ مسلمان ہو جاویں تو میری مسرت کا باعث ہے۔ چنانچہ آپ اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ عمر آپ کی ۵۹ سال

آپ کی صورت دیکھتے ہی بائیں سبب کی عظمت اور مہابت آپ کے جہرہ سے برکت نور محمدی نمایاں تھی نہایت تعظیم اور تکریم کی اور سخت سے نیچے اگر آپ کو سخت پر بٹھایا اور
 ہیں آپ نے وجہ بیان فرمائی۔ اُس نے
 اور کہا کہ آپ کی عظمت میرے دل میں ا
 اور کھانہ کی کبھی محفوظی کے لئے فرماتے



مشہور اہل بیتؑ و فاطمہؑ میں حضورؐ نے اہل شان میں سید و خلیفان اہل الجنتہ (اصحاب)

تو میں منہدم نہ کرنا آپ نے فرمایا کہ اس گھر کا خدا خود محافظ ہے میری سفارش کی ضرورت نہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب لشکر اصحاب اخیل بیت اللہ کے مسافر کرنے کو چڑھا معہ ہاتھیوں کے ٹھکانوں سے تباہ و برباد ہو گیا دروازہ پھوٹے ہوئے ٹھکانوں کو درخائیں کر رہے تھے اور یہ اسرار آپ کی ورد زبان تھے



حَلَّةٌ فَاصْنَعْ حَلَاكَكَ
وَفَحَا لَهُمَا بَدَأَ فَحَاكَ
وَعَا بِدِيهِ الْيَوْمَ الْكَ

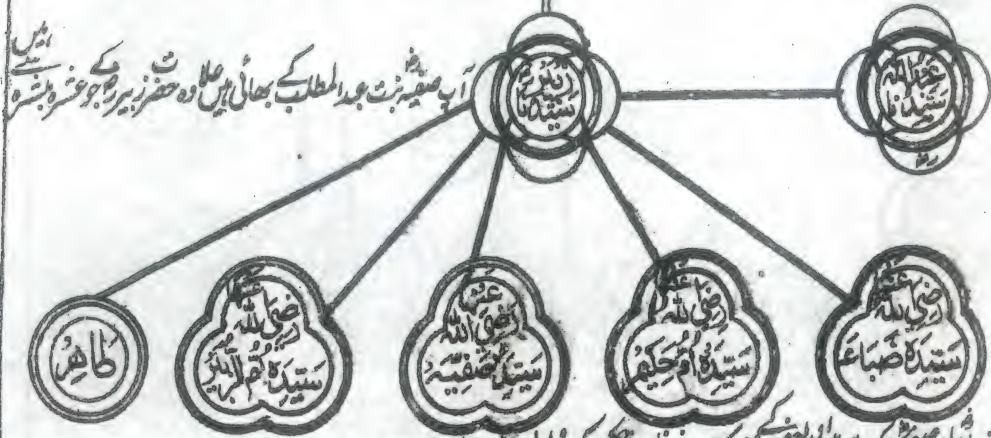
بہس تو بھی منہ کرنا کو جو تیرے مکان میں آتا ہے۔
تیرے غصہ پر غالب ہو گا اور مددگار اہل صلیب اور

لَا هَمَّ إِلَّا الْعَبْدُ يَمْنَعُ
لَا يَغْلِبُ إِلَّا صَلِيبُهُمْ
وَأَنْصَرَفَ آلُ الصَّلِيبِ

ترجمہ اسے خدا ہیجت روخا ہے اُسکو جو اُسکے گھر میں آوے
کبھی ان کی صلیب غالب نہیں ہونے کی اور نہ اُنکا غصہ
اُسکی پرستش کرنے والوں پر اپنی اہل کی۔

فی الجملہ آپ میں یہ تمام ہیبت و برکت نور محمدی صلی اللہ علیہ
کرتے تھے اور آپ کو مشکلات میں غیب سے امداد ہوتی
لگتا ہے۔ اور بعد زمانہ حضرت اسماعیل علیہم السلام کے
تھی۔ آپ نے دو بچہ خواب میں دیکھے کہ نواں کھودنے کا ارادہ
اور اولاد بھی نہیں تھی صرف ایک صاحبزادہ اور آپ
ہونے کا اور بھی بچ ہوا اور منت کی کہ اگر دس لڑکے
کر دیں چنانچہ آپ کے دس لڑکے ہوئے اور چاہ زمزم
ہم ذکر کر آئے ہیں۔ آپ کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی۔
اُسوقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بارہ اٹھ
میں ہے۔ (خلدون)

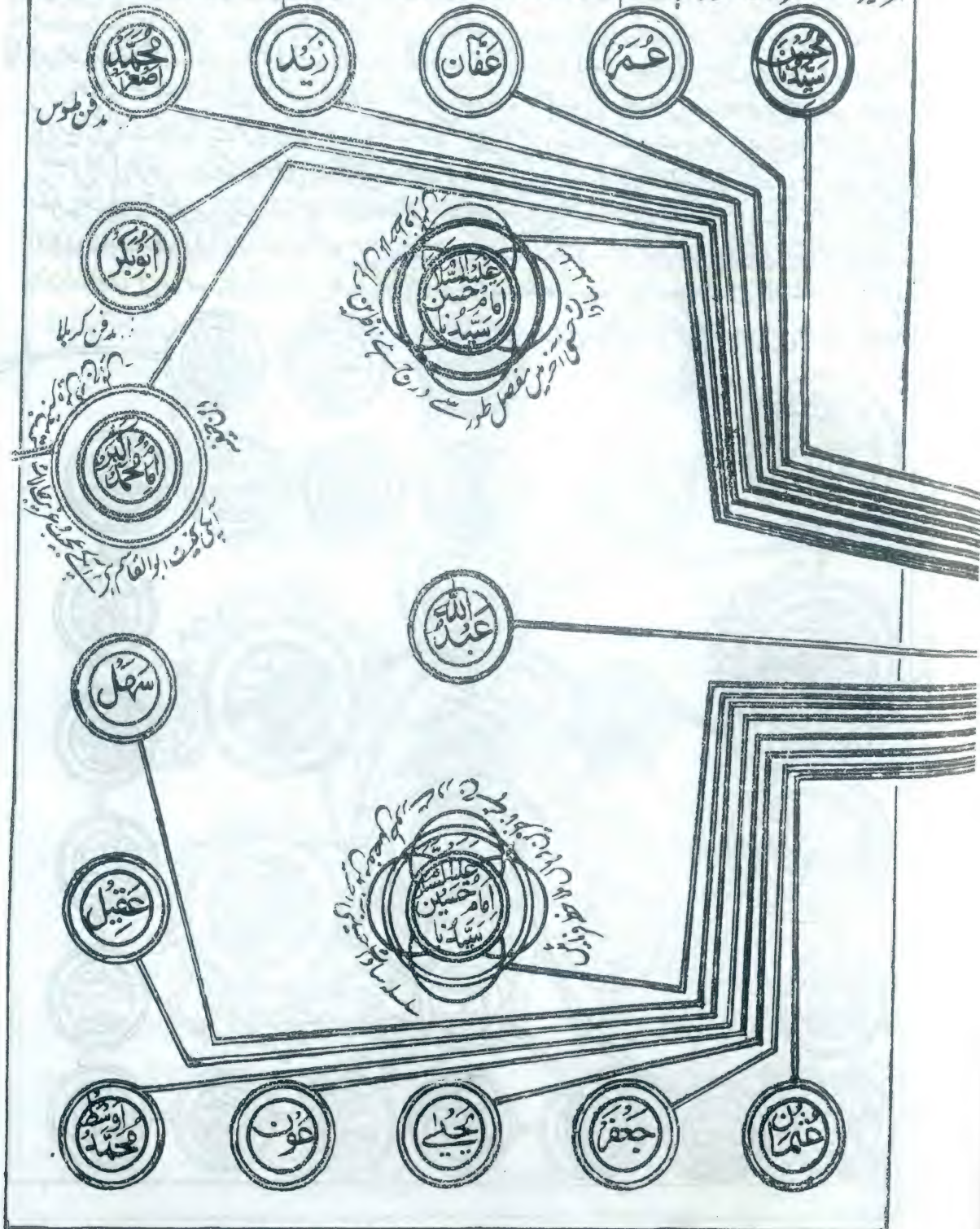
وسلم کی تھی کہ بادشاہ ہیبت میں آجاتے اور تو ظہیر و حکیم
تھی۔ سب سے پیشتر عرب میں سیاہ خضاب آپ نے ہی
ایک مدت تک چاہ زمزم بند رہا اور اُسکی جگہ معلوم نہیں
کیا۔ قریش مانع ہوئے اور آپ کا کوئی حامی نہیں تھا۔
قریش سے لڑے اور غالب آئے اُسوقت آپ کو اولاد
ہوئی اور چاہ زمزم کو کھود کر نکال دیں تو ایک بیٹے کی قربانی
بھی برآمد ہوئی جس پر حضرت عبداللہ کی قربانی کا واقعہ ہوا جسکا
آپ کی وفات عام الفیل سے اٹھویں سال میں ہوئی۔
سال دو ماہ دس دن کی تھی۔ حضرت عبدالمطلب کا مراد کہ مکہ



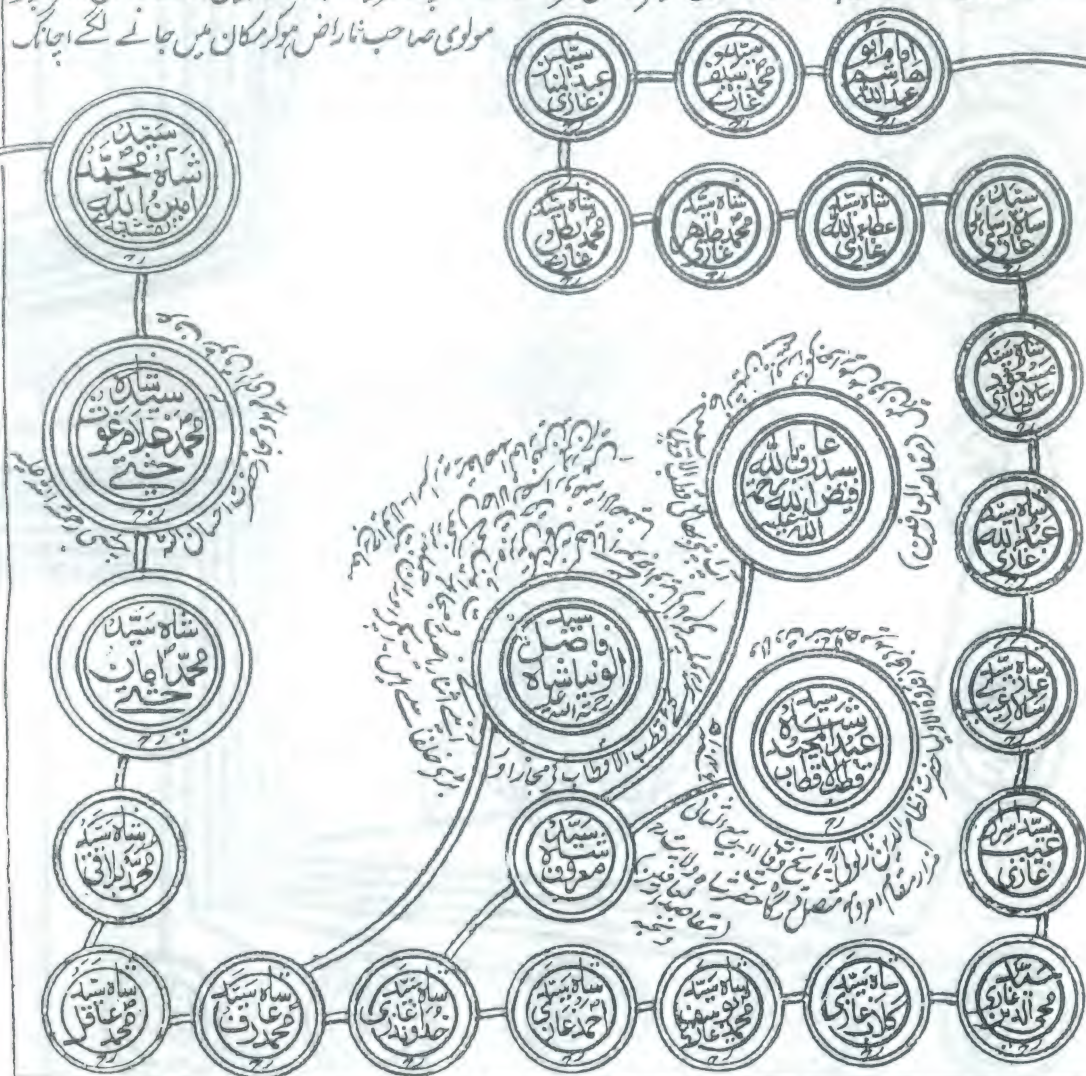
بہس کے نزدیک ضیاء و حقیقہ ایک ہی ہیں بعض نزدیک دو نام ہیں کہ میں اللہ اعلم بالصواب (اصحاب)

[illegible]

مزار شریف نجف اشرف میں بتلایا جا تا ہے واللہ اعلم بالصواب۔ (اصحاب دروضۃ الاصفیاء) کشتگان خنجر تسلیم را ہر زمان از غیب جان و گنج است

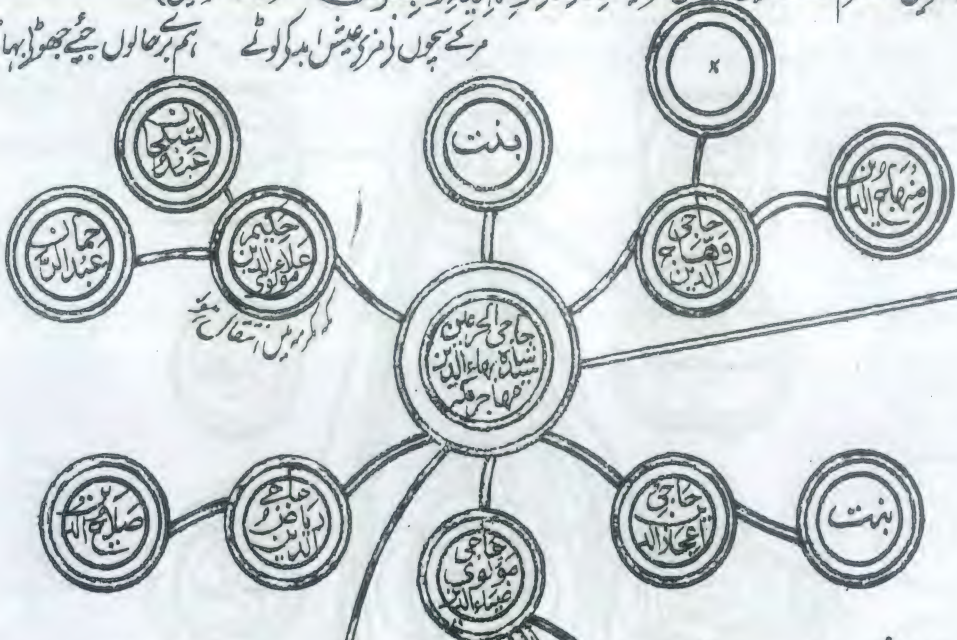


جاریت باللہ حضرت سید شاہ محمد امین رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ عاصی مولف کے جد امجد ہیں چونکہ سلسلہ درویشی کا بقاء و تداوم
نسل بعد نسل چلا آتا ہے اسوجہ سے آپ کی پیشانی مبارک سے عشق الہی کے آثار نمودار تھے۔ اپنی رگ کامل پناہ شاہ صاحب امر و
میں مجذوب وقت گزرے ہیں علیہ تحفہ آپ کے والد بزرگوار حضرت غلام غوث کہ صاحب ذوق شوق اور صلاح و ورع تھے
اس باعث سے آپ کا نام شوق الہی مشہور ہو گیا تھا۔ حضرت پناہ شاہ صاحب کی خدمت میں دائماً حاضر رہتے تھے۔ حضرت جد
کی بیدار نش کے وقت اپنے خوشخبری دی اور فرمایا کہ۔ شوق کھلوان کا لعل پیدا ہوا ہے اپنے گھر جا۔ حضرت جد امجد قریب شباب
تحصیل علم کی غرض سے جناب مولوی عبد الجلیل صاحب بنی اسرائیل کی خدمت میں علی گڑھ تشریف لیگئے۔ اس سے پیشتر آپ کا
سلوک تشددی آپ کے پیر و مرشد جناب مولانا سید امام الدین صاحب اہروی خلیفہ حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محبت
اور عنایات سے طے ہو گیا تھا۔ انہوں نے تحصیل میں علم سے معلوم کی طرف غلبہ شوق نے متوجہ کر دیا اور سکرو سہو کا خلیہ ہو گیا ایک
روز مولوی عبد الجلیل صاحب سبق پڑھاتے میں فقرائی تحقیر و نقص فرمائے لگے۔ اپنے فرمایا سب اسے نہیں ہوتے۔ اس فقرہ پر
مولوی صاحب ناراض ہو کر مکان میں جانے لگے اچانک



شکوہ لگی اور آپ بیہوش ہو گئے۔ دیکھتے ہی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں اور فرماتے ہیں کہ امین اللہ جیسے تمہیں
اس کو تسلیم کرو۔ اس وقت سے مولوی صاحب آپ کے معتقد ہو گئے اور استفادہ باطنی شروع کر دیا جب مریدوں کا ہجوم ہونے لگا تو
آپ علیحدہ اچھوڑ کر نصب پچھراؤں شریف لے آئے۔ یہاں بھی وہی صورت پیش آئی۔ بالآخر مجبور ہو کر موضع شریف پور کٹارہ دریا کے
گنگ پرافات فرمائی۔ گاہ بگاہ وطن مالوں امر وہ میں شریف لائے۔ ترک و تہجد اپکا خاصہ ذاتی ہو گیا تھا۔ خواجہ پھر نے اسلر دقائیں
ایک مرتبہ حافظ سید مہربان علی صاحب آپ کے سیر بھائی نماز تراویح پڑھا رہے تھے اور آپ بھی شریک نماز تھے۔ جو وقت حافظ صاحب
آیت اللہ نور الشکور والارض پر پہنچے۔ آپ نے ایک پنج ماری اور تین بجے شب تک بحالت استغراق اپنی جگہ پر کھڑے رہے
آخر شب میں حافظ صاحب موصوف شریف لائے اور کان میں درود شریف پڑھا تو آپ زمین پر گرے اور اسکے صدر سے ہنس
آیا۔ آپ کے حالات عجیب ہیں اگر تفصیل لکھا جائے تو مستقل ایک رسالہ ہو جائے۔ مرض الموت میں آپ کو امروہہ لایا گیا جس نے پانچ سال
سال کی عمر میں ۴ محرم ۱۱۷۴ھ میں انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ (بجئے التواہین)

مرنے کے چوں از مر عیش بد کوٹے ہم کہ حالوں جیسے جھوٹا ہزاروں



حاجی علی الدین شاہ مولانا بہاء الدین نقشبندی
منظور العالی۔ آپ نامہ سیاہ مولف کے
ابتداء ہی آپ پر بندول تھی آپ نے
غذا کی طرف توجہ فرمائی بفضلہ تعالیٰ
ذوق بڑھ گیا یہاں تک کہ پیر کی تلاش میں نکلی کھڑے
پس حاضری کیلئے سفر کا ارادہ کیا لیکن
کے ۲۷ھ میں بعمر ۱۰ سال انتقال فرمایا
مولانا شاہ علی صبا رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی

مجدوی قادری حشمتی سہروردی ہماجر علیہ السلام
والد بزرگوار ہیں حضرت جد امجد کی توجہ با
حصول علوم با محتاج کے بعد اپنے سرشتی
الطاف روحانی اجداد کے کرامات کے شال حال تھے۔ یوں تھو اسطوف
ہوئے۔ اور حضرت خون بعد الغفور صبا رحمۃ اللہ علیہ صواہر غیری کی خدمت
کچھ عرصہ میں ایسی پیش آمد کہ کچھ سفر وایا
حضرت مولانا عبد الرحمن صبا خلیفہ حضرت
شاہ مجاہد نور حاضر ہوئے۔ اور بعد مجاہد اور اخصا ترقی وایا

شاہی علی الدین

ہاشم ایگانام عمر ہے اور لقب ہاشم تھا اور اسی لقب سے مشہور ہیں۔ ہاشم کے لغوی معنی روٹی چورنے کے ہیں آپ مخط سالی میں لوگوں کو زبردستی مالیدہ کھلا کر کئے تھے سخاوت میں بے مثل تھے ملک شام کو تشریف لجاتے ہوئے عین عالم شباب کی ہیں پرانگی قبر ہے اور بعض روایات میں مقام

میں شام کے علاقہ مقام عرفہ میں پکا انتقال ہوا اور عزہ ہے۔ (سیرۃ الحبیب)

ہاشم

عبد

یزید

ابو اسد

اسد

مطلب

ابو صفیہ

فضیلہ

فاطمہ
ام علی رضی اللہ عنہا

وفات مدینہ منورہ

سیدہ
ام ہانقا
رضی اللہ عنہا

جعدہ

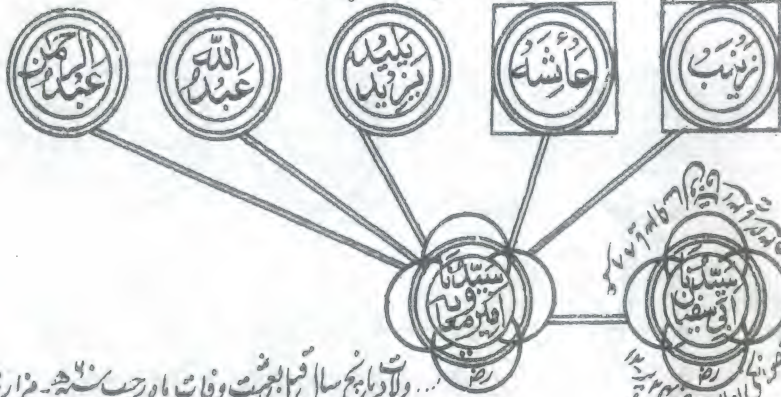
یحییٰ

کے قلب مبارک میں اس کے مراتب علیا کا کیا بیان سے ظاہر ہوتی ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَبَّيْكُمْ صَلَّيْكُمْ اَيْسَ ۸۸ سال کی عمر میں ۱۲۔ جب تک جنازہ کی نماز پڑائی۔ آپ کے صاحبزادہ حضرت عبد اللہ قبہ اہلبیت جنت البقیع مدینہ منورہ آپ کا مرقد ہے پناہ صلی اللہ علیہ وسلم روحی فدا کے فیضان وَكَلَّمَهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (خصائص الکبریٰ)

آپ کی غایت قدروں پر حضور کے اس کلام محمد رحمت صلی اللہ علیہ وسلم الْعَبَّاسُ مِنِّي وَأَنَا بَرَزَ جَمْعُ وَفَاتِ بَابِ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آپ کے اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ اللہ وجہ نے قبر میں اُتارنا (اصحاب و سیرۃ النبوة) یہ سب کچھ حضرت رسالت نبوت کا پرتو تھا۔ قَبْلَ ذَٰلِكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ عَرَفًا مِنْ الْحَيِّ أَوْ رُشْقًا مِنْ الدِّيمِ

تو ان دونوں گروہوں میں ہی چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو سفیان میں اور علی مرتضیٰ اور معاویہ میں اور باہر میں اور زید میں ظاہر ہوئی۔ اور بعض بعض عبد شمس کی بیشیانی سے ہاشم کے بالوں کا نچہ ملا ہوا تھا۔ اور ابو عبد مناف نے ابو عبد الدار سے جو کذا قصص کی اولاد میں آئیگا۔ بقصد استخراج حکومت ملے اپنے ہوا خواہوں کو جمع کیا اور اس نام کے انصار کو عبد شمس عبد مناف کا بڑا لڑکا منتخب کیا گیا۔ بنو اسد بن عبد العزیٰ اور بنو زہرہ بن کلاب بن ربیعہ اور بنو اسد بن عبد شمس کی شرکت اختیار کی اور بنو عامر بنو محارب بنو فلیقین سے کچھ تعلق نہ رکھا باقی بطون قریش یعنی بنو ہاشم

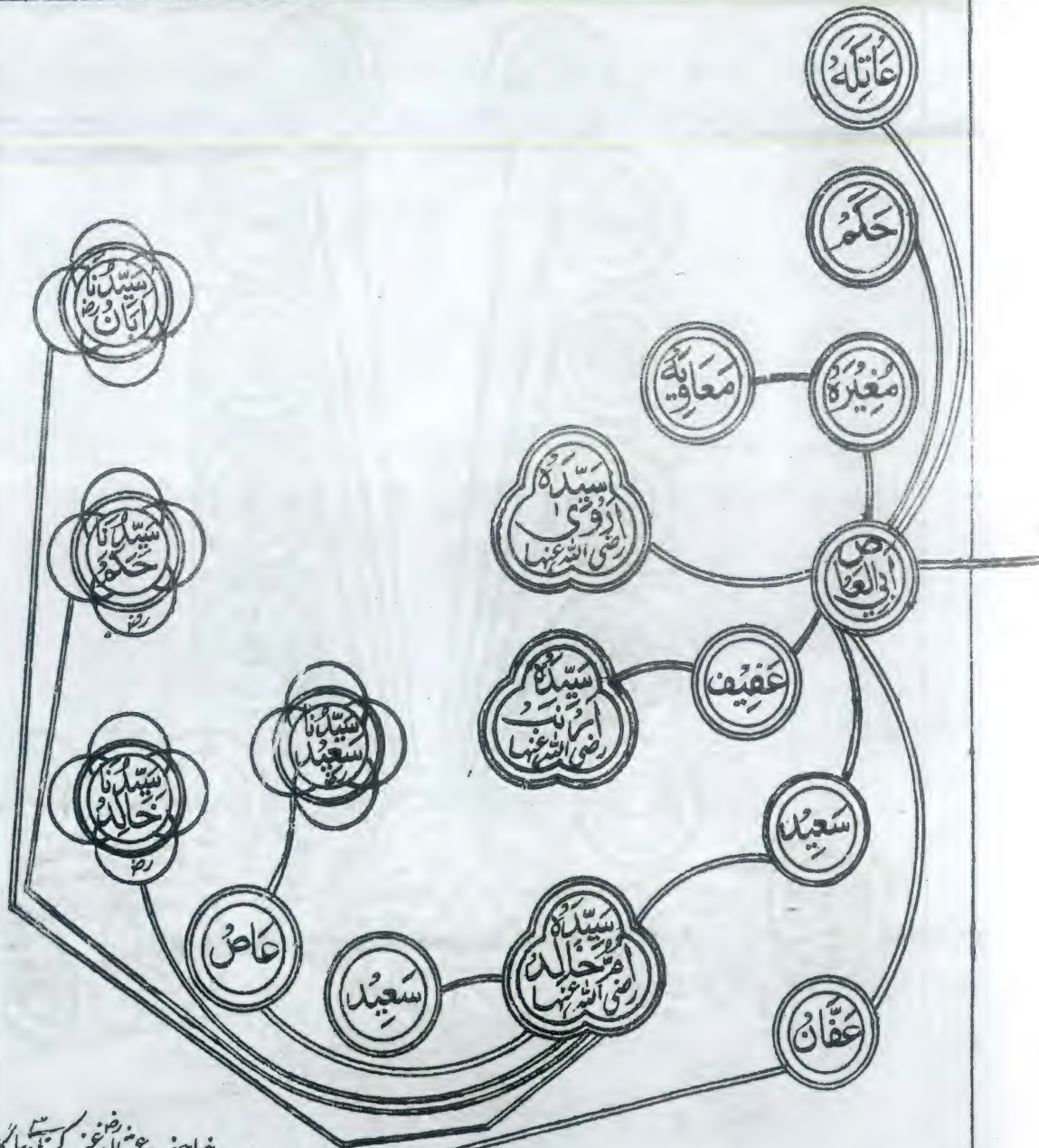
وفیدہ ساقیہ قدر ۱۲ منہ



... ولاد پانچ سال قبل بعثت وفات ماہ جب تھہ۔ مزار دمشق۔ ۱۲۔
اس خط ابی العاص کی اولاد اہل ہونگی جن کا نام صفحہ ۱۷ پر درج ہے۔

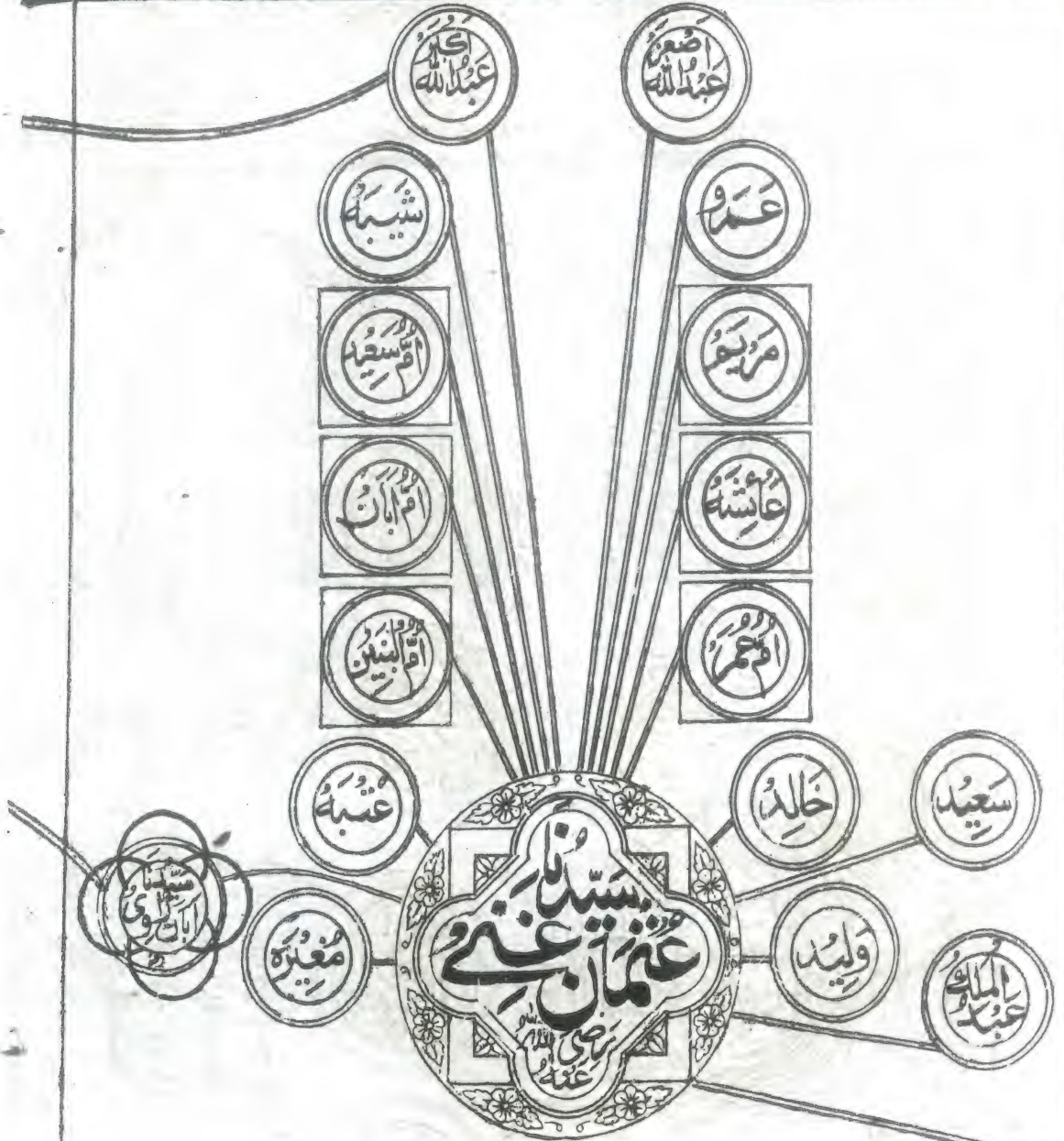
۱۰ کے باہر بلحاظ ادب خیر نصیب کیا۔ شام کے وقت تک اللہ کے واسطے محتاجوں کو تقسیم کر دیا۔ سب فرمایا جس میں منجھلتیں ہونگی اس کا دیکھ کر کمال ہو گا۔ ایک یہ جو نیک امر کی ہدایت کرے۔ دوسرے جو افعال بد سے منع کرے اور آپ بھی باز آئے۔ تیسرے حدود اللہ کی حفاظت کرے یعنی جو اللہ تعالیٰ نے حدیث میں مذکور ہیں ان سے تجاوز نہ کرے اور جو دنیا سے زاہد رہا اور عاقبت میں راضی ہوا اور اللہ سے سچا رہا وہ نجات پاوے گا۔ کسی نے امام شافعیؒ سے پوچھا کہ ریاضی سے فرمایا کہ ایک فتنہ ہے کہ ہونگے انسانی نے علماء کے دلوں پر اور آنکھوں پر گردہ باندھی ہے اور نفس کی بدستی اس کا خیال کرتے ہیں اس واسطے اپنے اعمال کا ابطال کرتے ہیں۔ امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے حال پر نگاہ نہ رکھے اس کو علم نفع نہ دیکھا اور جو کوئی علم میں اللہ کی طاعت کرے گا اس پر اسرار الہی کھلیں گے۔ امام احمد بن حنبلؒ سے روایت ہے کہ میں جلیلین سے نماز کے بعد امام شافعیؒ کے حق میں دھانگتا ہوں ایک دن ان کے بیٹے نے کہا کہ اے باپ امام شافعیؒ کو کون سے جسکے واسطے تم ہمیشہ دعا مانگتے ہو امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا اے امام شافعیؒ دنیا کے آفتاب و قمر کی عاقبت تھے اور دنیا میں کوئی شخص نہیں کہ علم کے واسطے دواؤں کا جھوٹا دیکھتا امام شافعیؒ کی سنت اسی گردن ہوئی۔ امام احمد بن حنبلؒ نے لکھا احادیث کے حافظ تھے باوجود ان مسائل کے پھر امام شافعیؒ کے شاگرد ہوئے مختصر حال آپ کا لکھا گیا۔ مناقب آپ کے حدیث میں ہے۔ آپ کی عمر ۵۵ سال کی ہوئی۔ آپ نے ۵۰ سالہ ہونے پر جمعہ کو انتقال ہوا۔ ۵۰ سالہ میں پیدا ہوئے۔ مصر میں پکا مزار ہے۔ آپ کا مزار بڑا عالی تھا۔ (روضۃ الاصفیاء و فلاح)

بنو حنظل - بنو عدی - بنو فزیم - بنو عبد الدار کے ہمراہ کچھ فریقین اپنے ہمراہ بیوی اور اطفال کے میدان میں نکلے اور کھرانے پر مشغول ہو گئے ایک دوسرے پر وار کرنے لگے بنو عبد الدار بنو اسد کے مقابلے پر آئے اور بنو حنظل بنو عدی کے پیچھے ہٹ گئے اور بنو فزیم سے صرف رائی کی اور بنو عدی بنو حنظل کے مقابلے پر تھے کچھ سوچ سمجھ کر صلح کر کے پراگندہ ہو گئے بنو حنظل بنو عدی کے پیچھے ہٹ گئے اور بنو فزیم اس امر پر راضی ہو گئے کہ بنو عبد مناف سفایہ اور رقادہ مشولی ہیں اور بنو عبد الدار حجاز و ت اور لواء حب ملک ہیں۔ (ابن خلدون)



یہ خط حضرت عثمان غنی کے نام میں لکھا

آپ اکرم مبارک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ ولادت عام الفیل سے چھ سال بعد ہوئی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں سے یکے بعد دیگرے آپ کی شادی ہوئی۔ اسوجہ آپ کا لقب دو النورین ہوا صحابہ سابقین الاسلام میں آپ بھی شامل تھے۔ قرآن مجید آپ کے زمانہ میں جمع کیا گیا اسد بن ثابت اور سعد بن عاص عبد الرحمن بن عوف لغت قریش کے مطابق اس امر پر انور کھٹے گئے تھے۔ آپ کی خلافت میں بہت شہر تصرف اسلام میں آئے مثل ہمدان آذربایجان افریقہ اسکندریہ گاوردن ماژندران یشاپور طوس



اہرات بلخ قسطنطنیہ وغیرہ اور روایت ہے کہ جب ہماجرین مدینہ میں گئے تو بانی تیسری بہت دور تھا اور شوربانی سے صحابہ کو بہت تکلیف تھی
 اسی اور ایک یہودی کا بیٹھا کنواں جس کا نام ہیرومہ ہے مدینہ میں تھا حضور نے فرمایا جو کوئی ہیرومہ کو رضا سے خدا کے واسطے سبیل کریگا تو میں
 ضامن ہوں کہ کل بہشت ہوں میں چشمہ آبِ حیات اس کے نصیب ہوگا حضرت عثمان غنی نے اس کنوئیں کو یہودی سے گراں قیمت دیکر خرید لیا اور حضرت
 جیش ہماجرین کو اسان کیا۔ اسی طرح ایک شخص کے گھر کی عوض میں حضور رضا حقیت دیتے تھے جب اسے قبول کیا تو حضرت عثمان غنی

عبد اللہ بن عباس
 تالی
 عبد اللہ بن عباس
 عبد اللہ بن عباس
 عبد اللہ بن عباس
 عبد اللہ بن عباس
 عبد اللہ بن عباس
 عبد اللہ بن عباس

عبد اللہ بن عباس

عبد اللہ بن عباس

عبد اللہ بن عباس

عبد اللہ بن عباس

عبد اللہ بن عباس

عبد اللہ بن عباس

عبد اللہ بن عباس

عبد اللہ بن عباس

عبد اللہ بن عباس

عبد اللہ بن عباس

بن حضرت کا سلسلہ ان سماء تا ہرودہ یہاں فرما لیں سیوا جگہ خالی چھوڑی گئی ہے۔

عبد اللہ بن عباس

عبد اللہ بن عباس

عبد اللہ بن عباس

عبد اللہ بن عباس

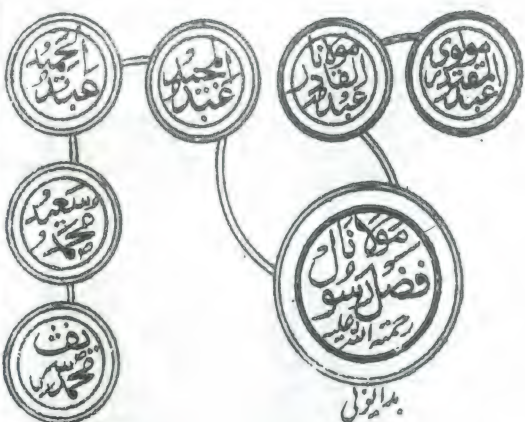
عبد اللہ بن عباس

عبد اللہ بن عباس

عبد اللہ بن عباس

عبد اللہ بن عباس

نے اُس گھر کو بہت زیادہ قیمت دیکر مسجد نبوی میں داخل کیا اور حضرت عثمان غنی کے زمانے میں جب لوگ تنگی مسجد سے تکلیف پاتے تھے تو بہت حویلیاں جو مسجد کی اپنے مال سے خاطر خواہ مالکوں کو قیمت دیکر مسجد میں داخل کیں اور کمال تکلیف سے مسجد تعمیر کی۔ ۸۷ و یقول بعض مؤرخین ۹۳ سال کی عمر شریف ہوئی۔ آج کے زمانہ میں اہل مصر اور بعض اہل مدینہ نے بغاوت کی انیس سو آدھی حضرت عثمان غنی کے مکان میں بارادہ قتل و داخل ہوئے اپنے انکار اور حاکم دیکھ کر قرآن شریف اپنی گود میں رکھ لیا اور قوت میں مشغول ہو گئے۔ اہل بنی ہاشم ایک جماعت نے قریب ماری کو جسم اطہر سے خون کے قطرے



جن حضرات کے سلسلے ان سے ملتے ہوئے درج فرمایا



کے فیوض اظہار ہی باطنی سے خلق پیرہ اندر ہوئی۔ پانی بت میں پکار فرار روح خلائق ہے اور صحر مولانا شاء اللہ پانی پڑی رحمۃ اللہ پہنچی ہی اولاد میں
(سیر الاقطاب اقباس الانوار)
آپ کا نام برید ہے اور قسطنطینی لقب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
کو از سر نو مقبرہ طائر دریا اہول نے دوبارہ قبرش کو

قصی



یہ خط خاندان سے ملے گا

اسد

نوف

وہد

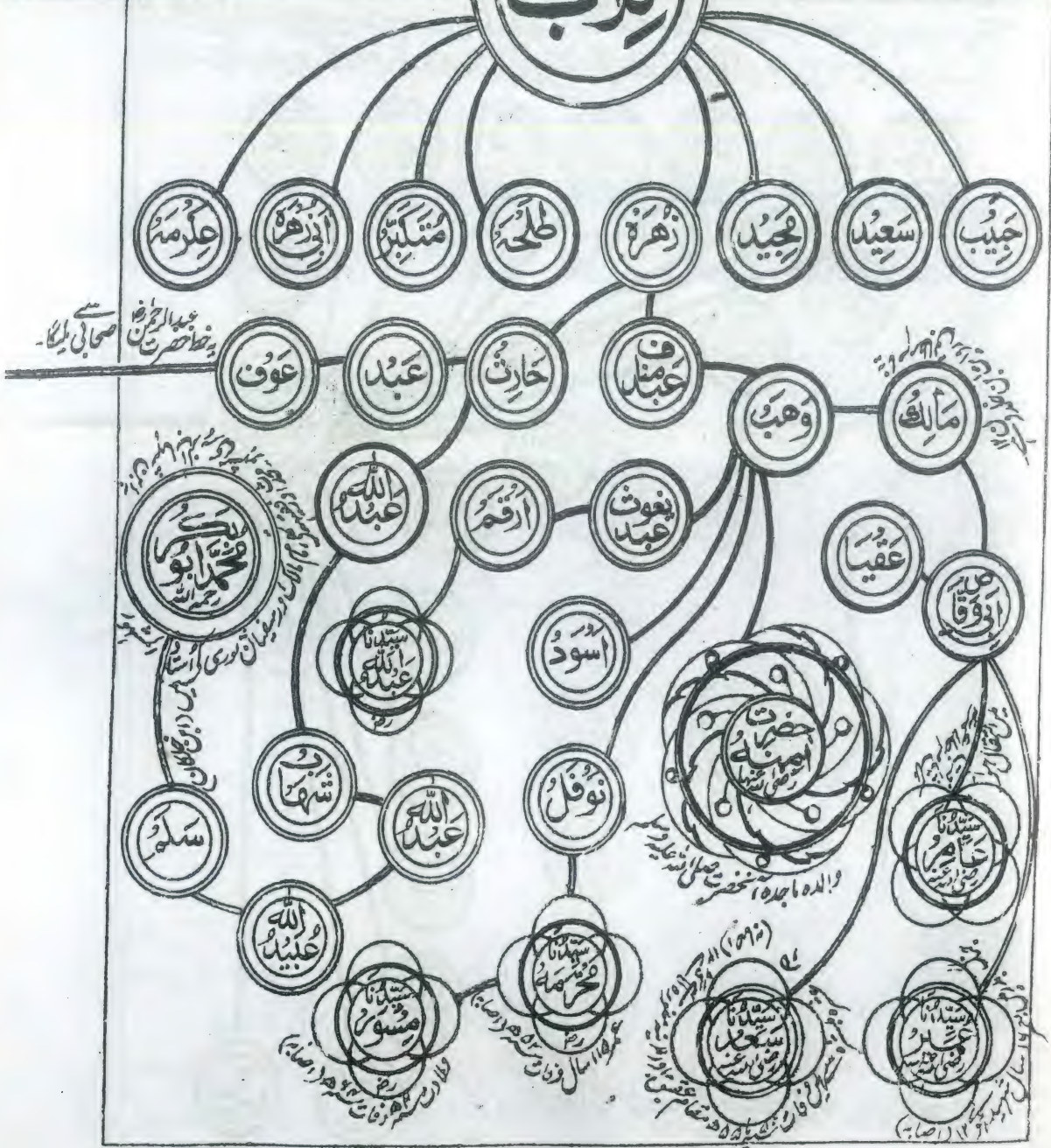
امیر

۱۔ ظلم و تعدی کرنے سے مانع تھے اور ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتے تھے اسوجہ ان لوگوں علام سازش کے زہر
دلوادیا آپ کو اسکی اطلاع ہوئی تو آپ نے علام کو ہلاک زہر دینے کی وجہ دریافت کی۔ علام عرض کیا ہزار دینار مجھے دے
گئے ہیں آپ فرمایا اسکو سچے سامنے لا علام ہزار دینار کا پیش کیے آپ نے بیت المال میں داخل کرادیئے اور علام
سے فرمایا تو ایسی جگہ جہاں کھانے کوئی نہ دیکھ سکے چنانچہ وہ چلا گیا۔ آپ نے سترہ ماہ جب میں دہریس
پانچ مہینہ خلافت کر کے مقام دیرستان میں قیام پائی ۱۲

(تاریخ الخلفاء ابن خلکان)

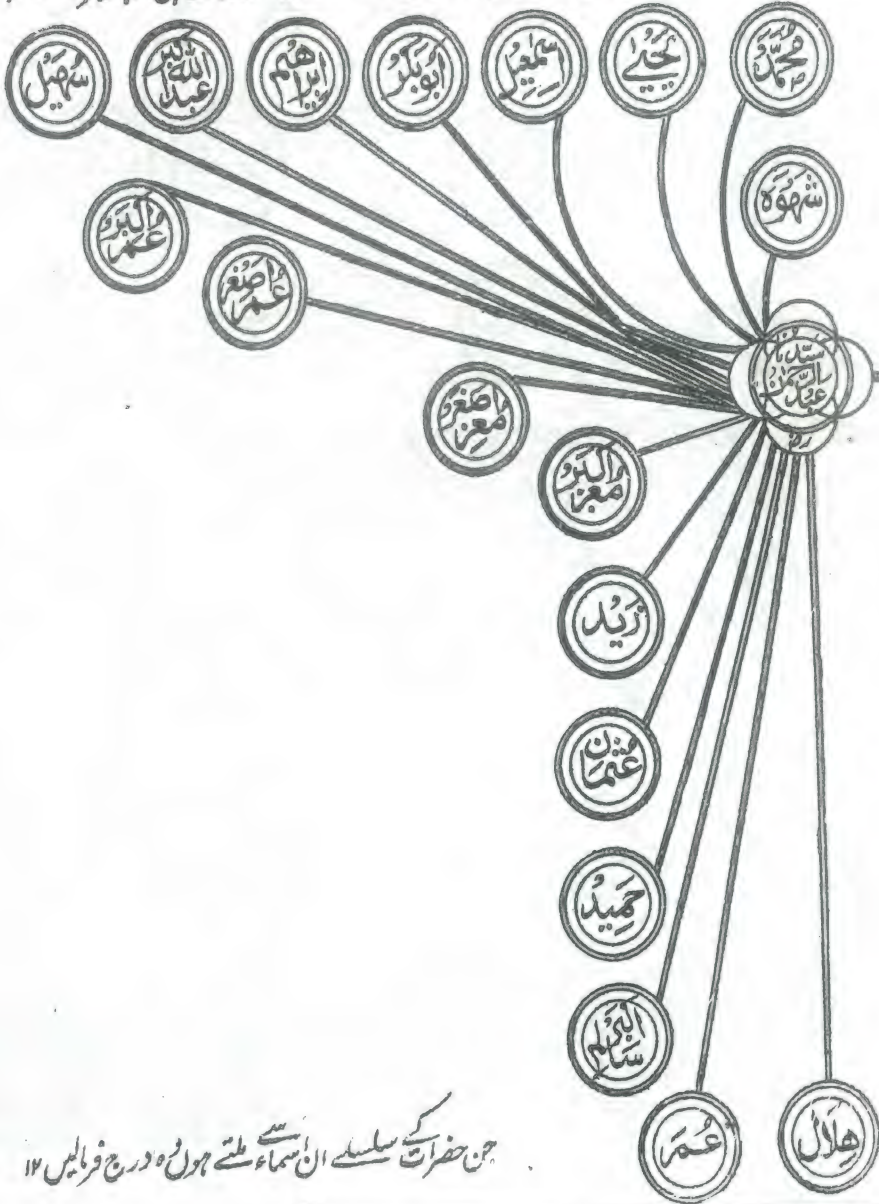
محمد





بخولی ہو گیا اور کسی بغاوت کا اندیشہ نہ رہا تو حضرت سعدؓ نے اس مضبوط شہر مدین پر بڑھائی کا ارادہ کیا جسکو رومی لشکر اور انکی جڑاؤ کی فتح نہ کر سکی تھیں یعنی ۶۲۹ عیسوی شہر بھری کا واقعہ ہے کہ ہر قل روم ایرانیوں کو شکست پر شکست دیتا ہوا مدین تک پہنچا اور بڑے زور و شور سے اس شہر کا محاصرہ کیے رہا لیکن مدین فتح ہو سکا اور ہر قل کو ناکام واپس جانا پڑا سعد بن ابی وقاصؓ فتح مدین محسوس کے لئے لشکر اسلام کے ساتھ روانہ ہوئے اٹھائے راہ میں پہلا معرکہ مقام کونی میں پیش آیا جہاں شاہی فوج کا نامی افسر شہر باز جبرئیلؓ کو

میں بھی قتل کیا اور نامی پہلوان تھا جسے بہادران لشکر کے خیمہ زن ملا حضرت سعدؓ نے ایرانی لشکر کے مقابل کیمپ جمایا جب دوسرے دن کو لشکر آراستہ ہو کر میدان میں نکلیے تو خود شہر باز میدان میں آیا اور بڑی سختی سے آواز دی کہ کون جو ان اہل عرب سے میرے مقابلے کو نکلتا ہے



جن حضرات کے سلسلے ان اسماء ملتے ہوں وہ درج فرمائیں ۱۲

جو حضرت صلعم کے آزاد غلام تھے۔ انکے بعد حضرت ابو بکرؓ ایمان کا بعض نے ان کو ان کی تعلیم کی ہے کہ عورتوں میں حضرت خدیجہ الکبریٰ
انکوں میں سے حضرت علیؓ اور مردوں میں حضرت ابو بکرؓ پہلے ایمان لائے لیکن ان کو ان کی عمدہ تعلیم تو ان سے ہو سکتی ہے کہ حضرت خدیجہؓ علیؓ اور
حارثؓ حضرت صلعم کے گھر کے لوگ تھے اسلئے گھر سے باہر جو شخص سے پہلے انھیں ایمان لایا وہ حضرت ابو بکرؓ تھے۔ انھیں صلعم نے ایسا نام دیا کہ بعد ازاں
عبداللہؐ رکھا اور عتیق اور صدیق کا لقب عطا فرمایا۔ آپ نے صرف اپنے اسلام لانے پر قناعت نہیں کی بلکہ اشاعت اسلام میں جان و دل سے

کوشش کی ورنہ تمام مال اسلام کی خدمت وقف کر دیتا تھا اور کئی ایک غلاموں کو جو مسلمان ہو جاتے دھپے اپنے مشرک لاکھوں ہاتھ سے سخت یا زہل اٹھاتے تھے
خیر کہ آزاد کر دیا جائے بلکہ جو اسلامی جماعت میں داخل ہوئے اور عامین فہرہ جو حضرت ابو بکرؓ کا گھر آیا کرتے تھے اور جنہوں نے بیعت نبویؐ کو حضرت صلعم کی
قابل قدر خدا دانی تھی۔ اور عبداللہؐ بن مسعودؓ جو حضرت صلعم کے حال شامہ نگار تھے بڑے شہر میں حضرت ابو بکرؓ تمام مصائب و تکالیف میں
انھیں صلعم کے رفیق رہے اپنے ایک بھائی بھی حضرت صلعم کی مفادیت کو رانسی اور خیر انھیں صلعم کے ساتھ ہی بیعت کے مدینہ پہنچے
تمام غزوات میں حضرت ابو بکرؓ انھیں صلعم کے نگران بنائے۔ اور دشمنوں کی حفاظت کرتے تھے جب تک دشمنی قہہ پائے انھیں صلعم پر حملہ آور ہونا
تو آپ سینہ سپر ہو کر اس مقابلہ کرتے اور انھیں صلعم کو زندہ ہو جانے دیتے۔ ابتدا اشاعت لیکر انھیں صلعم کی وفات تک دونوں قدسین
باہم شیر و شکر رہے۔ آپ ورس چار بعد اقل کے دو شبہ خورشید اچھوڑے اور تیرہ برس کی عمر میں ۱۳ جمادی الثانی ۳۱ ہجری یا ۶۲ جمادی الثانی

کو بروز جمعہ وفات ہوئی نماز خلافت دو برس میں ماہ دس دن ہوئی۔ (اصابہ تاریخ اہل خلافت) مرقد مدنیہ منورہ
لے حضرت شیخ عبدالہادی جامع کمالات لائے تھے حضرت علیؓ آپ کا بھائی حضرت ابراہیمؓ کے کمالات مقام اعلیٰ کے آثار نماز طفولیت ہی سے
پیشانی مبارک سے ہوتا تھے غلبہ شوق جذبہ محبت الہی میں سیل صحراوردی کی خواب آرام سے کچھ کام تھا۔ بڑے مجاہد اور باضات
شاد سے تصفیہ باطن کی راحت سفر بیرون میں خم ہو کر گھروں کے خوراک ہو گئے لیکن غلبہ سحر سے ایسی محبت تھی کہ انکے غلبہ کرنا حال
بھی نہیں تھا۔ انھیں نوح امر وہیں ایک رنگ تیم شاہ صبا خاصان خدا سے تھے ابتداء انکے فیضان صحبت کمالات معرفت کی تکمیل ہوئی پھر
حسابیاء حضرت تیم شاہ صبا اپنے شاہ عضد الدین صاحب بیعت کی اور جو خلافت سے مشرف ہو طالبان خدا کو منزل مقصود پہنچا
حضرت شاہ عبدالباری صاحب آپ کے جانشین کمالات باطنی میں حضرت شیخ کے مثال تھے۔ انکی اولاد امجدیہ صبا صبا و ذروت
ذی علم حضرت اسوقت تک بھی امر وہ صلیع مراد آباد میں جو وہیں ہر روز زکوٰۃ و زکوٰۃ کا مزار امر وہ محلہ قریشیان میں یادگار گاہ عام اور بدستور
اہل ظاہر و باطن فیضیائے ہیں۔ ہرگز نہیں انکو ولس زندہ شد عشق ثبت است بر جریۃ عالم دوام ہا

۴۔ رمضان المبارک ۹۹ھ میں بکا وصال ہوا۔ (منہاج النہج)۔ تھے بزرگان دین کے طریقے کہ اپنی زندگی کو اتباع کثرت و طلب حق
فکر دیتا تھا طاعت حق اور عبادت الہی کی غذا ہو گئی اب ہم لوگ ان بزرگان عالمیہ کے فدائی فطرت انصاف غور کریں سوا خواہشات نفسانی
کی اتباع کے انھیں صلعم کے کون سے عمل کی تقلید کر رہے ہیں۔ خاتم

علاوہ حضرات مذکورہ بالا کے دیگر بزرگان دین کی وجہ سے امر وہ کو خاص شرف حاصل ہوا۔ کثرت سے بزرگان دین کا یہ مقام
ماوا و لمجاہ رہا ہے یہی وجہ ہے کہ اس قصبہ میں جتنی آبادی ہے وہ حضرات سادات و شیوخ و سادات اجمالیہ مہاجرین انصار
کی اولاد معمر ہے۔ علم و حکمت فضل و کمالات کو اس خطہ کے ساتھ مثل دیگر مقامات مردم خیز کے ایک خاص امتیاز حاصل ہے ہمیشہ
علما اور فضلا اہل ظاہر و باطن یہاں کے مشہور و معروف و امصار رہے اور سلاطین دہلی کے دربار میں عہدہ جلیلہ برقرار رہے۔
کثرت سے بزرگان دین کے مزارات انکی اولاد امجدیہ یہاں منتشر ہے جسکا احصاء بوجہ طوالت اس مختصر میں ناممکن ہے سلسلہ
صدیقیان میں شیخ نور محمد بن شیخ عبداللہ زمانہ اورنگ زیب میں مقام و بگور سے امر وہ آئے جنکا نسب شیخ عبدالکلیل شیخ حمزہ بن احمد

عالم ربانی قطب دانی صاحب المقامات الکرام شیخ المشایخ نصیاء الدین ابو نجیب القاهر رحمۃ اللہ علیہ ابی المشایخ کرام اور
علما عظام دونوں فنوں کے پیشوا ہیں سب انکا اردو لکھ کر کے مدرسہ نظامیہ کے مدرس تھے علامہ بغداد میں مقام سہروردی ۹۳۹ھ میں اپنی
ولادت ہوئی اور بروز جمعہ ۱۰ جمادی الثانی ۹۳۹ھ میں نماز عصر آپکا وصال ہوا اور ۸۸۰ کو دوسرے دن اپنی رباط جود جلد کے کنار بنائی تھی
مذکور ہوئے۔ امام احمد غزالی علیہ الرحمہ کے مرتبہ انکے خلفاء مثل نجم الدین جبرئیل و عمار یا سرور وغیرہ بڑے کاملین سے گزرے ہیں اور

شیخ الشیوخ مطلع الانوار منبع الاسرار لیل الطریقہ ترجمان الحقیقہ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کو غوث اعظم
سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فیض ہوا اور بہت سے مشایخ وقت سے آپ عرصہ تک (عبادان) جزیرہ میں بدلوں ساتھ شیخ
عباد رہے حضرت خضر علیہ السلام سے بھی ملاقات کی حضرت غوث پاک **اخر الشیوخ** ہورین **بالعراق** آپکی شان میں فرمایا کرتے تھے
ظاہر و باطن میں ایک کمال حاصل تھا۔ تصنیف آپکی بکثرت ہیں عرفان اشف النصائح و اعلام الہدی وغیرہ جب آپ کو کوئی دشوار مسئلہ
پیش آتا تو باری تعالیٰ کی طرف آپ متوجہ ہوتے اور طواف کعبہ کرتے وہ مشکل رفع ہو جاتا اپنے وقت کے شیخ الشیوخ تھے بل طر
دور و نزدیک سے آپکے پاس آتے اور فتویٰ دریافت کرتے۔ ماہ جب ۵۳۹ھ میں آپکی ولادت ہوئی اور ۹۳۹ھ میں وصال ہوا۔ سلسلہ سہروردی
کو آپکی وجہ سے ترقی ہوئی کہ یہ سلسلہ ہمہ درجہ آپکی طرف منسوب ہو گیا اور کثرت طالبان حق کو آپ سے فیض پہنچا۔ رسالہ اقبالہ میں لکھا ہے
کہ شیخ سعد الدین حموی سے حضرت محمد الدین عربی کی نسبت فرمایا گیا تو فرمایا کہ وہ ایک جزن سمندر ہے جسکی انتہا نہیں اور حضرت الشیوخ کی
بارہ میں فرمایا کہ سہروردی کی پیشانی میں نور تابعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اور ہی قسم کا ہے فضل لکرا آپکے پیش از قیاس ہیں
(ابن خلکان آداب المریدین حضرت ابوالنجیب نفحات الانس)

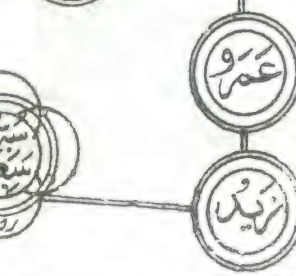
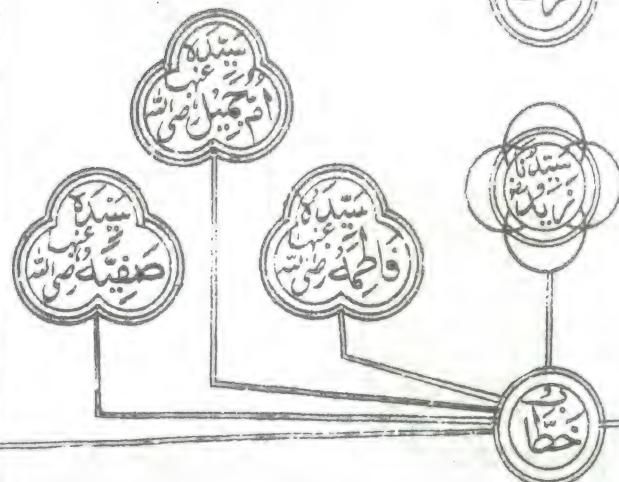
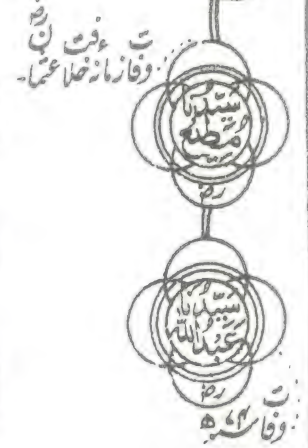


کعب یہ قریش کے سردار اور قریش کے اعلیٰ ترین شرفاء میں سے تھے اکثر امور میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے اور اپنی قوم میں نہایت سخی اور کریم النفس شخص تھے اور یہ اول شخص ہیں جس نے ہر جگہ کو اپنی قوم اور اپنی آخراۃ مال کی اہتمام و پیروی کی وصیت کیا کرتے تھے اور کہا کرتے کہ وہ میری اولاد میں ہونگے۔ اور کہا کرتے

کعب

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ شَاهِدْ فُحُوءَ دَعْوَتِي
اے کاش میں اس وقت موجود ہوتا جبکہ نبی یعنی محمد معلوم
(مواہب سیرۃ النبی)

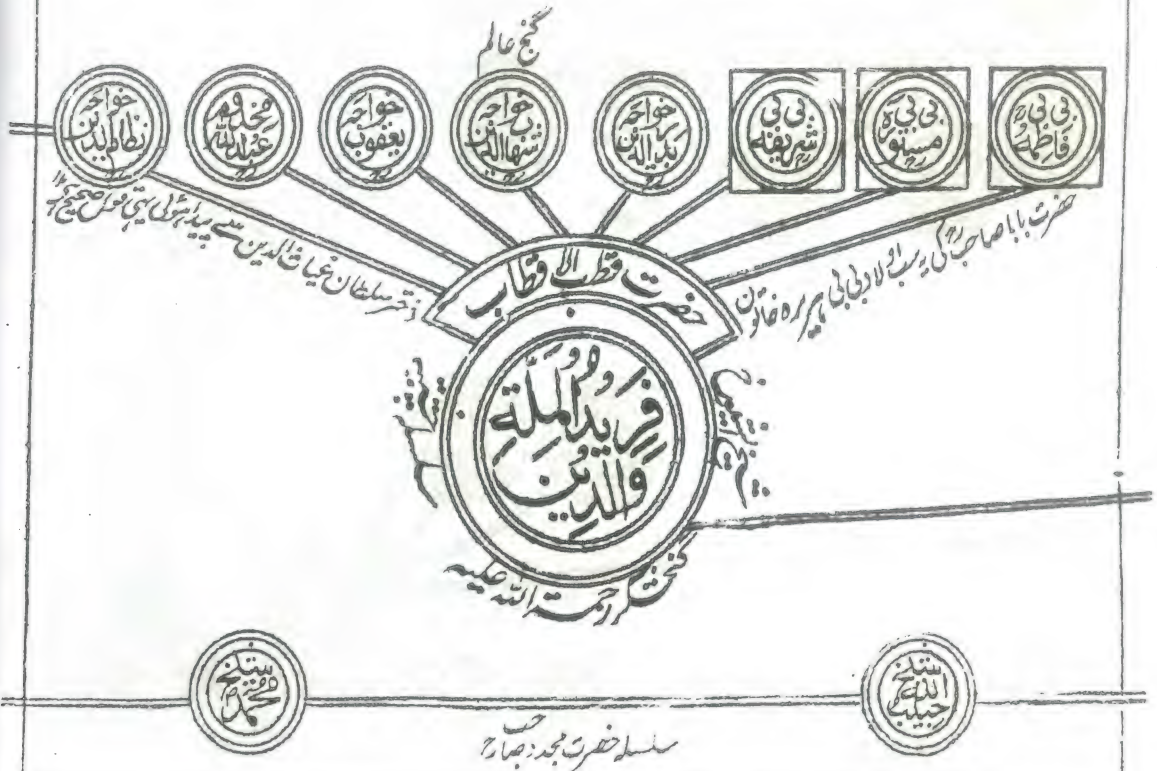
ثناء و عظیم اس قسم کے اشیاء پڑا کرتے تھے شعر
حِينَ الْعَشِيرَةِ تَبَغَّى الْحَقُّ خَدَّيْكَ لَا نَائِيْنِي
لوگوں کو ایمان کی طرف بلانے اور قریش کے دین جس کو جھٹلائے۔



اب عشرہ ہجری سے ہیں۔ عمر ۳۳ سال وفات ۱۲۵۵
یا ۱۲۵۶ بمقام عقیقہ یا کوفہ۔ دفن یہ نہ نولہ۔ ۱۲

اور طاقیہ سلسلہ میں وقت گزراں ہوتی تھیں۔ ایک زبردست صبح کی نماز پڑھا کر تھے کہ فیروز نامی ایک غلام مجوسی جو آپ دل میں رکھتا تھا نیکو
سجد میں آیا اور اس کے ہر صکر آپ پر درپے چھ دار کیے آپ غمی ہو اور باخلاص و ایمان اس نذرہ کو پھر گیسٹے سال ۷۸ ذی الحجہ ۳۳ھ
کو وقایہ پائی۔ دس سال چھ ماہ آپنے خلافت کی۔ مرقد مدینہ منورہ۔ (اصحاب و تاریخ الخلفاء و تاریخ عالم)

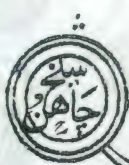
حضرت فرید الملک والدین آپکے والد بزرگوار خواجہ جمال الدین سلیمان سلطان شہاب الدین غوری کے زمانے میں ملتان میں شیر پٹ لایا اور قصبہ کو تحصیل کی
جاگیر بادشاہ مذکور کی طرف سے آپکے نامزد ہوئی خواجہ جمال الدین علوم مظاہر و باطن میں کامل تھے مولانا و جہد الدین جوہدی کے خاندان عباسیہ تھے انکی
صاحبزادی بی بی در شمس خاتون سے شادی ہوئی جنکے بطن صافی سے حضرت شیخ الشیوخ غرہ ماہ رمضان ۷۹۴ھ میں پیدا ہوا اتفاقاً اس روز بار تھا ہلال
رمضان میں کوئی شبہ ہوا اور آپکے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ روزہ کے بارہ میں ارشاد ہے ایک رنگ حلقہ میں بیٹھے تھے انہوں نے فرمایا کہ حضرت



شیخ جو قطب الاقطاب ہے نے واپس لے کر دو روپے لیں رمضان نہیں نہ سب کے آج روزہ کھانا ضرور کچا پچا اپنی والدہ ماجدہ دربار کے پر حلقہ ہوا کہ اپنے درود میں
پھر سب روزے رکھے بعد کو قرب جو آجائے ہو جائے گی خبریں معلوم ہوئیں۔ آپ نے تمام ماہ رمضان میں ان کو دودہ نہیں پیا اقطار کے وقت کو دودہ پودہ اسدوی
سے آنا عرفان در کمال معرفت اپنی جبین رک سے ہوتا اپنی سالہ عمر میں حضرت اللہ ماجدہ نماز پڑائی شروع کی تو آپ نے دریافت فرمایا کہ نماز پڑھنے سے کیا ملتا ہے

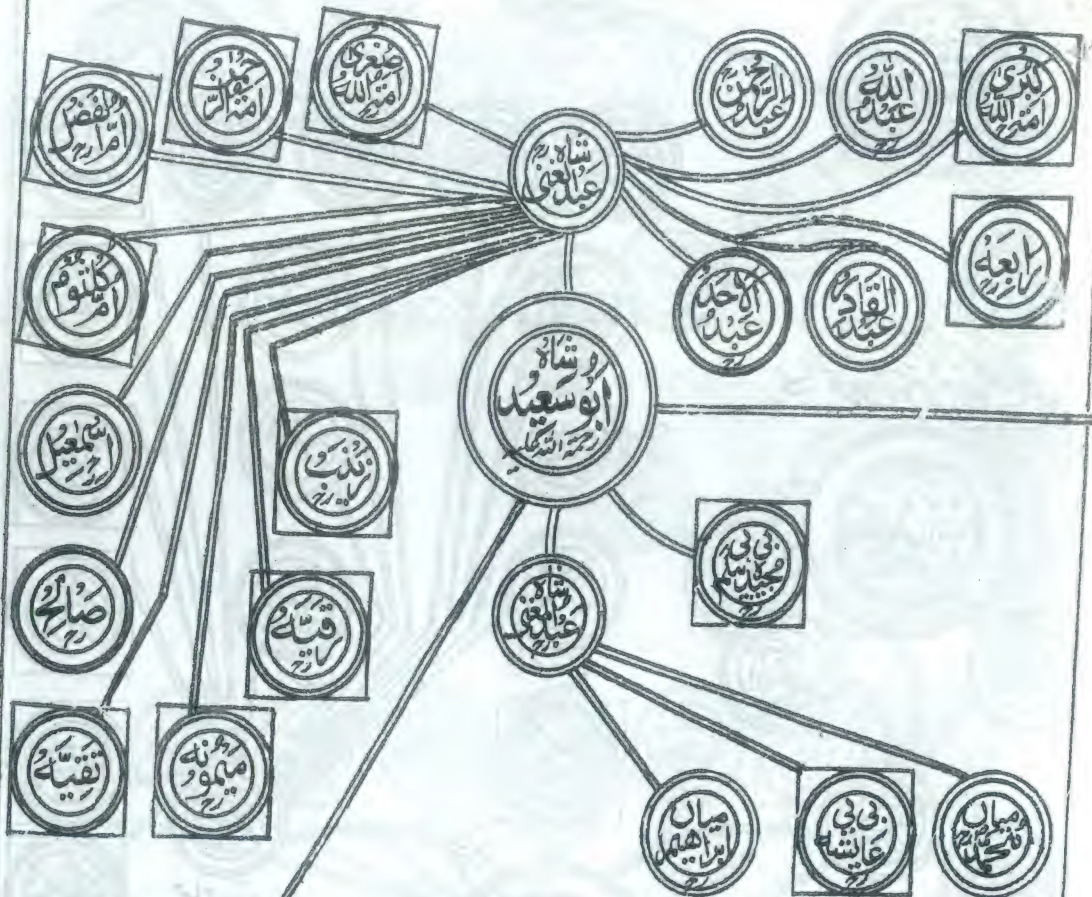
اپنی والدہ ماجدہ فرمایا کہ شکر ملتی ہے جب آپ کو نماز پڑھنے کے لئے کھڑا کرتیں تو مصلیٰ کے نیچے آپ شکر کھدرا کرتی تھیں اسلئے کہ بچوں کو ٹھٹھا سے رغبت ہوتی ہے اور بعد نماز
نماز شکر لکھ کر حضرت فیدائے کویدیا کرتیں۔ ایک روز اپنی والدہ ماجدہ اپنے کسی عزیز کے تشریف لے گئیں اور آپ حسب عادت نماز کے وقت صلی پر کھڑے ہو گئے اپنے
دعا کے بعد صلی کے نیچے دیکھا تو قدرت الہی سے شکر خزانہ موجود ہے اپنے خود ہی کھایا اور سب بچوں کو نصیب کیا اور اپنی والدہ صاحبہ فرمایا کہ بہار پاس نماز
پڑھنے سے کم شکر ملتی تھی آج ہمیں بچ و درکار عالم کے شکر عطا فرمایا اس واقعہ انکو اور بھی یقین ہو گیا کہ بفضلہ تعالیٰ میرے فرزند فیدائے خاصین کو لان بگاہ ہوا کہ اور
اسی وجہ سے اب کمال تکبیر ہو کر دین دنیا کی صلاحات مخلوق کو شکر کا مہر فرمایا آپ نے اور زیادہ کھے کشف کرا آیا کیجئے یہی اپنی والدہ کمال وقت سے بھیں حسب شکر
انکے بارہ سال تک وہ بیابان میں یا داہمی میں مصروف رہا اور بگڑ خصال بکاوت حاجب بس شریعت لانا اپنے سر گذشت دریافت کی حضرت شیخ نے فرمایا کہ بگڑ

یہ جدا علی فاروقان فریدی اور شیخ ارشاد علی تحصیلہ شیخ بشیر احمد ڈبی کلک صاحبان محمد ابراہیم و محمد اخیل بٹاشیخ بنیاد علی و عبدالحکیم وغیرہ بنا
شیخ امام علی وغیرہ محمد جہد شہید ڈاکٹر سبط علی و بابوشوک علی ابنا چودھری ممتاز علی لکھنویان وغیرہ و شیخ فریدی موضع دھکا پر کہ حسن علی و رجب علی
واور دیگر بچھراؤں بھی اسی سلسلہ سے ملتے ہیں۔ اور شیخ چاہر کی اولاد شیخ احمد الدین علی وغیرہ ہیں۔



نور ایمان حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد قادری حشمتی سہروردی نقشبندی قدس اللہ سرہ القریب الی ولاد باسعادت
 میں ہوئی حضرت قیوم ربانی کے جملہ ابا و اجداد علماء مشاہیر مشائخ و اکابر سچے و چود مبارک کی نسبت اکثر بزرگان دین نے بشارت دی
 سطر سے آثار و لاجین مبارک سے ہویدا تھے چمن میں حضرت کمال کھٹکی نے اپنی زبان مبارک کے ذہن شریف میں کی سبک برکت سے

یہ خط سلسلہ ضیاء معصوم صاحب لکھا۔



یہ خط حضرت احمد سعید نام لکھا

میں ادب لحاظ جو تصوف کی سب سے پہلے الف با ہے وہ ہی ہاتھ کھڑے ہیں یہ ایک ایسا جہاں کا اور جس کی وجہ خود اپنے ہی شلخ کے فیضان محروم رہ جاتے ہیں اور اپنے گمان ناقص میں خیال کرتے ہیں کہ ہمارا فیصل دلیل محبت ہے حالانکہ محبت کی ہوا ان سے کو سولہ درجہ کی تو ہے کہ لفظ فقر و تصوف زبان سے تو بہت جلدی ادا ہو جاتا ہے مگر اس کی دشوار گزار راہوں میں قدم رکھنا اور مصائب کی برداشت اسی کام ہے جو

اس کے لئے مخصوص کیا گیا ہے اللہ یَجْتَنِبُ إِلَيْنِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْنِ مَنْ يُكَيِّبُ اور اس کا قسم کے خیالات ناقص کا طریقہ نہیں

نہ ہر کہ سر بر آشد قلندری دانہ
نظر انصاف اور دیدہ دنیا سے صافا ہر ہے کہ جملہ سلاسل کے حضرات ایک وحیت سے واجب التحظیم ہیں اور کوئی صاحب نسبت سلاسل الہیہ ایک دوسری نسبت کے خالی نہیں باسنتائے بعض مجاذیب وغیرہ کما لا یخفی لال البصیرہ اور نہ کوئی بذاتہ ایک دوسرے کے معنائی المنشاء ہے۔ چنانچہ ہر خاندان پیشہ و اولیٰ برابر ایک دوسرے کے متوسلین ہر قسم کے اوقات اور اپنے ذاتی مذاق روحانی کے مناسب فیض پاتے ہیں البتہ ادب و اخلاص ارادہ و ریاضت کی کمی ہے جس کی وجہ سے بجائے کثرت میں وحدت کے وحدت بھی کثرت نظر آتی ہے۔ اور کمالات حضرت مجدد و حجت علیہ السلام پر غور کیا جائے تو قدرت کے ایسے خیالات کی گنجائش ہی نہیں کہی کیونکہ جب فیضان محبوب سبحانی غوث صدیقی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور خواجہ غوثاں حضرت سلطان الہند غرب نواز خواجہ معین الدین حسن رحمہما اللہ کے عرفان باطن سے ایسی روحانی تربیت ہوتی ہوگی کہ کسی فرق کی گنجائش ہی نہیں ہی۔ من بعد سلسلہ نقشبندیہ کے بنائیاں تمام خواجگان خواجہ بابی باللہ رحمۃ اللہ علیہ جو معارف مقامات ربانی سے آپ پر کشف ہوا اسکے بعد تمام نسبتوں کا مجموعہ نسبت مجدد و ایک خاص وراثت آپ کے متوسلین کے لئے مخصوص ہو گئی اور آپ کی ذات مجمع برکات و بکیر لہان حق کے لئے بھی مقدور رہا بابی علیٰ ہذا الیٰ منتہاء السلسلہ اور حضرت مجدد و صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بحر عرفان سے سیراب ہونیکے لئے نہایت پُر امن طریقے تنگن محبت کے لئے ہمیشہ کے واسطے اس طرح سہل فرما دیئے جیسا کہ فاروق اعظم نے ظاہر و باطنی قہرات اسلامی کی ممکن عافیت سلطنت فرمایا ان اسلام کے لئے مخصوص چھوڑی تھی البتہ غرض محبت اور فرق مناسبت ایک اور چیز ہے اسکے اعتبار سے بھی صرف اس قدر خیال کی اجازت ممکن ہے کہ

رہا تفوق جس کی جو شان ہے وہ ظاہر ہے اور خدا کے نزدیک جس کا جو مرتبہ ہے اس کا فیصلہ ہمارا فہم و ادراک سے اہر ہے اور نہ ایک سچے طالب کو اس فکر کی ضرورت کہ وہ اپنے اصلی مقصود کے سوا ایسے ذات قدسی کے خطرناک مقام میں اپنا وقت عزیز صرف کرے۔ رہے اہل کفر و غلبہ حال محبت کے سبب فعال جسم اور ایک دوسری شے ہیں ان کی نسبت کوئی کام ہر سکتا ہے۔ غرضیکہ اخلاص کے ساتھ اصلاحی حال کی فراصل کام ہے اسکے علاوہ جن مال الیٰغنی سے سوا محرومی اور فقیر و اوقاسی مفاد کی امید نہیں وقت کو تباہ کام دشوار سفر و رازہرخص کو دپیش ہے اور حضرات کابرین کی شان میں ہماری سوء ادبی سے کوئی نمی نہیں ہو سکتی بلکہ اس کا وبال سر اسر ہمارے لئے خدائاں باعث ہے

وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلُهُ قَاتِلُ
نصیحت کثرت بشنو وہا نہ میگر ہر سچے ناصح مشفق بگویت پذیر ز وصل روے جواناں تم سے بردا کہ در کیند عمر امت مکر عالم پر یہ

حضرت مجدد و صبا کی نسبت حضرت خواجہ باقی باللہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ مراد اور محبوباں ہیں سو سچے آپ کو سرعت سیر اپنے اپنے ایک مخلص کو تخریر فرمایا کہ شیخ احمد کثیر العلم قوی العمل ایک شخص سر ہند کے ہیں چند روز فقیر نے ان کے ساتھ نشست برخواست میں عجایب روزگار دیکھے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ آفتاب عالم تاب ہونے کے خواجہ صاحب کا یہ فرمانا سقا آپ کے کمال برداں ہے آپ اپنی وقت کے فہم اور مجدد

الف تھے۔ آپ کا زمانہ ولادت تھا کہ ارم سابعہ میں کیڑی ظلمت اوقات میں مشیت ایزدی متقاضی بخت انبیاء و آلہ العزم علیہم السلام ہوئی ہے لیکن ہماری کرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین ہیں اور آپ کی امت کے علماء و راہبوں کا اصلاح عالم کے لئے مقرر ہوا مثل انبیاء بنی اسرائیل کے قرایا ہے۔ اس وجہ سے باری تعالیٰ نے مقامات عالیہ سے آپ کو ممتاز فرمایا اور ذات مبارک مجد و اہل منتظم شریعت مجدد طریقہ قرایا سلسلہ نقشبندیہ

یہ حق جو نکاح اور مقام کی ترتیب ظہور میں آئی اور اس طریقہ کو ہر خاص و عام کے لئے جس طرح بلا خوف و محرومی آسان فرمایا وہ قطب بانی کے کمالات باطن کی ایک نمایاں مثال ہے۔ آپ کے فیضانِ ظاہری ہر بی باطنی سے ہزاروں علماء و فضلاء و قیضاب ہوا استغراق بحر وحدت و استہلاک احدیت طالبان حق کو مفت نقد و وقت ہو گیا شہود وحدت و کثرت اور جذبات محبت معرفت سالکان طریقت کو آپ کی ادنیٰ توجہ سے نصیب ہوا آپ کی نسبت جذبات معرفت کا رخا نہ باطن کی ایک عجیب شان ہو گئی۔ سختی مجاہد و تواریخ و صصال اور جلیب شہی کی تکالیف کے بجائے اتباع سنت اور معمولی عبادت سے مقامات عالی کا وصول آسان ہو گیا اور انشاء اللہ تاقیامت آسان ہو گیا۔ حواری کشف کو آپ کی بیان کے باہر میں بطواف کعبہ شوق ایک مرتبہ آپ پر غالب ہو افضل خداوندی سے خاندان کعبہ ظاہر ہوا اور آپ کے مقام پر آپ زیارت مشرف ہو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا آپ فرماتے ہیں کہ ہم کو علم سلوات کی تعلیم کرنے آئے ہیں شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت شاید دیکھی گئی کہ وہ کافرانہ کے سر ہند میں مقیم ہے حضرت امام اعظم و امام شافعی وغیرہ انقلین حضرت سید عبدالقادر جیلانی و حضرات مشائخ چشتیہ و کبرویہ نے مع دیگر مشائخ و اساتذہ نزول جلال فرمایا اور القائے نسبتاً گونا گوں سے آپ شاد کام ہوئے۔ ایک زردیہ تصور اور ذات متفعل کا حال آپ پر بہت غالب ہوا اسی کیفیت میں وازائی کہ حضرت لک و لک تو سئل پاک بوا سبطہ او بعید و اسبطہ الخ یومہ القیامۃ اکثر شاد ہوا کرتا تھا کہ جو ہر طرح میں اسط یا بلا واسطہ داخل ہے یا آئندہ ہوگا قیامت تک سب مجھ پر پیش کیے گئے اور ان کے نام و نسب مسکن تک بنا دیے گئے ہیں میں سب کو بیان کر سکتا ہوں اور وہ مجھے بخش دیے گئے ہیں بلکہ بشارت موعی تھی کہ جن زمانہ کی نماز میں شریک ہوں جس قبر پر فاتحہ پڑھیں وہ مغفور ہیں اور آپ کے روضہ اقدس کی ایک شست خاک حسیہ و الدی جائیگی وہ بخشد یا جاوگا آپ فرمایا کہ تھے کہ طریقہ نقشبندیہ کبریتِ محرم ہے اور اسکی بناء اتباع سنت پر ہے۔ آپ کے تصرفات سے دین اسلام کو تقویت ہوئی۔ آثار شریعت جو زمانہ اکبر شاہ میں معدوم ہو چکے تھے پھر حکم ہوئے اور کثرت سے کفار دائرہ اسلام میں داخل ہو کر اپنی ہر سے ناجی ہوئے ظلمت کفر و بدعت کی بجائے اتباع سنت و اشاعت طریقت کی روشنی پھیل گئی۔ مولانا حمید جو آپ کے خلفاء میں سے تھے انکو شخصیت کے وقت ایک کش مبارک عطا فرمائی تھی مولانا کو را سے سر پر رکھا اُسے بیرویل من کو بدعا ہوا اور وہاں ہر جگہ ایک مخصوص حجرہ میں حیاط تمام اسکو رکھ دیا۔ اہل حاد و اراض ان کے پاس آئے اس کش کا ایک حصہ صو آپ پانی دیدیا کرتے تھے بفضل انری اسکی برکت سے شفا اور حل مشکلات خلق مستفید ہوتی تھی اور جس میض کا وقت قریب ہوتا تھا تو بخش مبارک کے پانی میں ڈالنے سے سب الہ ٹوٹ جاتا تھا سبحان اللہ کیا ذات تھی جسکے ادنیٰ تصرف ابی اس بہتر و برتر مثال موجود ہیں۔ اللہ اعظم اعظمنا من کاتبہ و انوارنا من حیدنا بزمینیک نشان کف پا تو بودو سالہا سجدہ صاحب نظران اہودو چشم آدم کہ شوق کو ہند ملکہ تادم صبح قیامت نکلان اد بود آپ کے فیضانِ ظاہری باطنی سے خلق خدا کو بے انتہا فائدہ پہنچا کہ شہکان تہ ضلالت راہ راست پر آئے حوال نصیب لب سردی مال مال ہو ایک نظر جس پڑی خدا کہ پہنچ گیا سبحان من خلق صلتہ لیکن البخین ط

آنکہ خاک را بنظر کیسا کنند آیا بود کہ گوتہ چشمے بیا کنند

سندہ یحییٰ ہری جو دکا رسی حاجت برائے نام حاصل تھا وہ بھی اٹھ گیا اور مطلوب تحقیقی سے آپکا وصال ہوا۔ اولاد امجاد و خلفاء کرام سے سلسلہ جاری ہوا بڑے صاحبزاد حضرت خواجہ محمد صادق رحمہ اللہ جو سندہ میں پیدا ہوئے حضرت قیوم ربانی جس وقت حصول فیض کے لیے حضرت خواجہ باقی باللہ کے آستانہ مبارک پر پہنچے آپ بھی بعمر شست سالگی ہمراہ تھے بیت سے



شرف ہو باوجود صغیر سی حوالہ دار و ابجدی پ پر وارد ہو شروع ہو گئے ذوق استغراق سدریہ آپ غالب ہوتا تھا کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ محمد صادق کو بازار کا کھانا کھلاؤ تاکہ غلبہ حال میرے معارف کا مجموعہ میں سرحد کی ولایت انکی ہے۔

غالب

پانی لکھنؤ دارالعلوم دارالافتاء
یہ سلسلہ از علیہ السلام
صاحب غلبہ ہے

قیس

فیہم لاد

کبیر

جابر

اسعد

ہلال

عبد اللہ

عبد اللہ

شیخ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا دشمن تھا اسکا خون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوم فوج مکہ مکرمہ میں کھینچ کر دیا تھا اور بعد فوج مکہ جبکہ یہ پردہ کا خانہ کعبہ کو بچنے سے ہوا تھا اسوقت قتل کیا گیا۔ (ابن علی)

۲۴ سال کی تھی کہ وہ باپ بھیلی اور مرض طاعون میں کثرت سے خلق خدا تکف ہو گئی اسوقت اپنے بہ نظر شفقت خلق دفع بلا پر توجہ فرمائی معلوم ہوا کہ نعمتہ لذیذ جاتی ہے آپ نے رضا بقصا اپنے وجود مبارک کے خلق خدا پر تیار کر دیا۔ ۹۔ بیع الاول کو ایک استقبال ہوا اور وہ بی بی سے امن ہو گیا۔ ایک رنگ نے خواب میں دیکھا کوئی کہتا ہے کہ آدمیوں کو چاہیے وہاں کے وقت ایک نام کا خذ پر لکھ کر پانی سے دھو کر بیکریاں شروع ہو محفوظ رہیں چنانچہ یہ خبر تمام ملک میں شہر ہو گئی اور آپ کے نام مبارک کا تعویذ ہو گیا اور ایسے موقعوں پر مخلوق کو شفا ہوئی اور تجربے سے ثابت ہوا کہ حضرت خاں فرار کی بھی یہ ہی خاصیت ہے۔ سچ محمدی بھی چھوٹے صاحبزادے بھی فضل کا لانا ہر بی باطنی میں۔ اس زمانہ تمام آفتاب است مصداق تھے آپ کی ولادت سے پہلے حضرت شیخ قیس سر کو ایہ انا بنیشرک بغلہ ان سمدک یحیٰ بنذر لیلہ الہام ہوئی اسکے اتباع میں پکانام بھی رکھا گیا عباد اور عمر اوقار شاہد اہل ان میں کی مصروفیت ممتاز نہ تھی۔ بادشاہ محمد اورنگ زیب آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل کیا کرتے تھے بہت دینا اپنی نذر کیے چنانچہ شہر ہو گیا تھا کہ الملک للہ والملک للیحیٰ یعنی ملک خدا کا اور ملک محمدی کی ہے۔ جذب استہلاک آپ غالب تھا ۲۲۔ میں اپنی ولادت ہوئی اور وفات ۹۰ سنہ اھ میں۔ یہ سکر صاحبزادہ حضرت خازن الرحمۃ خواجہ محمد سعیدؒ اور چوتھے حضرت عروۃ الوثقیٰ محمد مصور رضی اللہ عنہما یہ دونوں حضرت لفظ شیخین کے ساتھ لقب ہیں اور خزان فیضان طریقہ یہی حضرت ہیں۔ اور کمالا معرفت میں حضرت نام بانی کے قائم مقام ہو مخصوص مقام حضرت مجددیہ سرفرازی حاصل ہوئی ایک مقام غوثیت میں ممتاز تھے دوسرے مرتبہ قیومیت کے سرفراز تھے۔ خازن الرحمۃ کی شان خلعت اور حضرت عروۃ الوثقیٰ میں کاجمبونی تھی۔ خواجہ محمد سعیدؒ کی ولادت ۱۰۴۰ھ میں اور وفات ۱۰۷۴ھ جمادی ثانی ۱۰۷۴ھ میں ہوئی۔ اور خواجہ محمد مصورؒ کی پیدائش ۹۰۰ھ اور زمانہ وفات ۹۵۰ھ بیع الاول ۱۰۰۰ھ ہے۔ یہ دونوں حضرت اس طریقے کے راس الطریق ہیں کثرت سے مخلوق کو فیضیاب ہوئی۔ بانی اور اولاد امجاد و خلفاء کرام سے سلسلہ جاری ہوا اور تادموز فیضان طریقہ جاری۔ علاوہ خلفاء

کاملین کے حضرت امام ربانی کی نسل سے شاہ ابوالخیر و عیسیٰ معصوم جبار دلی فرمائے طریقہ ہیں اور عالم ان دونوں حضرات کے نقل و رسا کو کو قائم رکھے۔ آمین۔ (مکتوبات امام ربانی و مقامات معصومین)
حضرت ابوعبیدہ عاقر بن جراح اکثر نقوشاں

فہر

جس کی ہر کتاب
کا نام و نشان
میں لکھا ہے

ابن ابی نقیب و غیر
ہو

محارب عوف اسد ذب جوں عمر حارث

شبنم و حنیف ہند ساری ثعلبہ فتمہ

عمر و اہیب

جیب و ہلال

احب و جراح

حسل و عبد اللہ

عمر و سیدنا سیدنا

یہ کتاب
میں لکھا ہے
ابن ابی نقیب
و غیر
ہو

یا مسنونہ
سیدنا
سیدنا
سیدنا

سیدنا
سیدنا
سیدنا

تھیں ایک اموری اور حضرت خالد بن لید کی مغزولی بھی ایک عجیب اسلامی ہر داری کا نمونہ۔ اسواہ حضرت خالد اور ابو عبیدہ کے ابتدائی حالات کا تذکرہ یہ ناظرین کرتے ہیں حضرت عمرؓ کا جبہ خلافت کر کے حضرت ابو عبیدہ کو امیر کیا۔ اس طرح خالد بن لید کی



ملک شام میں سلام کا نام روشن کر دیا اور انکے کئی اقلے فتح کر کے عرب کی سلطنت کو ہر ایک فتح پر شکست شکست دیکر عرب دیا۔ خلیفہ اول کے وقت میں بھی بعض نے

اپنے بارگاہ عالیہ میں رہنے والے تھے اور وہاں کی سب سے زیادہ

اور مراعات بجالاتے تھے۔ ۱۲۔

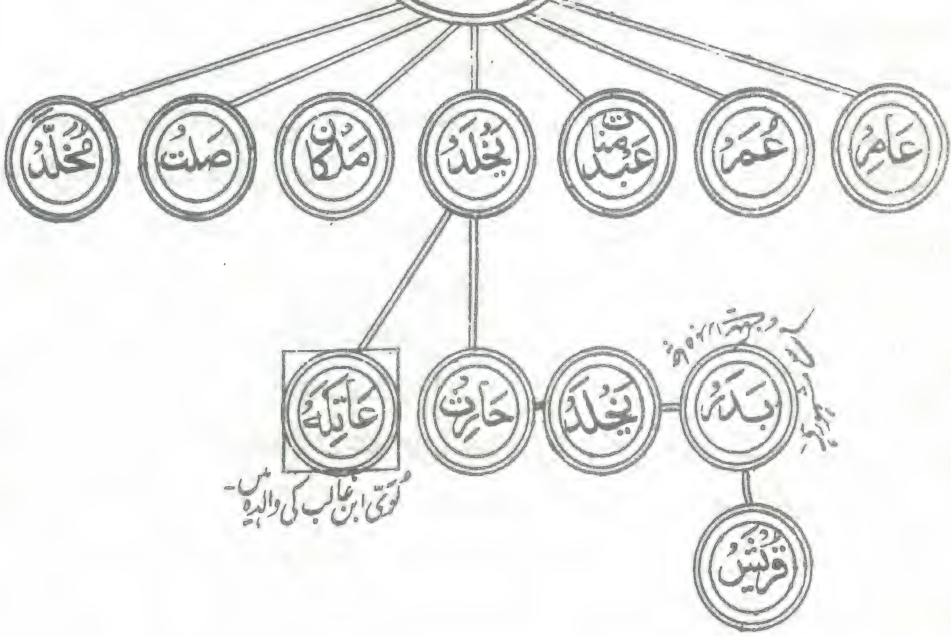
گر صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی تلوار کو

اپنے شخص امارت سے مغزول کرتے ہیں جیسے دشمنوں کے دلوں میں حبیب الہی ڈال دیتی وسیع کی ہے اور زمینوں کے بیٹھا لشکر کی شجاعت بہادری کا دشمنوں کے دلوں سے سکھ جہا رائے دی بھی کہ حضرت خالدؓ کو مغزول کیا جائے

میان میں کہنا نہیں چاہتا اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے بڑا بار انت اپنے ذمہ لیا ہے خلیفہ اول کو خالدؓ پر اعتماد تھا مجھے نسبت خالدؓ کے ابو عبیدہؓ پر زیادہ اعتماد ہے ایسے انکو امیر مقرر کرتا ہوں پھر اپنے ابو عبیدہؓ کے نام خط لکھ کر عامر بن قاص کے سپرد کیا اور انکو دمشق روانہ کر دیا اس خط کے پہونچنے پر حضرت ابو عبیدہؓ لشکر اسلام کی امارت آتے ہیں لی اور خالدؓ بن لید کو اپنی مغزولی کی ذرا پرواہ نہیں مٹی بلکہ کہا کریں اپنے نفس کی تحائف کی راہ میں قید کیا ہے۔ مجھے امارت سرداری کی کوئی خواہش نہیں میں ایک سپاہی بن کر اسلامی علم کے پیچھے جہا کرونگا خواہ وہ علم کسی کے ہاتھ میں ہو مجھے اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی کی خواہش اور میدان جنگ میں شہادت کی تمنا ہے اللہ تعالیٰ مجھے نصیب کرے بعض لوگوں کا خیال تھا کہ خالدؓ بن لید اپنی مغزولی کے بعد آئندہ اڑیٹوں میں جہاد حصہ لینے لگے مگر انہوں نے آئندہ معرکوں میں اپنی جان بازی جان تار کر کے خیال کو غلط اور اپنے قول کو سچ ثابت کر دیا۔ اللہ اکبر ان لوگوں کا ایمان تھا کہ دولت ایمان کے مقابلے میں شکت دنیا انکے نزدیک کوئی خیر نہ تھی ایسے ہی لوگ تھے جنہوں نے اسلام کو اس طرح تک پہونچایا۔ جہا بخیر ابو عبیدہؓ نے فتح الیاف (در بیان عتوق و طرابلس) کے لئے حضرت عبداللہ بن جعفر کو صرف پانچ سو اور دیگر کچھ اور انکے وہاں پہونچنے پر دشمن کی قوت بہت زیادہ معلوم ہوئی تو عبداللہ بن جعفر نے اسکی اطلاع حضرت ابو عبیدہؓ کو دی تو آپ کو پریشانی ہوئی اور دیگر ہو کر فرمانے لگے کہ امارت ہاتھ میں لیکر پہلا لشکر مقابلے کے لئے بھیجا ہے اگر اسکو خدا خواستہ گزند پہونچی تو میں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کو کیا موند دکھاؤنگا اور خلیفہ ملکیں سینکے تو کیا کہیں گے پھر اپنے خالدؓ بن لید کو بلایا اور فرمایا کہ اس میدان کے مرد دم ہو چلے بھاڑوں کی ملک کو پہونچو میرے پہلے بھی ارادہ تھی کہ اس جہم پر جا پے مگر میں ابوجہم جہا کے نہ کہہ سکا کہونکہ مجھے یہ خیال آیا شاید ہم جانا پسند نہ کرو اسلئے کہ تمکو خلیفہ ثانی نے امارت سے مغزول کر دیا اور تہداری دل شکنی ہوئی ہے خالدؓ بن لید نے کہا کہ خدا کو واہ ہے مجھے خلیفہ ثانی کا حکم بسر و چشم منظور ہے میری ہرزدشکنی نہ ہوئی میں ہرقت خدا کی راہ میں جان دینے کو تیار ہوں آپ تو ہمیں بڑے بزرگ و بلند مرتبہ آدمی ہیں اگر خلیفہ ثانی ایک طفل فوج کو امیر لشکر بنا کر بھیجیں تو اسکی ناکھی میں بھی میں سے ہی سلام کی خدمت کر دل جیسا کہ اسوقت تک کرتا رہا ہوں جس شخص ہر جنگ کے موقع پر یہی خواہش ہو کہ کس طرح اسکو شہادت نصیب ہے جائے وہ امارت اور سرداری کا کب خیال کر سکتا ہے حضرت ابو عبیدہؓ یسنا بہت خوش ہوئے اور حلو دیکر وہ اپنا لشکر جو عراق سے لائے تھے اپنے ہمراہ لیکر ابی القدس جا میں حضرت خالدؓ کی خدمت اپنے خیمے میں گئے اور صلح ہو کر اپنا سیاہ علم جسکا نام رائتہ العقیاب تھا ہاتھ میں لیا اور اپنے لشکر کو جو لشکر زحف نام سے موسوم تھا تیار کر کے اپنے ہمراہ لیا اور ابی القدس کی طرف روانہ ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ

انہما تم قیس اور قریش بھی انہیں کا لقب تھا یہ ایک روز سوئے تھے کسی نے بجا ریا نصر تھکوا اختیار دیا گیا درمیان ملک ہری باطنی اور غریبی کے نصر لے کہا۔ کلا یا رب قد اخذت ما یبقی لک لک
قریش ایک جانور بزرگ ہے دریا میں مچھلی کھایا کرتا ہے اور اسکو کوئی نہیں کھاتا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

نصر



نوی ابن غالب کی والدہ ہیں۔

نے باوجود اپنی کم جمعیت دشمن کی ہزار ہا فوج جوار پر حملہ کر کے کشتوں کے پستے لوٹ ڈالا اور شجاعت ہاشمی کی داد دی بالآخر کثرت ہجوم اہل شام نے عبد اللہ بن جعفر کو گھیر لیا اور مسلمان اپنی جانوں سے یا یوں کہے تھے کیونکہ کثرت قتل و قاتل سے انکے بازو تھک چکے تھے اور دن بھی غروب کے قریب تھا کہ خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کے عین وقت پر لڑائی کے موقع پر پہنچ گئے اور اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے میدان جنگ میں اتر آئے۔ عبد اللہ بن جعفرؓ اس وقت سخت حالت پہنچ چکے تھے اور قریب تھا کہ وہ معاہدہ اپنے گھوڑے کے گریز میں لیکن ضرار بن زور کے آنے سے آپ کو خوشی ہوئی اور نعرہ بلند کیا کہ مسلمانوں خالد بن ولیدؓ کو پہنچے ہیں تھوڑی دیر اور استقامت کرو مسلمانوں کی قلیل جماعت کو جوش ملی دیا جائے تھے خالد بن ولیدؓ اور انکے ہمراہیوں کی آمد سے وہ پیا ہوئے ہوئے دیر کو پہنچ گئے۔ اور کم طرابلس و اتفاقا وہاں بقیع تھا میدان میں مرا یا شیران اسلام دل توڑ کر مقابلہ کیا اور گھسان لائی گئے بعد اسلام کی فتح ہوئی۔ خالد بن ولیدؓ اور عبد اللہ بن جعفرؓ منظر و منظر ہو کر مع مال غنیمت اور قیدیوں کے حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس واپس آئے تو انکو بہت خوشی حاصل ہوئی اور اللہ کا شکر بجا لایا کیونکہ انکو اس بات کی بڑی فکرت تھی کہ اگر خدا نخواستہ مسلمان شہید ہو تو خلیفہ ثانی کو کیا جواب دینے کے لئے انکی نیک نیتی اچھا پھل لائی اور انکی پریشانی دفع ہوئی کیونکہ انکی امامت ابتدائی واقعہ تھا۔ ۵۸ھ

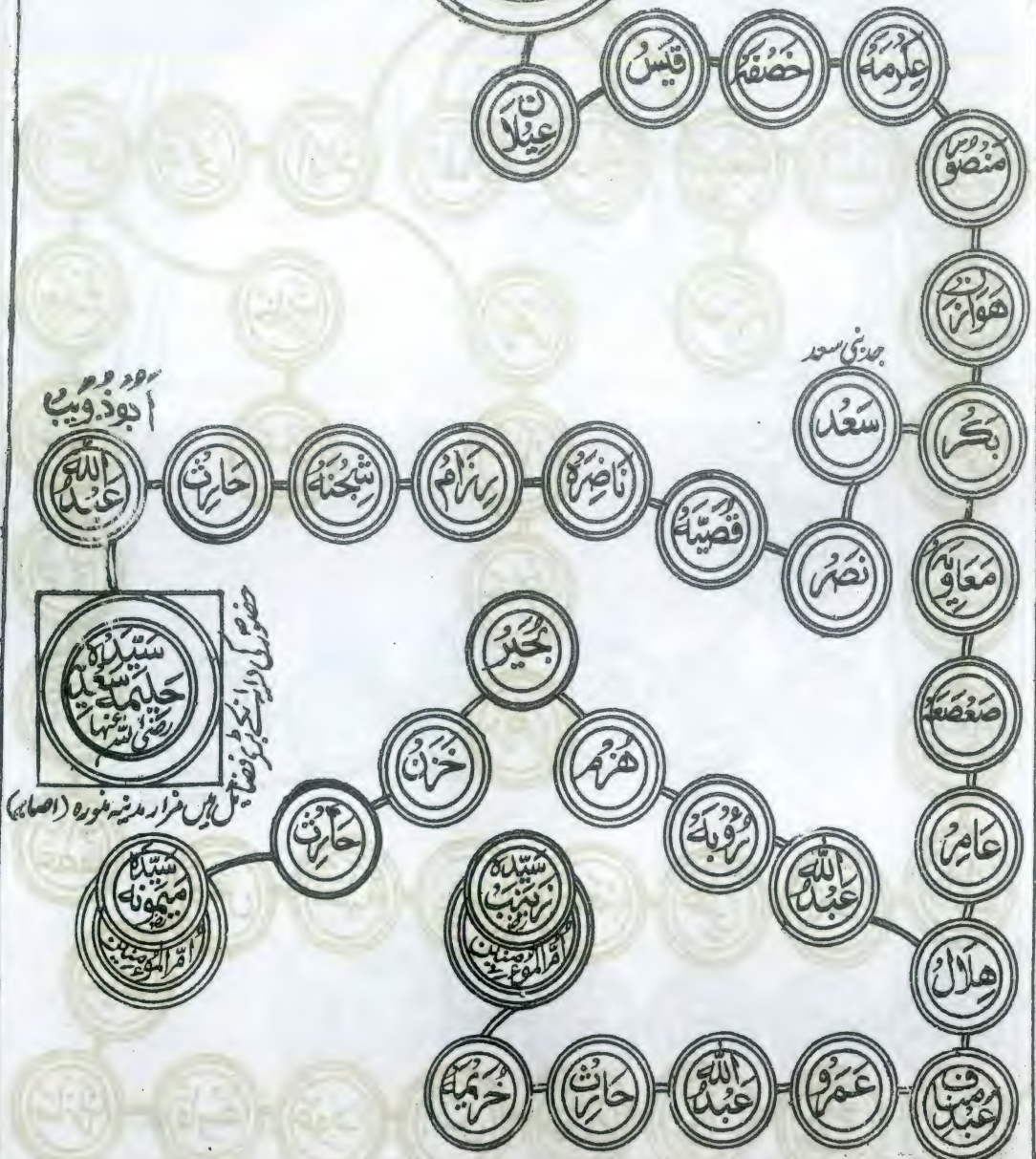
الیاس میں انعام تیری ہے اسکے نفی معنی نانا امید ہونے کے ہیں انکے والدین اولاد نانا امید اور یاروسن ہو تھے بڑا بچے میں یہ پیدا ہوا ہے
 انکا نام الیاس لکھا گیا جب بالغ ہوئے تو انہوں نے حضرت
 عیسیٰ پر ہرگز گاری دانستندی کی وجہ سے لوگ ان کے پیغمبر اور
 فرما نہ رہے۔ الیاس حضرت یونس کی سنت سواقی میں ہوئے ہیں

الِیَاسُ



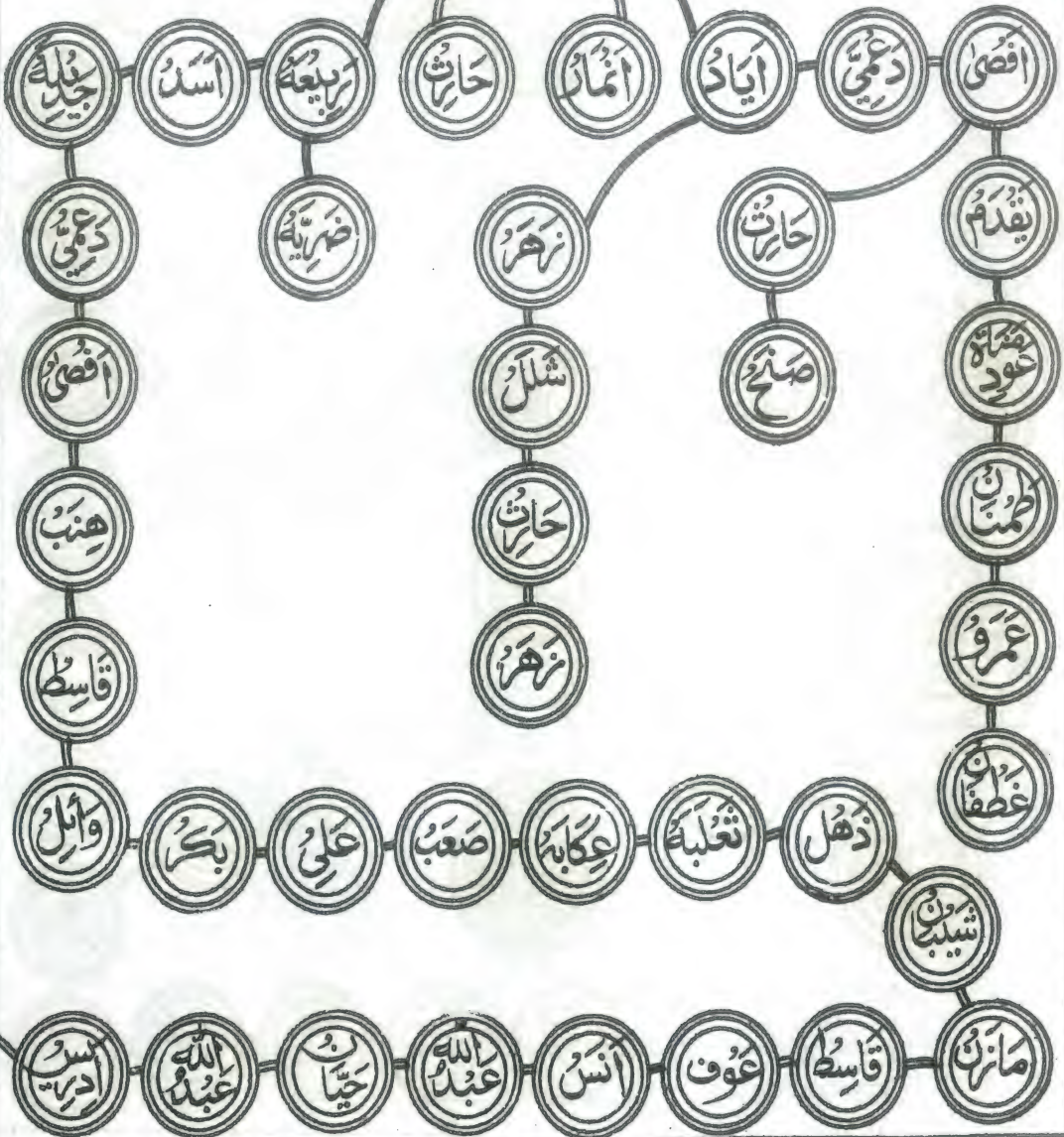
پہلے خاتمہ میں اونٹ کی قربانی اپنے کی ہے۔ سب کی بیماری فوت ہے۔ (روضۃ الاجاب)
مضراہی وجہ سے نہایت برا بھی کہہ رہی ہے۔ دوسری جہاں سنت پرانی
کے طریقے پر سچے مسلمان چنانچہ ہمارا خاتمہ اور محمد رسول اللہ کا فرمان کہ مضر کو گالی نہ دو کی نکتہ مسلمان سمجھے۔

مَضَر



نزار کی کیفیت اور بیعت جب یہ پیدا ہوئے تو ان کے والد نزار اونٹ بن کر کے غوا اور مسالہ کیں کھلائے اور سوجہ غلوں کو دست و قبضہ خرچ کہنے لگی اس کے جواب میں ان کے والد نے کہا اِنَّ هَذِهِ كُلُّهَا نَسْرٌ
برکات محمدیہ کی پیشانی سے ہو رہے تھے۔ (موہب)

نزار



معد انکی کنیت ابو قضاہ ہے لفظ معد یعنی ترمیوہ چونکہ نہایت خوشرو اور ہر وقت ہیشاش بشاش تھوتا نہ معلوم ہوا تھے اسلئے انکا نام معد ہو گیا اور انکے شتر بٹھے دیکھے انہاجملہ چاہئے جو نہایت دیر
ضحاک چالیس ہزار فوج جبرائیل کی سربراہی حملہ آور ہوا
فراسوق کے بنی سے استغنا نیک اور بنی عدنان کے
اور بہادر بہت مشہور ہیں قضاہ فیض بابا۔ نزار۔ انیس
اور ایک فریق بانی اور قبیلہ السیف یہودیوں کو پٹلایا بنی اسرائیل
خسین عابدی خواستگار رہی ہوئی بنی وقت نے قلعہ

ہو کر جاہک بدو عا کر لکن جناباری سے وحی
اور گذر کر وینو کہ تمام انبیا ص

نازل ہوئی کہ اس جہاد سے دست بردار ہو جاؤ
نہی عدنان کی اولاد میں ہو گئے



جذبی تغلب جذبی و بره

یہ خط نور علی علیہ السلام

نہ خط استد ملیک

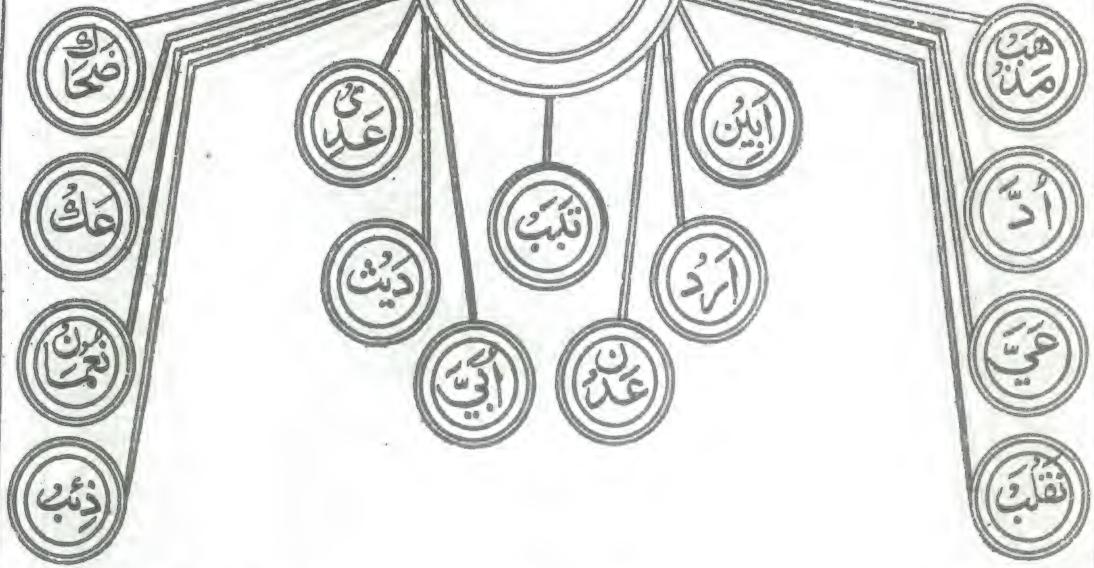


امام المحدثين رئيس الفقهاء والمحققين حضرت امام احمد بن حنبل رحمه الله عليه السبع ولادته ما ربيع الاول سنة ١٦٢ هـ بمقام بغداد يوم الاثنين

منقول ہے کہ عدنان یہودیوں کے عدوتوں میں ایک نہیں کیلے جاتے تھے
انکو گھیر لیا دیر تک مقابلہ کرتے رہے بالآخر انکا گھوڑا زخمی
اکٹھا کر لیا بلکہ بہار پر چڑھ کر انکو ستانے اور باندھ دینے میں
ایک ٹیٹھ نمودار ہوا اور عدنان کو کسی بلند تر جگہ پر بٹھایا

۴۰ اُنکے حق میں دعا مقبول نہوگی۔ (روضۃ الاجاب)
یہودی آپیکے پیچھے ہوا اور ایک مقام میں وہ ہاروں کے دریاں
ہو کر گر پڑا آپ بہار پر چڑھ گئے تیرروں نے اسے بھی
اکوٹا ہی نہ کی عاجز اگر قافروں کی جناب میں الجھا لی غیبت

عَدْنَان



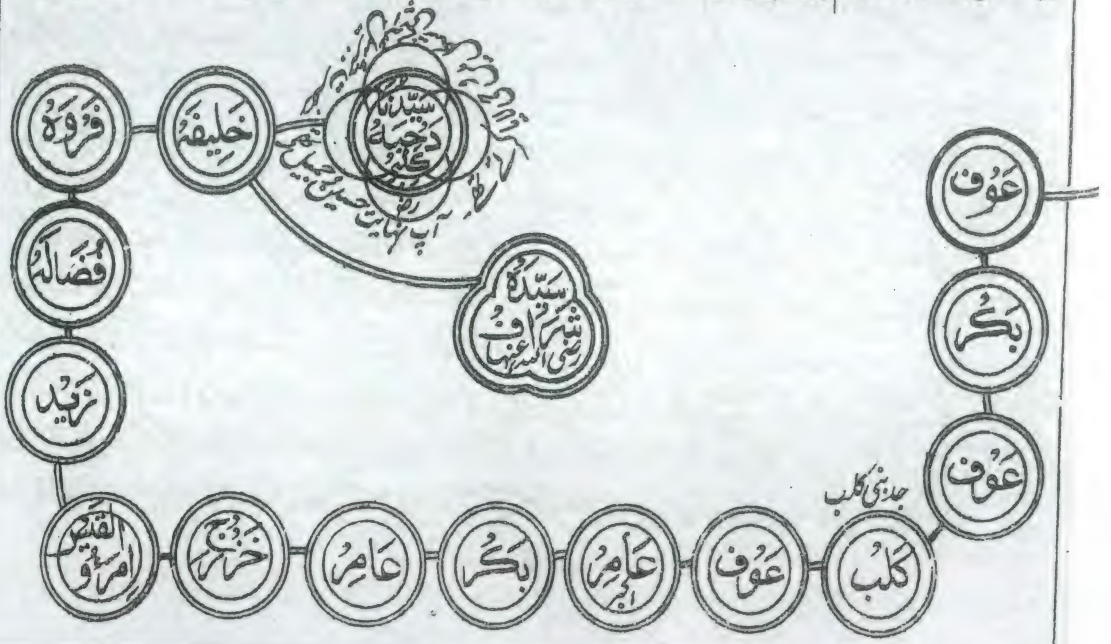
۴۱ میں ٹی امام شافعی کی صحبت میں رہے۔ حضرت امام شافعی کو آپکے ساتھ بڑی خصوصیت تھی۔ آپ جسوقت بغداد مصر کو گئے تھے امام احمد بن حنبل کی



امواہب روضۃ الاجانب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے سالہ سردار الخون میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ بیان فرمایا۔ یہاں تک علم
محدثین کا اتفاق ہے لیکن ان سے اوپر سلسلہ میں دم علیہ السلام
تک صحت چار واسطے بیان کئے ہیں اور بعض چالیس
آدم علیہ السلام تک اختلاف عظیم ہے۔ خود حضور خلیل



نسبت فرمایا کہ بنو ادیم امام احمد خلیل ساقی اور پرہیزگار سمجھ و اچھوڑ کر جاتا ہوں۔ ایک حرم و احیاط اور تقویٰ فقہاء میں عام طور پر ہوتا ہے
جو شخص اسے کوئی مسئلہ پوچھتا اگر وہ مسئلہ معاملے کا ہوتا تو اسے اب دے اور اگر وہ مسئلہ حقائق سے ہوتا تو آپ اس سے فرماتے کہ بشرحانی کے پاس
جاؤ حضرت امام احمد خلیل نے فرمایا کہ میں نے خدا تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھ پر ایک وارہ خوف کا کھول دے جب مجھ میں ایسا خوف نہ تھا
کہ مجھے اس بات کا خوف نہ تھا کہ ایسا ہو میری عقل نائل ہو جاوے اور میں لوٹا نہ ہو جاؤں۔ اور آپ نے فرمایا کہ میں خدا سے دعا کی کہ الہی مجھے یہ اقرب نسبی
وجہ افضل ہو گا فرمایا کہ میرا کلام یعنی قرآن مجید کی تلاوت کہتے ہیں گوں نے آپ پر چھا کہ اخلاص کیا ہے آپ فرمایا کہ اعمال کی اقول ہو چھوڑو



تو عدنان تو قہماتے اور ارشاد فرما کذباً لئلا یؤن مافوق العدن ان یعنی عدنان سے اوپر بیان کیوئے جھوٹے حضرت
فرماتے ہیں کہ میں اپنا سچو نسب تک یاد کیا ہے اسے پہلے
ہم کو کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو عدنان بیان اور پر کے
وسلم کا ارشاد فیض بنیاد اس طرح پر ہے تو حضور اور



ہے اور وہ کیونکر قابل اعتبار ہو سکتی ہے لیکن یہ ضرور ہے
اسماء ہیں وہ مورخین لکھتے چلے آئے ہیں صحت اور تعین
اہل سید اور جملہ مورخین اسے شریف ہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت
شیخ علیہ السلام رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد ہیں ہم اسوجہ ہم اذو سے قید تاریکی میں انی اشخاص کا تذکرہ غیر ضروری
خیال کر کے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا حال سرج کرتے ہیں جبکہ اسم گرامی صفحہ ۶۸ پر آئے گا۔

تو بوجھ کہ توکل کیا ہے اپنے فرمایا کہ خدا تعالیٰ پر مضبوط بھروسہ کرنا۔ بوجھ کہ رضا کیا ہے اپنے فرمایا کہ اپنے جملہ کاروبار خدا تعالیٰ کو سونپنا۔ بوجھ
کہ نجات کیا ہے اپنے فرمایا کہ یہ بشر حانی سے بوجھنا چاہیے کیونکہ جب تک زندہ ہیں میں اسکا جواب و تکا۔ بوجھ کہ زہد کیا ہے اپنے فرمایا کہ زہد
میں کم کا ہے ایک تو ترک حرام اور یہ زہد عام ہے دوسرے ترک فزنی از حلال یعنی حلال میں بھی حرص یا تکی کی نکتہ اور یہ ہر خواص ہے اور ہر
اس چیز کا ترک کرنا جو چیز حق تعالیٰ کی طرف سے عافیل بناد اور یہ زہد عام فزول ہے۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت یونس کیوں گئے بارے میں مجھ میں توکل
پر بیٹھے ہیں تو علم میں کیا فرماتے ہیں اپنے فرمایا تم غلطی کرتے ہو وہ سچا علم نہیں ہیں تو علم ہی نے بٹھایا ہے توکل نے کہا کہ حضرت ان صوفیوں
کی عمت روٹی کے ٹکڑے پر مصروف ہے اپنے فرمایا کہ میں نہیں سنا روئے زمین پر کسی قوم کو کہ ان صوفیوں سے بھی زیادہ بہت والی ہو کہ
روٹی کے ٹکڑے کی بھی تازہ روزہ رکھتی ہو جب تک وفا کا وقت نزدیک ہو تو آپ کے جسم مبارک واقعہ ضرب کی وجہ سے جو زخم موجود تھے انکی سخت تکلیف
ہوئی آپ اس حالت میں صبر و تحمل کی بنا پر ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے اور زبان بالکل خاموش تھی آپ کے صاحبزادے دریافت کیا کہ حضرت
ابکی کیا حالت ہے فرمایا کہ وقت بڑا نازک ہے جواب کا وقت نہیں عا سے مدد کرتے رہو کیونکہ حاضرین و دائین بائیں گھر سے ہیں انہیں ایسے کئے
جو سامنے گھر آئے اور اپنے سر پر خاں لڑکا اور کہتا ہے الحمد للہ تو اب جان میرا تھ سے سلا لیکھا اور میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ابھی ہمیں صبح
ایک مہم پائی ہے جو خطر ہے نہ جائے امن یہ کہتے ہی کہتے اپنے جال میں تسلیم کی با حلال رو یا روز جمعہ ۱۳ ماہ ربیع الاول ابیہ ان
سلا تھ اور بخداد کے باب میں فن کیے گئے جب بکا جنازہ لچلے تو بزدلے آئے تھے اور آپ کو آپ کے جنازہ دیکھتے تھے یہ حالت دیکھ کر
دوسرا یہودی اور تاشقین مرستہ ترس مسلمان ہو گئے اور زنا توڑ ڈالے اور باوا زیندہ لکھ لا لا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر کہہ کر حق تعالیٰ نے
اس وز چار تو مولیٰ بیج والہ نصیب کیا تھا ایک مسلمان دوسرے پرندے سے یہودی چوتھے ترسا (ابن خلکان النوار الاذکیا)

تو بوجھ کہ توکل کیا ہے اپنے فرمایا کہ خدا تعالیٰ پر مضبوط بھروسہ کرنا۔ بوجھ کہ رضا کیا ہے اپنے فرمایا کہ اپنے جملہ کاروبار خدا تعالیٰ کو سونپنا۔ بوجھ کہ نجات کیا ہے اپنے فرمایا کہ یہ بشر حانی سے بوجھنا چاہیے کیونکہ جب تک زندہ ہیں میں اسکا جواب و تکا۔ بوجھ کہ زہد کیا ہے اپنے فرمایا کہ زہد میں کم کا ہے ایک تو ترک حرام اور یہ زہد عام ہے دوسرے ترک فزنی از حلال یعنی حلال میں بھی حرص یا تکی کی نکتہ اور یہ ہر خواص ہے اور ہر اس چیز کا ترک کرنا جو چیز حق تعالیٰ کی طرف سے عافیل بناد اور یہ زہد عام فزول ہے۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت یونس کیوں گئے بارے میں مجھ میں توکل پر بیٹھے ہیں تو علم میں کیا فرماتے ہیں اپنے فرمایا تم غلطی کرتے ہو وہ سچا علم نہیں ہیں تو علم ہی نے بٹھایا ہے توکل نے کہا کہ حضرت ان صوفیوں کی عمت روٹی کے ٹکڑے پر مصروف ہے اپنے فرمایا کہ میں نہیں سنا روئے زمین پر کسی قوم کو کہ ان صوفیوں سے بھی زیادہ بہت والی ہو کہ روٹی کے ٹکڑے کی بھی تازہ روزہ رکھتی ہو جب تک وفا کا وقت نزدیک ہو تو آپ کے جسم مبارک واقعہ ضرب کی وجہ سے جو زخم موجود تھے انکی سخت تکلیف ہوئی آپ اس حالت میں صبر و تحمل کی بنا پر ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے اور زبان بالکل خاموش تھی آپ کے صاحبزادے دریافت کیا کہ حضرت ابکی کیا حالت ہے فرمایا کہ وقت بڑا نازک ہے جواب کا وقت نہیں عا سے مدد کرتے رہو کیونکہ حاضرین و دائین بائیں گھر سے ہیں انہیں ایسے کئے جو سامنے گھر آئے اور اپنے سر پر خاں لڑکا اور کہتا ہے الحمد للہ تو اب جان میرا تھ سے سلا لیکھا اور میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ابھی ہمیں صبح ایک مہم پائی ہے جو خطر ہے نہ جائے امن یہ کہتے ہی کہتے اپنے جال میں تسلیم کی با حلال رو یا روز جمعہ ۱۳ ماہ ربیع الاول ابیہ ان سلا تھ اور بخداد کے باب میں فن کیے گئے جب بکا جنازہ لچلے تو بزدلے آئے تھے اور آپ کو آپ کے جنازہ دیکھتے تھے یہ حالت دیکھ کر دوسرا یہودی اور تاشقین مرستہ ترس مسلمان ہو گئے اور زنا توڑ ڈالے اور باوا زیندہ لکھ لا لا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر کہہ کر حق تعالیٰ نے اس وز چار تو مولیٰ بیج والہ نصیب کیا تھا ایک مسلمان دوسرے پرندے سے یہودی چوتھے ترسا (ابن خلکان النوار الاذکیا)

حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلف اکبر ہیں حاجت مقرر بعد رسوین حضرت سارہ ابراہیم علیہ السلام کو ہاجرہ سے نکاح کر لینی، جازدی (ہاجرہ) کی نسبت جو عام لوگوں کا خیال (ہاجرہ) ہے یہیوں بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں اور یہیوں



ہوا وہ بھی شخص اسکی عہد حکومت میں ابراہیم فلسطین اپنی حکمت عملی اور دشمنی سے داخل ہو کر رقبہ رقبہ مصر کا بادشاہ بن بیٹھا تھا حضرت سارہ انکی پہلی بی بی نے اس امید پر جازدی کہ شاید اللہ جل شانہ انہیں سے کوئی لڑکا رحمت فرمائے کیونکہ سارہ ان زیادہ عمر ہونے سے اولاد کی طرف ناامید ہو چکی تھیں جب ابراہیم علیہ السلام ہاجرہ عقد کیا تو انکی چھپاسی برس کی عمر میں موت نکلتا ہے ابراہیم علیہ السلام سے ۳۱۸ سال میں ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے سارہ کو بعد اسکے عورت نے اس بات پر مجبور کیا کہ انہوں نے ہاجرہ نکالنے کا ابراہیم علیہ السلام پر باؤ ڈالا۔ ابراہیم کو سخت تردد کا سامنا ہوا اللہ جل شانہ نے تسلی دی اور ارشاد کیا کہ سارہ کی اس بار میں حیا کر لو اس ابراہیم سارہ کے کہنے سے ہاجرہ اور اسماعیل کو ایک خیر بر سوار کر کے کچھ تھوڑا سا زادہ لیکر روانہ ہوا اور جناب باری کے حکم سے زمین کے سطح مقام زمزم میں ٹھہر کر وہاں ابراہیم کی ہاجرہ کو جسٹ کر کے پر ہاجرہ نے کعبہ کو ابراہیم علیہ السلام سے کہا مَن اَمَرَكَ اَنْ تَتْرَكَ اِيَّاهُ خَدِي لَيْسَ فِيهَا رَحٌ وَلَا مَاءٌ (کس تمکو یہ حکم دیا ہے کہ تم کعبہ کی منی میں چھوڑ جاؤ جہاں کوئی درخت اور پانی ہے) ابراہیم نے کہا اَمَرَني رَبِّي (میرے خدا نے حکم دیا ہے) ہاجرہ نے جواب دیا فَإِنَّكَ لَنْ تَضِيْعَنَا (رویشک تمکو ضائع نہ کرے گا) اور خاموش ہو کر بیٹھ گئیں ابراہیم نے بوقت میرزا نسا کا بشیرت بالفات بدست مضرطہ یاد دعا فرمائی اِنَّا اِنَّا اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْحَرَامِ تَبَرَأَ لِيَقِيْعُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ (اے رب میں نے اپنی ایک سا اولاد بسائی ہے ایسے میدان میں جہاں کھیتی نہیں ہے میرے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے کایم رکھیں تا کہ لوگوں کو کھانے کی طرف مائل کرے اور انکو روزی و میسر دے شاید وہ شکر کریں) اللہ جل شانہ نے اپنی یہ دعا قبول فرمائی ابراہیم علیہ السلام کے چلے جانے بعد بی بی ہاجرہ اور اسماعیل دونوں ماٹے تنہا رہ گئے ایک شے زمین اسی دن وہ پانی خم ہو گیا جسکو روانگی کے وقت جناب ابراہیم اپنے ہمراہ لائے تھے اور اسماعیل کو غلبہ تشنگی نے قیاب کیا ہاجرہ قیاب پر نشان بھی تو بانی کی تلاش میں وہ صفار چڑھ جاتی تھیں جبے ہاٹنی کا کچھ نشان ملتا تھا تو اسی پریشانی حالت میں وہ کی چوٹی پر پہنچ جاتی تھیں انکے سات مرتبہ صفار مردہ اور مردہ صفائی چوٹیوں پر اٹھ گئیں پھر اٹھواں بار شروع ہونے لگا پھر اسنے پیکر شیر خوار بچے کے رونے کی آواز سن کر دوڑائیں اسماعیل اسوقت رو رہے تھے اور زمین پر پاؤں رستے جسے جس بغایت ابھی چشمہ زمزم ابھی سدی روایت کیجاتی ہے کہ اسماعیل کو ہاجرہ مقام حجر میں چھوڑ گئی تھیں اور انکے لئے ایک لیش بنادیا تھا اور حجر میں نے اگر ہاجرہ کے بعد چشمہ کھول دیا تھا۔ اور انہوں نے جاکر ہاجرہ کو اس آگاہ کیا اور یہ بتلایا کہ اسی چشمہ سے اللہ کے جہان سیراب ہوا اور تھوڑے دنوں میں اس لٹ کے کا باب اٹھکا اور دنوں میں اللہ تعالیٰ کا کعبہ بنائے پھر حرم کا ایک گروہ دیا انکے ان بیت اسطے گزے نشیبی کہ میں قیام کیا چوٹیوں اڑتے ہوئے کھکیرہ تعجب کہنے لگے اس دی میں پانی نہیں ہے چڑیاں کیوں رہی ہیں چند لوگ سن جتے میں ٹھکر چلے اور مقام حجر میں ہو چکے ایک رات اور ایک بچہ اور چشمہ کو دیکھا اور وہاں ان سب نے قیام کیا اسوقت ابھی عمر دو سال کی تھی۔ الغرض ہاجرہ دوڑ کر اسماعیل کو جب کیا اور اس ملتے ہوئے پانی کو چاروں طرف مٹی کی ایک میڈ بنی ماندہ دی۔ حضرت اکبر بوقت مذکورہ فرماتے تھے میں حَمَّہَا اللہ لَوْ تَرَ كَمَا كَانَتْ عَيْنَا سَابِحَتَا (اللہ ہاجرہ

درمیان

پر رحم کرے۔ اگر وہ اس کو بھی اجبور نہیں دیکھتا کہ جہنم جا رہا ہے اور پانی کے روکتے میں مائی جاتی تھیں مزم کے معنی ٹھہرنے کے لیے اس واسطے
چاہہ مزم کے نام کی نواں شہر ہو گیا جسے زمرین حجاج
حضرت ہاجرہ کی اجازت یہاں سر کرنے لگے اور مگر وہ



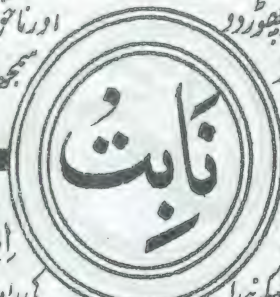
پرورش پائی جو ان کے چہرہ اور زبان کی سیکی بھی بنی جہنم اپنے
سے ثابت ہے کہ اسمعیل کی والدہ ہاجرہ کا ان کی پندرہ برس
بچے جانے پر تیار ہو گئے تھے جسے بنی جہنم نے آپس میں صلاح مشورہ کر کے ان کو اس بارادہ روکا اور عمارت سعید بن مساب بن اخیل سے ایک کتا کھ کر دیا
جیسا کہ مذکور ہوا اور آپ مکہ مکرمہ بدستور منیم رہے۔ حضرت ابراہیم جیسے پہلے آئے رہتے تھے بی بی سارہ اجازت لیکر مکہ مکرمہ آئے تو سیدہ فاطمہ
ہاجرہ کا انتقال ہو چکا اور اسمعیل شکاریں مصروف تھے۔ صرف آپ کی بی بی کھڑی موجود تھیں۔ ابراہیم نے عمارت بھی چند بائیں دریافت فرمائیں کہ تم
کوئی ہو اسمعیل کہاں گیا؟ ہاجرہ کا انتقال ہوا، عمارت کچھ اتنی ترش روئی سے جواب دیا کہ ابراہیم انکی کج خلقی سے پریشان ہو گئے اور روانہ کی گئی
کہہ گئے۔ اسمعیل آئیں تو کہہ دینا کہ اپنے گھر کا دروازہ تبدیل کرو۔ ابراہیم کے چلے جانیکے بعد جسوقت اسمعیل شکار گاہ سے واپس آئے اور عمارہ
نے کل واقعہ بیان کئے اور یہ ظاہر کیا کہ اس پر مردہ کھاسے کہ تم اپنے گھر کا دروازہ بدل دو اسمعیل نے عمارت کو کہا وہ میرا باپ تھے وہ مجھ کو
ہدایت کرتے ہیں میں ملو طلاق و بدول اسوجہ سے اب میں تم سے علیحدگی اختیار کرتا ہوں۔ عمارہ طلاق کے بعد اسمعیل نے سیدہ بنت مضاف
بن عمرو جہمی سے عقد کیا ایک حد کے بعد پھر ابراہیم قیسری بار سارہ اجازت لیکر اسمعیل کے دیکھنے کو آئے اسمعیل اتفاق سے اس من بھی موجود
تھے۔ سیدہ بنت مضاف بہت خوشی سے استقبال کیا پانی گرم کر کے وضو کرایا دودھ گوشت جو کچھ اسوقت موجود تھا بطریق طریش کیا اور
معدرت کی یہاں گہول غیر نہیں پیدا ہوتے مملوک بھی دودھ اور خرابا اور شکاری گوشت کھا کر گذران گئے ہیں۔ ابراہیم بہت خوش ہوئے اور
دعا برکت کی۔ سیدہ ہر خیر دوا لیکر مکہ مکرمہ آ گئے تھے بی بی سارہ کی ٹھہرنے کی توجہ تھی تھی خواہ مخواہ سیدہ رخصت ہو کر شام کی طرف روانہ
ہوئے اور وقت کوئی فرمائے کہ جب تمہارا شوہر آوے تو میرا سلام کہنا اور یہ کہہ دینا کہ اب تمہارا مکان دروازہ اچھا نہیں پسند کیا اب اس کو
کبھی تبدیل کرنا۔ اسمعیل جسوقت شکار لے گیا وہاں آئے سیدہ کمال تعظیم سے ابراہیم کا نام بتلایا اور کل جبر الفظ بلفظ کہہ سنایا اسمعیل نے سن کر دیا
کہ وہ میرا باپ تھے مجھ کو ہدایت کرتے ہیں میں ملو کبھی جدا نہ کروں۔

اسمعیل

واقعہ قرآن

سرزمین عرب میں مکہ مکرمہ کی آبادی آپ کی خصوصیات میں سے ہے اور آپ کے واقعات سے قرآنی کا واقعہ عجیب و غریب ہے آپ سن شہر کے قریب
یا بقول بعض آپ کی دس سال کی عمر ہی پر حال جب آپ سجدہ اور چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بزرگ خوار و خجل و حقارت
وجہی لڑکے کے ذریعہ کہہ کر حکم ہوا اور حضرت ابراہیم کو کوڑے سے تعین ہو گیا کہ چمک اٹھیں ہے و ستو شیطانی نہیں تو اپنے حضرت اسمعیل سے کہا
کہ یہی اور تیرا بھائی ہے اس بہاری کی طرف آؤ تاکہ لکڑیاں لٹ لائیں اسمعیل نے سنتے ہی سی اور تیرا لکڑیاں لٹ کے پیچھے پیچھے چلے شیطان کو فکر
دامگیر ہوتی کہ کسی طرح آپس کسی کو اس راہ سے پھیر دینا چاہئے اور اس خیال سے پہلے اسمعیل کے پاس ایک بوزھے آدمی کی شکل میں شیطان
ہو کر آیا اور کہنے لگا۔ تم جانتے ہو کہ تمہارا باپ کہاں اور کھائے لے جا رہا ہے اسمعیل نے فرمایا ہاں اس بہاری پر لکڑی کے لئے ہموک لئے
جا رہے ہیں شیطان افسوس اور حسرت آمیز تھا کہ ہوں سے دیکھ کر لولا۔ دانشم بھی گستاخ بھولے ہو کر صاحبزادہ کو دیکھ کر کھینچے لگے جاتے ہیں
اسمعیل نے دریافت کیا وہ مجھ کو کیوں لڑکھوئے؟ لکڑی کے لئے زیادہ کوئی اور شفیق نہیں سمجھا شیطان کہا ابراہیم کو یہ خیال
پیدا ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم صادر فرمایا ہے۔ اسمعیل نے کمال بے اعتنائی سے فرمایا اگر ایسا ہی ہے تو مجھ کو بسرو کیم منظور ہے

شیطان سنکر خاموش ہو گیا پھر اسکو سمیٹنے سے باخبر ہو کر جرات نہی سمجھا ابراہیم کے پاس آکر کہنے لگا کیوں بڑا صاحب خصال میں بھلا خدا کو کیا غرض ہے کہ وہ لڑکے کے فوج کو نیکو کہے تم اس حال کو چھوڑ دو
مجھ کو بہکانے آیا ہے چل دور ہو یہ بائیں کئی دان کو



ابراہیم نے کچھ دور آگے چل کر اسمعیل سے کہا یا نبی
توئی (اے میرے بیٹے) میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھ کو خدا
بھی چونکہ صلت نبوت سے فرزانہ ہوں والے تھے بے مائل ہوں اٹھے یا نبی افعَلْ مَا تَوْفَّرُ سَجْدًا فِيْ اَنْشَاءِ اللّٰهِ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ
(اے باپ جبریلؑ تم مانگو گئے ہو وہ کرو مجھ کو انشاء اللہ تعالیٰ صابر باؤ گئے دونوں باپ بیٹے ہی بائیں پس میں کہنے لگا جو جوق فنا میں اس مقام
پر جہاں اب قربانیاں کیجاں ہیں پہونچے اور ابراہیم چھری لیکر فوج کرتے پر مستعد ہو کر اسمعیل نے گذارش کیا مناسب ہے کہ آپ میرے چہرے کو
زمین کی طرف کر دیجئے اور بائیں آنکھوں کی ٹیٹھانڈی دامن کی سمیٹ لیجئے اتھ پاؤں کو سر سے باندھ دیجئے کہیں ایسا ہو کہ آپ کی نظر فوج
کے وقت میرے چہرے پر پڑے اور آپ کو محبت آجائے اور یہ باعث کمی ثواب یا حکم رب کی تعمیل میں تاخیر کا ہو ابراہیم یہ سنکر بہت خوش ہوا اور دفعہ
الْعَوْنِ اَنْتَ يَا نَبِيَّ عَلٰی اَمْرِ اللّٰهِ (اے میرے بیٹے تو یہی اچھا ہے میں نے خدا کی تعمیل ارشاد میں) کہا ایسا ہی کیا جیسا کہ اسمعیل نے عرض
کیا تھا جسوقت یہ دونوں خدا کے برگزیدہ بن گئے سچے خدا کے حکم کی تعمیل ہو اور ابراہیم نے اسمعیل کو زمین پر لٹا کر چھری کو کلنے پر بھیجا
اسیوقت حکم باری جبریلؑ نے چھری کو لٹ دیا اور خراب باری خدا کی کہتے ہوئے چھری کو خواب میں دیکھا تھا اسکی پوری پوری تعمیل کی یہ بھی
(دوبہ) تمہارا لڑکے کا فدیہ ہے اسکو بچائے اپنے لڑکے کے فوج کرو تم دونوں اپنے اپنے امتحان میں کامیاب ہو روایت عبد اللہ بن عباس
یہ دنیا اس واقعہ سے چالیس برس پہلے جنت میں جبر ہا تھا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال یہی سنت بڑی قربانی کی اصل وجہ ہے اس وقت
اسی طرح جب حضرت ابراہیمؑ کو خانہ کعبہ بنانے کا حکم ہوا اور آپ شام سے جبریلؑ کے ہمراہ مکہ مکرمہ آئے تو اسمعیلؑ اپنے والد بزرگوار کے سیا
تیار ہی بیت اللہ میں مصروف ہو تو ابراہیمؑ جوڑائی کا کام کرتے تھے اور اسمعیلؑ کا رہ اور پھر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے یہ دونوں بزرگ بناتے
وقت اپنے رب کے یہ دعا کر کے چلے گئے تھے رَبَّنَا ثَقِیْلُ مِمَّا اَنْتَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (اے ہمارے رب یہ کام ہمارا قبول کر بیشک
تو سمیع و علیم ہے) جسوقت دیوار کسی قدر بلند ہوئی اور ابراہیمؑ جوڑائی سے مجبور ہو کر ایک پتھر پر کھڑے ہو کر کام کرنے لگے یہ وہی مقام ہے
جسکو اب مقام ابراہیمؑ کہتے ہیں خانہ کعبہ تیار کی گئی قرب تھا کہ ابراہیمؑ نے اسمعیلؑ سے کہا کہ کسی اچھے پتھر کا ٹکڑا لاؤ تاکہ مقام رکن پر
رکھ دوں جس کو لوگوں کو امتیاز بنانی رہے علماء کہتے ہیں پور قیسؑ اور ذی علیؑ کہ میرا پس تمہاری امانت رکھی ہے یہ لو اور بعض کہتے
ہیں جبریلؑ نے حجر اسود کا پتہ بتلایا تھا عرض جو کچھ ہو اسمعیلؑ اس پتھر کو اٹھا لائے اور ابراہیمؑ نے اسکو اٹھا کر مقام رکن پر رکھ دیا
یہی حجر اسود ہے جسکا طواف کیوقت بوسہ لیا جاتا ہے بیت اللہ کے بننے کے بعد ابراہیمؑ حسب حکم باری تعالیٰ مکہ مکرمہ کے نورانی پہا
ر کے بلند چوٹی پر چڑھ گئے اور یہ آواز بلند فرمایا اٰیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَنٰ لَکُمْ مِیْنًا وَدَعَاکُمْ اِلٰی حَجَّہٖ فَاٰجِبُوْہُ (اے
لوگو بیشک اللہ نے تمہارے لئے گھر بنادیا ہے اور تمکو اسکے حج و زیارت کو بلایا ہے پس تم لوگ آؤ اس کے بعد یہ دونوں بزرگ حلال لوگوں
کے جواب پر ایمان لا چکے تھے مقام ایتہ و عرفا کی طرف گئے تھیں پانی کی خانہ کعبہ کا طواف کیا بعد ازاں ابراہیمؑ شام کی طرف چلے گئے
خانہ کعبہ کی زیارت حج کو ہر سال حاجات آئے رہے۔ گو کہ اصل بنا کعبہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہے لیکن اس مقدس بیت اللہ

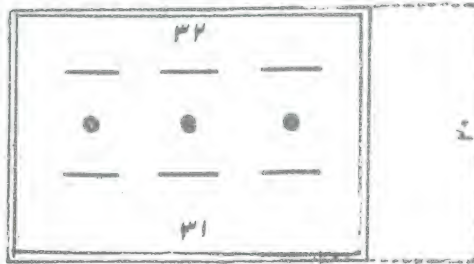
نی
واقعہ ہوا

بناء کعبہ

کی متعدد اوقات میں تعمیر ہوئی ہے چنانچہ علامہ زرقانی فاضل بن اسی سے روایت کرتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کو نوز بلند بنایا تھا چنانچہ دروازہ حجر اسود کرن شاہی تک اسکا طول ۳۲ گز کا تھا اور عرض کہتے ہیں ۱۲ گز کا تھا جانب پشت اسکا طول ۱۸ گز بنی سے



بنیں تھا دروازہ اسکا بالکل زمین سے ملا ہوا تھا کوٹرا اور بازو وائیں جانب ایک کنواں بنادیا تھا اس عرض سے کہ بہت نشہ اس پیمائش کے مطابق جسکا اوپر ذکر کیا گیا ہم خانہ کعبہ کا نقشہ اس مقام پر ثبت کیے دیتے ہیں جس سے اسکی قطع بخوبی سمجھ میں آجائے گی۔ دائیں طرف کا حصہ جو نقطوں سے گھرا ہوا ہے وہ ابراہیم کے وقت میں کعبہ میں داخل تھا لیکن قریش نے تعمیر کو وقت اسکو چھوڑ دیا تھا اور اندر کعبہ کے چوتھے نقطہ مستطیل میں وہ لکڑی کے ستون ہیں جنکو قریش نے قائم کئے تھے اور یہ اب نہیں ہیں اور جو زمین نقطہ مدبر میں ہے ستون عبداللہ بن بکر کے بنائے ہوئے ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔



بنیاء کعبہ

اسمعیل کے انتقال کے بعد بنی جرہم اس خانہ خدا کے متولی ہونے کے زمانے میں ایک پہاڑی نالایا اور کعبہ میں پانی چڑھ گیا کعبہ نہدم ہو گیا تب بنی جرہم نے اسی بنیاد پر کعبہ بنایا جس پر ابراہیم نے تیار کیا تھا اسکے بعد جب عمالقہ نے بنی جرہم کو مغلوب کر دیا اور خانہ کعبہ کے مختار ہو گئے تو غالباً سیلاب ہی کی وجہ سے پھر انہوں نے خانہ کعبہ بنایا۔ یہ عمالقہ عمالقہ اولیٰ نہیں جیسا کہ بعض کا خیال ہے بلکہ بنی جرہم کی نسبت کرنی نہایت نامی ہے اسوقت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام پیدا تک نہیں آئے تھے اسی وجہ سے بعض مورخین نے غلطی سے لکھ دیا ہے کہ بنی جرہم پہلے عمالقہ بنے خانہ کعبہ بنایا ہے حالانکہ یہ روایت بالکل بے اصل ہے اور یہ تعمیر غالباً سنہ عیسوی ایک صدی پیشتر واقع ہوئی تھی۔ پھر انکے بعد قحطی بن گیا نے کعبہ بنایا غالباً اس تعمیر کی وجہ سے سیلاب ہی ہوئی۔ یہ تعمیر جیسا کہ قیاس کیا جاتا ہے دو سو برس قبل از ولادت آنحضرت ہوئی ہے۔ کیونکہ قحطی آنحضرت کی چھٹی پشت میں آئے ہیں اور ستون کو قائم کر کے کعبہ کو مستقیم رکھتے ہوئے بنایا تھا اسکے بعد قریش نے کعبہ کو تعمیر کیا۔ اسوقت آنحضرت پیدا ہو چکے تھے اور پھر چھوٹے ہوئے میں شریک تھے لیکن انہوں نے کعبہ کو نسبت سابق کے درجہ میں نفع کیا اور چھ درجہ ایک باکشت کی کرسی بھی دیدی اور اس پر دروازہ قائم کیا تاکہ سیلاب پانی اندر نہ جائے پائے اور شاید لکڑی کی کمی کی وجہ سے حجر اسود کی طرف چھ درجہ ایک بالشت زمین چھوڑ دی اور اس طرف عرض میں ایک جدید بنیاد کھود کر دیوارچن کی پھر اسلام میں سب سے پہلے عبداللہ بن ربیع اسکی تعمیر فرمائی یہی کی عیسیٰ ابراہیم کی کی تھی لیکن انہوں نے ایک دروازہ جدید جانب مغرب قائم کیا اور بلندی قریش کی بلندی سے بھی بڑھادی یعنی ستائیس درجہ کر دی اور ستون چھت پائے کے لئے بنائے۔ پھر انکے بعد حجاج بن یوسف نے کعبہ کو بنوایا جیسا کہ کتب تواریخ میں ابن و نول کے بنانے کے اسباب و واقعات مذکور ہیں حضرت اسمعیل چونکہ مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر تھے اسواسطے بنی جرہم جنہیں اپنے پرورش پالی تھی اور عمالقہ جو اطراف مکہ مکرمہ میں رہتے تھے اور

اہل یمن باری تعالیٰ نے ان قوم کی طرف پیکر مبعوث کیا انیس کچھ لوگ آپ پر ایمان لائے اور بعض بدستور کفر و کجیاد کے راستے پر رہے۔ ابن اسحق کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل کی عمر ۱۳ برس کی کے درمیان فن کئے گئے (چنانچہ نشان مزار کو کریمہ

قیزار



قیزار حضرت اسماعیل کی اولاد میں اکثر مور میں ممتاز زمانہ۔ ناخ التواریخ میں لکھا ہے کہ حضرت اسحق کے خاندان سے سو عورتوں نے اولاد نکلی اور کسی سے نہ ہوئی اسوجہ نہایت پیچیدہ ہے تھے ایک وزیر اس مقام پر آئے جہاں حضرت اسماعیل کی قربانی کا واقعہ ہوا تھا اور اسے سو گوسفند قربانی اور دعا مانگی کہ ابھی میری قربانی قبول فرما چنانچہ حسب ستور اس مانہ کے آسمان اگل آئی اور سب قربانی کو لکھی۔ الہام ہوا کہ تمہاری قربانی مقبول ہے اس حشری میت ایک رخت کے نیچے سوئے تھے کہ خواب میں ان سے کسی نے کہا کہ نور محمدی سوئے عورتوں میں اور کسی عورت کا ہر ہوگا غاضرہ جرمیہ سے نکل کر تو یہ منشاء حاصل ہو سکتا ہے جب یہ بیدار ہو تو نبی جو ہم میں نور باریام بھیج کر غاضرہ سے نکل گیا اور ان سے حمل رہا یہ اشارہ غیبی سے کنعان کی طرف روانہ ہوا اور اپنی بی بی سے وصیت کی کہ جب وضع حمل کا وقت قریب ہو تو حجر اسماعیل کے پاس خداوند عالم فرزند عاریت کرے گا اسکا نام حمل لکھا جائے پ کنعاں میں حضرت یعقوب کے پاس پہنچے تو اپنے بشارت کی کہ کل غاضرہ کے لڑکا پیدا ہوا ہے کہ الہام ہوا اور ملا کہ اسکی زیارت کو جاتے ہوئے معلوم ہو قیزار اس شخص کی کو سن کر دوسری روز وہاں واپس مکہ مکرمہ کے تو حمل کو دیکھ کر خوش ہو کر جب حمل سن کر کو پہنچے تو قیزار نے انکو جن کو قبیلہ یسجی کہ وصیت کی کہ نور محمدی کی ارحام طاہرہ میں حفاظت کرنا اسکے بعد حمل کو جب جنم لکھنے یہاں تک کہاں ایک شخص ظاہر ہوا اور قیزار سے سلام کے بعد کہا کہ آپ سے جھک کر کچھ باتیں کرنی ہیں اور ایک کان میں کچھ کہا اس طرح آپ کی قبض روح ہوئی حمل نے اس شخص سے کہا کہ میرے پاس ساتھ کیا کیا اور غضبناک ہوا اس شخص غیبی نے جواب دیا کہ اپنے باپ کو اچھی طرح دیکھو زندہ ہے یا مردہ حمل نے دیکھا تو اسکا انتقال ہو چکا تھا پھر یہ سمجھ گئے کہ یہ ملک الموت تھے۔

(ناخ)

عمر ۱۳ سال کی لکھی ہے اور لکھا ہے کہ انہی اولاد اہل توریت کے نزدیک جو یلا سے جنوب برقا اور مراد ہے حضرت اسماعیلؑ کے بعد نابت بن ابراہیمؑ

جو یلا شور قبائل مصر تک انور کی جانب آباد ہو گئی اور شور سے ارض حجاز اور انور سے بلاد موصول و غیر

بیت اللہ کے متولی ہو اور مکہ مکرمہ میں سے ابھاریں

اسماعیل
علیہ السلام

کے ساتھ مقیم رہے مائیکہ انہی مکہ میں سمسار کے اور حجاز پہیل گئے ایسویں حضرت ظہور میں نے صورت اعلیٰ اور

نسل کی اس درجہ ترقی ہوئی کہ ان کے اطراف جوانیش اسماعیلؑ کل عرب کے جو ان کے بعد جدا کمر مانے جانے لگے ہیں ان کے

دُومَا اَدَدُ وَظُورُ مِیْشَا مَاشُ بَسَامُ اَدِیْلُ طَمَا

نَافِیْصُ مِصْبَعُ بَسْمَکَ فِیْدَمَانُ نَافِیْثُ

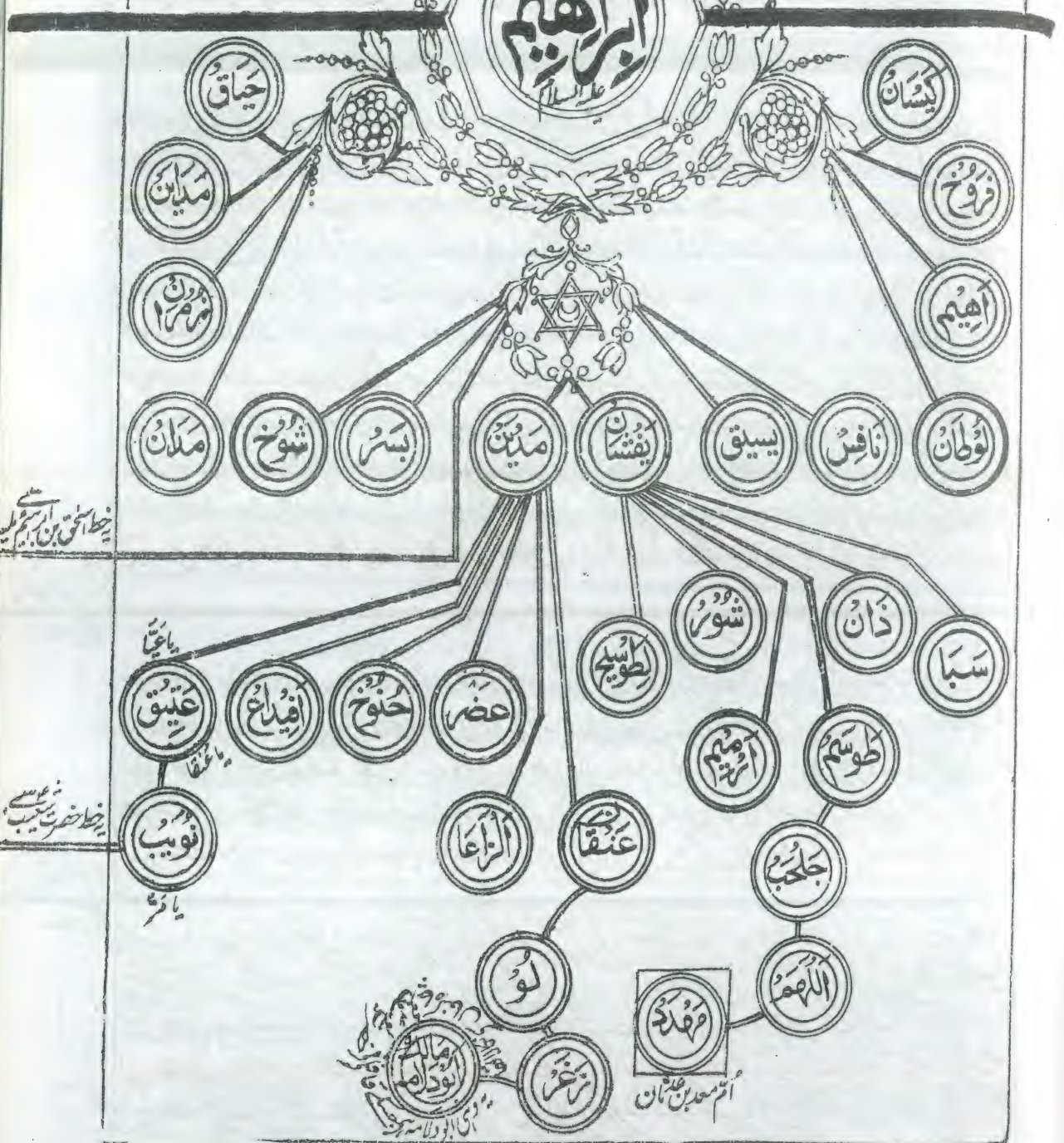
ابن خلدون میں لکھا ہے کہ ابن خلدون میں لکھا ہے کہ ابن خلدون میں لکھا ہے کہ

زوجہ عیصون انہی

متولی بیت اللہ

اولاد اکثر اقوال سے بارہ نابت ہے اس زیادہ میں مختلف اقوال ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔
(ناسخ التواریخ و ابن خلدون)

ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ
 کوہستان بابل قریہ میں نہی۔ اپنی جائے ولادت
 کہ بعض کہتے ہیں ابراہیم اطراف کوسہ (سیرین)
 السلام کی ولادت ۳۳۲۳ ط ۱۷۰۰ م علیہ السلام کی ولادت
 کے بارہ میں میں خیر کا احکام ہے۔ طبری کا قول ہے
 (سواد) میں پیدا ہوا وہی قول بن اسحق کا ہے



خط اسحق بن ابراہیم علیہ

خط حضرت یساک علیہ

کوئی یہ کہتا ہے کہ حران میں پیدا ہوئے تھے اور کسی یہ خیال ہے کہ بابل میں پیدا ہوئے لیکن ماہِ ولادت کے بارہ میں ماہِ سلف اسکے قائل ہیں کہ ابوہریرہ نے مروء بن کعب بن جحش بن سہام کے زمانے میں پیدا ہوا اور کافک بنو نے خبر دی تھی کہ ایک ایسا شخص پیدا ہوا جو درجہ نبی کا خلیفہ ہوگا اور تبوں کو توڑ ڈالے گا مروء نے یہ سنکر ان کو قتل کرنے کا اہم نامے میں عام طور پر حکم دیدیا تھا آپ کی والدہ کو اسوجہ سے بڑی پریشانی رہا کرتی تھی

بالاتر جب آپ کی والدہ کا زمانہ قریب ہوا تو آپ کی والدہ ایک غار میں جا کر پوشیدہ طور پر وضع حمل کیا اور اس غار میں ہی درشن پاتے رہے اور آپ کی والدہ روزانہ وہاں جا کر دودھ پلایا کرتی تھیں اور آپ کی ولادت کا حال ازراہ تاریخ کے باب پوشیدہ تھا اور بعض مومنین کا یہ خیال ہے کہ اگر کوئی آپ کی ولادت کا حال معلوم تھا لیکن غمزدگی کے خوف سے پوشیدہ رکھا حضرت ابراہیم ایک دن میں اس قدر بڑھتے تھے جس قدر اور آپ کے ایک مہینے میں نشوونما پا گئے ہیں۔ تھوڑی دیر میں آپ جوانی کے قریب پہنچ گئے اور اپنے باپ آنرز کے ہمراہ شام کی قوت گڑھے سے نکل کر ویرانے سے مکان کو روانہ ہوئے راستے میں جن جانور ملتا تھا اسکو آپ دریافت کرتے تھے اور ازراہ کہہ دیا کرتا تھا کہ یہ کبھی ہے وہ اور تم اور یہ کائے ہے ابراہیم یہ سن کر دل میں کہتے تھے کہ ان مخلوقات کا کوئی رب (پرورش کرنے والا) ضرور ہے جب رات ہوئی اور آسمان کی طرف آپ نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک ستارہ نظر آیا آپ یہ سمجھا کہ اٹھے **هَذَا رَبِّي** (یہ میرا رب) جب وہ نظروں سے غائب ہو گیا تو آپ فرمانے لگے **لَا أُحِبُّ الْإِفْلَاقِينَ** (میں چھپتا ہوا لوں کو دوست نہیں رکھتا) پھر تھوڑی دیر کے بعد جب ماہتاب کا نور نظر آیا اور اسکو ستارہ سے زیادہ روشن پایا تو پھر بل گئے **هَذَا رَبِّي** جب وہ بھی غائب ہو گیا تو فرمانے لگے **لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ** (یعنی اگر مجھ کو میرا رب ہدایت نہ کرے گا تو بیشک میں بھی گمراہ قوموں میں شامل ہو جاؤں) غرض کہ یہ پہلی رات جو کہ حضرت ابراہیم کو آبادی میں لے کر گئی اور صبح کو آپ اب ہدایت کی تیر روشنی نظر آئی تو آفتاب کو دیکھ کر **هَذَا رَبِّي** **هَذَا كَبَرُهَا** جب شام ہوئی اور آفتاب بھی غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں یہ

ذکر ابراهیم

یہ خط حضرت اسحاق
سے ملیگا

خیال گزر کہ جو متغیر ہے وہ ضرور ہے کہ حادث ہوگا اور جو حادث ہوگا وہ ہرگز قابلِ بوبریت کے نہ ہوگا علاوہ اسکے سببِ خیرِ ظاہر و غائب ہی تو ضروری ہے کہ انکا ظاہر اور غائب کثیر الاکونی اور ہوگا اور وہی قابلِ پرستش اور لائقِ خدائی کے ہوگا اسی وجہ سے آپ نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا انا قوم ربانی بڑی ممتشیر کون (اے قوم میں بری ہوں ان سے جبکہ تم شریک کرتے ہو) اِنی وجہت و سبب بھی للذی فطر السموات و الارض حنیفاً و ما انا من المشرکین زمین نے ان سب کی طرف سے منہ پھیر لیا اور انکی طرف رخ کیا جسے کہ زمین جو آسمان کو پیدا کیا ہے ایک طرف کا ہو کر اور میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو کہ اسکے ساتھ شریک کرتے ہیں ابراہیم

خط شعیب

کھستارہ ماہتاب آفتاب بیکھ بار بار ہذا سرتی کہنا اور پھر اس گزر کر نہا سوچہ تھا کہ آپ اپنے خالی بیچوں کو نہ جانتے تھے یا کہ مشکوک حالت میں تھے جیسا کہ ہمارا من عوی کی شہادت کلام پاک کی یہ تہ کیسی ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُسُودًا فَشَدَّهُ مِنْ قَبْلُ وَكَتَبْنَا لَهُ عَلَافِينَ (اور بیشک ہم نے ابراہیم کو دیا علم و فہم اس سے پہلے کہ وہ بالغ ہوئے اور ہم اس بات کو جانتے تھے کہ وہ اسکا اہل ہے) ہاں یہ اعراض ہو سکتا ہے کہ جیسا کہ علم و فہم پہلے سے دیدار کیا تھا تو پھر کیا وجہ تھی کہ آپ سارہ یا ماہتاب آفتاب دیکھ کر بار بار ہذا سرتی کہہ اٹھتے تھے لیکن ساتویں بارہ کی اس ایک کیسی پر غور کرنے سے یہ شبہ پیدا نہیں ہو سکتا وَلَقَدْ لَكِ نُورِي الْإِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ (اور اس طرح ہم دکھائے گئے ابراہیم کو سلطنت آسمانوں اور زمینوں

سے ملے گا

کی تاکہ اسکو یقین ہو جائے کہ اللہ جل شانہ واحد و خالق ہے۔ ابراہیم نے مدعوں کے خیال کو کسی بظاہر نہ کیا اور راجب اُزربت بنا کر آپ کو فوجت کر نیکی لئے دیتا تھا بے مال بازار میں بٹول کو بیچنے کے واسطے لجاتے تھے اور آواز بلند سے فرماتے تھے مَنْ يَشْتَرِي صَالًا يَصْنَعُ لَهُ وَلَا يَنْفَعُهُ (کون شخص ایسی چیز کو خریدے گا جو کہ نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ نفع) لوگ یہ سنکر متوجع تھے اور انکے پاس نہ

جاتے تھے اور نہ ان بٹول کو خرید کرتے تھے جب ابراہیم ہولی تو آپ نہر کی طرف جا اور بٹول کی گردنیں بکری کی طرح کے پانی میں ڈالتے اور مذاقاً اُتھرتے (بی بی لے لے) کہتے تھے رقمہ رقمہ لوگوں میں یہ باتیں مشہور ہو گئیں کچھ زمانہ تو اسمیں منقضی ہوا کہ لوگ ان باتوں کو انکے بھوکین اور لہو لب پر محمول کرنے رہے لیکن جب خلعت نبوت سے سرفراز ہوئے اور علانیہ توحید اور اللہ کی عبادت اور اسکے سچے دین کی تعلیم و دعوت کرنے لگے اسوقت لوگوں کے کان کھڑے ہو اور آپس میں اکثر مجلسوں میں انکے خلاف مشورہ کرنے لگے سب پہلے جسکو خدا سچے دین پر بلایا وہ آپکا باپ آرتھا لیکن اسکی سمت میں دولت ایمان نہیں تھی اس نے آپکے کہنے پر خیال نہ کیا اللہ جل شانہ نے ان الالات و جوبات کو جو ابراہیم اور انکی قوم میں ہوتے سترھویں پارہ سورہ انبیاء میں اسطرح بیان فرمایا ہے اِذْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَقَوْمُهُ مِمَّا هَذِهِ الْقَوْمِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِمَّا كَفُّوا (جسوقت ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم نامردوں و کفیان اور اسکے ساتھیوں سے کہا کہ یہ کیا صورتیں ہیں جنکی تم مجاورت کرتے ہو) قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عِبَادِينَ (ان لوگوں سے ابراہیم کا وہ اعتراض تو اٹھ نہ سکا تو کھلا کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو انہیں کو پوجتے پایا ہے اسوجہ سے ہم بھی تقلید انکو کرتے ہیں) قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (ابراہیم یہ کھلا ظاہر جواب سنکر بولے کہ جب تم لوگ ان بٹول کو تقلید پوجتے ہو تو کچھ

دعوا اسلام

خط حضرت

سے لیکھا

تم اور تمہارے ابا و اجداد کھلم کھلا گمراہی میں) قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِينَ (اُن بت پرستوں کو ابراہیم کے اس سے کہ تم اور تمہارے ابا و اجداد کھلم کھلا گمراہی میں تھے۔ یہ شبہ پیدا ہوا کہ شاید ذائقہ نہ کہتے ہوں چنانچہ اس خطہ کو ان لوگوں نے ظاہر کر دیا اور گھبرا کر کہنے لگے کہ تم ہمارے پاس ایسی بات لیکر آئے ہو یا کہ مذاق کہہ رہے ہو قال بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ (ابراہیم چونکہ تعلیم و ہدایت کے لئے آئے تھے اسوجہ سے ان لوگوں کے خیال کو کہ آپ نے مذاق نہیں کیا اسطرح رفع فرمایا کہ جنکی تم پرستش کرتے ہو وہ خدا ہیں بلکہ تمہارا رب ہی ہے جسے آسمانوں اور زمین بنایا ہو

خط حضرت

شیخ سے لیکھا

اور میں اسی بات کا قائل ہوں) اس تقریر کے بعد ظاہر وہ لوگ خاموش تو ضرور ہو گئے لیکن ادھر ان لوگوں کو یہ فکر ہوئی کہ ابراہیم کو اپنے خداؤں (بٹول) کی عظمت کھلائی جاتے تاکہ اُسکے خیالات اور خطرات رفع ہو جائیں اور ادھر ابراہیم کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اُن بٹول کی سبکی اور بے بسی ان اندھوں پر شاہد کر دینی چاہیئے تاکہ یہ خدا کو بھولے ہو گمراہ اپنے یہودہ خیال سے باخبریش چنانچہ جب ان لوگوں کے عید کا دن آیا تو یہ لوگ ابراہیم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ابراہیم تم ہمارے خداؤں (بٹول) کو براؤ اور ذلیل کہا کرتے ہو چنانچہ ہم تمکو اپنے خداؤں (بٹول) کا جاہ و جلال دکھلائیں ابراہیم نے ان کو انکی سقیم فطرتیں سمجھا دیں کہہ کر ٹال دیا اور جب یہ لوگ ابراہیم کے پاس ناامید ہو کر جا رہے تھے جناب صوف نے دلی زبان سے فرمایا وَتَاللَّهِ لَا كَيْدَ أَنْصَاكُمْ بَعْدَ أَنْ تَوَكَّلُوا

صُدمِ بَرِّین (اور اللہ کی قسم ہے کہ میں تمہارا نبیوں کا علل کر دینا چاہتا ہوں) ان کلمات کو دو ایک دہرائیں ان سے لیا تھا ابراہیمؑ ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد تنہا میں گئے بہت بڑی زینت اور آرائش نظر آئی ایک بڑا بٹ ایک تکلف تحت پر رکھا ہوا تھا اور اسکے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے بُت مناسب طریقے سے رکھے ہوئے تھے اور پھر اس کے سامنے عمدہ عمدہ کھانے چنے ہوئے تھے پہلے تو اپنے اُن نبیوں

سے تعویضاً فرمایا اَلَا تَاكُلُوْنَ اَمْ لَكُمْ اَعْيُنٌ لَا تَبْصُرُوْنَ (تم لوگ کیوں نہیں کھاتے ہو جب اس کا جواب کچھ نہ ملا تو پھر دوبارہ آپ نے کہا مَا لَكُمْ لَا تَنْظُرُوْنَ (تم لوگ کیوں نہیں دیکھتے تم لوگ نہیں دیکھتے ہو جب اس کا بھی کچھ جواب نہ ملا تو آپ اُن نبیوں کے ٹوٹنے میں مصروف ہو گیا کہ یہ کہیں فرار ہوئے یا بالیقین (پھر متوجہ ہوا پھر راستے دہنے ہاتھ سے بالیقوت تمام) سے مفہوم ہوتا ہے۔ اُس تینانہ میں جس قدر بُت سب کو توڑ ڈالا سو اُس ایک بُت کے کہ جس کے کندھے پر آپ بنا کر رکھ رکھ چلے آئے تھے جس وقت وہ لوگ عید گاہ سے واپس آئے نبیوں کو اس خراب حالت میں دیکھ کر حلاوتھے مَنْ فَعَلَ هَذَا بِالْهَيْتَةِ اِنَّهٗ لَمِنَ الظَّالِمِيْنَ (کس نے یہ کام ہمارے خداؤں یعنی نبیوں کے ساتھ کیا بیشک ظالموں میں سے ہے) ایک نے اُن میں سے کہا کل کا ذکر ہے کہ ایک جوان جس کو لوگ ابراہیمؑ کہتے ہیں اپنی برائیوں کر رہا تھا عجب نہیں کہ یہ فعل اسی کا ہو لوگوں نے اس واقعہ سے غمزداد ہو کر مطلع کیا اسے ابراہیمؑ کو بڑی کڑی جنت اور دہل کے دفعتاً گرفتار کر لیا محبوب سمجھا کہا اچھا اٹھو ہمارے سامنے لاؤ شاید کچھ آدمی شہادت دے سکیں یہ سب لوگ ابراہیمؑ کے پاس گئے اور اٹھو غمزداد کے دربار میں گرفتار کر لائے غمزداد نے دریافت کیا اَنْتَ فَعَلْتَ هَذَا بِالْهَيْتَةِ اَيَا اَهْلِكَ اَمْ اَهْلِكَ (اے ابراہیمؑ کیا تو نے ہمارے خداؤں (نبیوں) کے ساتھ یہ کام کیا ہے) ابراہیمؑ نے اسکے جواب میں صریحاً انکار کیا بلکہ ایسا فرمایا کہ اِن فَعَلَهُ كَيْدُهُمْ هَٰذَا فَاصْبِرْ لَهُمْ اِنْ كَانُوْا يُنْظَرُوْنَ (بلکہ کیا ہے یہ کام ان کے اس بڑے سوائے بوجھ لو اگر وہ بولتے ہوں) ابراہیمؑ کے اس خیال کے ظاہر کر دینے بعض لوگوں نے چہرہ پر غور و تامل کے آثار کیس قدر نمایاں کئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے اِنَّكُمْ اَنْتُمْ الظَّالِمُوْنَ بیشک

اس وقت
سے

تم ہی بے انصاف والوں میں ہو پھر بعد چند کے جو کہ شیطان اُن کی عقل کی آنکھوں پر تاحی شناسی پر دے ڈال دی تھی۔ ابراہیمؑ سے مخاطب ہو کر کہا لَقَدْ عَلِمْتُمْ اَصٰهُوْاۤءٌ يُّنْظَرُوْنَ (بیشک تم کو معلوم ہے کہ یہ بولتے نہیں) اس وجہ سے اُن نبیوں نے دریافت کرنے کو کہتے ہو دیکھو ابراہیمؑ سچ بتاؤ کہ کیا کام تھا ابراہیمؑ ان لوگوں کی اس جہالت میں کہ یہ کہہ کر کہہ کر بولے اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ اَفْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (کیا پھر تم سو اللہ کے کسی اور ایسے کو پوجتے ہو جو کہ تم کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نقصان نہ ہے تمہارا اور پھر جس کی تم عبادت کرتے ہو سو اللہ کے کیا تم نہیں سمجھ سکتے ہو پھر غمزداد ابراہیمؑ سے مخاطب

شعبہ
حضرت

ہو کر بولا کیا تم نے اپنے اُس بچے دیکھا ہے جس کی عبادت کرتے ہو اور وہ رب تمہارا کون ہے جس کی طرف تم لوگوں کو بلاتے ہو ابراہیمؑ نے فرمایا رب ربّی الَّذِیْ نَحْنُ وَبِمَنْتِ (میرا رب ہے جو کہ زندہ کرتا ہے اور مارتا غمزداد بولا یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے سن کر خوش ہو گئے اور فرمایا اُن کو وخصوں کو جو واجب القتل ہو چکے تھے اُن دنوں میں ایک کے قتل کا حکم دیا اور دوسرے کی خطا معاف کر کے ابراہیمؑ سے متوجہ ہو کر کہا ابراہیمؑ تم نے دیکھا کہ میں نے جیسے ایک کو مارا اور ایک زندہ کیا اس اعتبار سے میں بھی مارتا اور زندہ کرنا لاہوں تمہارا رب میں مجھ سے زندہ کوئی صفت نہیں ہے وہ بات بتاؤ جو تمہارا رب میں اور مجھ میں ہوا ابراہیمؑ نے کہا اِنَّ اللّٰهَ یَاۤتِیْ بِالْشَّمْسِ مِنْ الْمَشْرِقِ فَاتَّوْبَا مِنْ

سے

دیشک الشیخ افق کے مشرق سے نکلتا ہے جس کو مغرب بکال اسکو برود اس سوال کا جواب کچھ نہ بن یا اپنا سامنے لیکر خاموش ہو گیا اور ابراہیمؑ
نمود کے دربار اٹھ کر چلے آئے تباں لوگوں میں شور مچا ہو گا بعضوں کے قتل کر دیا اور کسی نے شہر بدر کی طرف اشارہ کیا اور لوگوں
اس کو بترفق ہوئے کہ جناب موصوف جلائیے جا میں چنانچہ نمود نے بھی اس راستے اتفاق کیا اور لکڑی جمع کئے جائیگا حکم عام صادر

کیا ہمارے خیال ناقص نہیں ہو کر سلطنت میں یا ایسا کوئی شخص تھا جس نے کم و بیش اس حکم کی تعمیل کی ہو اسوجہ نہایت قلیل میں اتنا
لکڑیاں جمع ہو گئیں اور ایک مشعل کی گئی جسوقت ابراہیمؑ بنیخ میں لکڑیاں آگ میں جسکو ایک عالم کے بت پرستوں نے مشتعل کیا تھا ڈالے
گئے اسوقت عجیب کیفیت تھی سو تفلین (یعنی جمن انس) کے تمام عالم زبان حال سے جناب باری میں کہہ رہا تھا کہ ابراہیمؑ آج جلا دیے
گئے تو کوئی شخص نہ مایں تیر نام لینے والا نہ رہیگا تو اگر ہم کو اجازت دو تو ہم ابراہیمؑ کی مدد کریں جناب باری سے حکم ہوا ان استغاثہ بشی
منکم فلیکھ نصبرہ وانکم یدع غیرہ فانالہ (اگر وہ تم میں کسی سے مدد چاہتا ہے تو اجازت دو اسکی مدد کرو اور اگر نہ ہو تو اسکی مدد نہ کرو)
کو نہ بلایا تو ہم اسکی مدد کو خود ہی ہیں اس اجازت کے بعد بعض نے ابراہیمؑ سے کہا اِنَّکَ حَاجَہ (کیا تم کو کچھ ضرورت ہے) لیکن ابراہیمؑ نے
صاف ہی جواب دیا اَمَّا اَیُّکَ فَلَہ (ہاں ہے مگر تجھ سے نہیں) یہ ایک ایسا جواب تھا جو حقیقت لاجواب اور انکی شان کے موافق تھا کہ ان
سو جن انس کے یہ تماشا حسرت و فسوس کی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے جسوقت ابراہیمؑ انبارائش کے قریب پہنچے آسمان کی طرف سر
اٹھا کہ جناب حدیث میں عرض کیا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْوَاحِدُ فِی السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ حَسْبِیْ اَللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ (ایک
تو اکیلا ہے آسمان میں اور تو اکیلا ہے زمین میں کافی ہے مجھ کو اللہ اور بہت ہی چھادر ہے) ہنوز آگ کے شعلوں کا آپکے مبارک بدن پر اثر
بھی نہ پہنچنے پایا تھا کہ یا نا سر کوئی بُرّاء اَوْ سَلَامًا عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ (اے آگ سرد ہو جا اور سلامت رہ ابراہیمؑ کے لئے) کے خطاب

یہ خاص

اُس نا کر کو زار بنا دیا جل جلالہ کی کیا شان ہے مفسرین جہم اللہ اس پر اپنا اتفاق ظاہر کرتے ہیں اگر جل جلالہ نوالہ مسلماً کا لفظ بُرّاء کے
بعد نہ فرماتا تو ابراہیمؑ کو شدت برد (سردی) موعی صدر پہنچتا اور وہی باعث جدی روح دین ہوتا اور بیطرح اگر حکم باری مطلق چھوڑ دیا جاتا
اور علیٰ ابراہیمؑ کے ساتھ مقید نہ ہو جاتا تو بیشک دنیا بھر کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی اور آج آگ کا کہیں نام و نشان نہ ملتا۔ واللہ اعلم۔ نمود کے دماغ میں
یہ خیال یقینی صورت میں قسم ہا کہ آگ نے ابراہیمؑ کا کام تمام کر دیا ہو گا لیکن ایک ذرا اتفاقاً اسے نظر اٹھا کہ وہ جناب صوف کو بیٹھا ہوا دیکھ کر
متوجہ ہوئے اور اسے اسوقت ہی قوم کو طلب کے کہا مجھ کو شبہ سا پیدا ہو گیا ہے کہ ابراہیمؑ زندہ ہے اسوجہ میں چاہتا ہوں کہ تلوک میرے لئے ایک ایسا
اوپر مکان بناؤ کہ جس میں ابراہیمؑ کو دیکھ سکوں نمود کے زبان سے یہ فقرہ پورا ہو بھی نہ پایا تھا کہ لوگ دوڑ پڑے اور مکان بنائے میں مصروف ہو گئے

یہ خاص

زیادہ مدد گزی تھی کہ وہ مکان بنکر تیار ہو گیا اور نمود اس مکان پر ٹکراگ کی طرف دیکھنے لگا اسکو اس مرتبہ پہلے زیادہ تعجب سوچہ ہوا کہ اُس نے
ابراہیمؑ کے پہلو میں ابراہیمؑ کی صورت شکل ایک وی بیٹھا ہوا دیکھا تھوڑی دیر تک خاموشی کے عالم میں دیکھتا رہا جب صبر ہو سکا تو چلا کر کہنے لگا اے
ابراہیمؑ تیرا خدا بہت ہی ڈر ہے اسکی قدرت عزت و سد جبر نہ کئی ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں اسکو جو تجھ میں دو آگ میں ہو گئی ہے کیا تجھ کو اسقدر سہل
ہے کہ اس آگ سے تو صحیح و سالم نکل آئے ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ ہاں ممکن ہے جس خدا نے مجھ کو یہاں صحیح و سالم رکھا ہے اسکی قوت مدد میں بھی
ہو سکتا ہوں ابراہیمؑ یہ کہلا گئے اور بہت اطمینان سے خراماں خراماں آگ کے دھیر سے باہر آئے نمود نے دریافت کیا کہ ابراہیمؑ تمہارا یاں نہ ہو

یہ خاص

جی شمل کوں شخص بیٹھا ہوا تھا اپنے فرمایا کہ وہ ملک اظہر تھا اللہ جل شانہ نے اسکو میرا سونپا دیا میں نے اسکو بھیجا تھا کہ وہ جہاں تک سے تاک نہائی کی تکلیف
 بھگھو نہو بیٹھے۔ اس واقعہ کے بعد فرود نے آپکو کسی قسم کی ایذا نہیں پہنچائی پھر اللہ جل شانہ نے حضرت ابراہیم کو ہجرت کا حکم دیا آپ مع اہل عیال
 ارض کلدانیہ سے ہجرت کر کے حرامہ چلے آئے اسی مابین پڑوا لہ آزر کا دو سو پچاس من س کی عمر میں انتقال ہو گیا پھر اپنے بیٹے اسماعیل کنعان

طرف ہجرت کی چنانچہ انکی نسلی ترقی اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق ہوئی جب اظہر پڑا تو آپ ہر چلے گئے لیکہ یہاں سے بھی کچھ عرصہ بعد عربوں کی وجہ سے
 آپ اپنا پس کنعان تشریف لے آئے اور مقام حیران میں جسکو انعام محل کہتے ہیں قیام کیا۔
 آپ پر میں صحیفہ نازل ہو کر تھے۔ ہم ہمارا داری نہاں تھے برس کی عمر میں خندہ کرنا۔ پانی سے استنجہ مسواک۔ ناک میں پانی ڈالنا مصافحہ معانقہ بالہا
 ربانی سے پہلے باجہامہ بنا نا بخیاں حفظ ایمان اپنے وطن چھوڑ کر ہجرت کرنا ان سب امور کی ابتدا آپ کی خصوصیت سے ہے۔ سب انکے الذہب اور
 کامل بن اثیر میں انکی عمرو سو برس کی لکھی ہے۔ آپکے انتقال کا واقعہ کامل بن اثیر نے اسطرح بیان کیا ہے کہ آپ نے خدایا سے یہ دعا کی تھی کہ غیر
 میری خواہش کے میری بیعت نہ فیض مجھائے اسوجہ سے جب شیث ازہری یہ ہوئی کہ ابراہیم کی روح قبض کیجائے تو اللہ جل شانہ نے ملک الموت کو
 ایک لڑھے سلب القوی شخص کی صورت میں اپنا تم کے پاس بھیجا جناب صرف اسوقت لوگوں کو کھانا کھلا رہتے تھے جناب صرف اس لڑھے ملک الموت
 کو بھی دسترخوان بٹھلا یا ضعف ناوانی نے اس لڑھے کو اسقدر مجبور کر دیا تھا کہ جس لقمہ کو وہ اٹھا کر منہ میں لے لے گا تو صدقہ کا تھا وہ پہلے آنکھ تک
 پہنچ جاتا تھا پھر وہاں کھینچ کر کان میں داخل ہوتا تھا اسکے بعد ہزار عربی منہ پر تک پہنچتا تھا ابراہیم یہ ماجد کھکھکھتے تھے اور ابراہیم کا سبب
 دیر کیا اس لڑھے نے کہا کہ ضعیفی نے میرا حال کر رکھا ہے۔ ابراہیم نے اسکی عمر دریافت کی اس بدھے نے اپنے کو ابراہیم سے دربر میں ایتلا یا ابراہیم
 نے اپنے دل میں کہا اللہ اگر میری در اسکی عمر میں فوت دربر میں کی چھوٹائی پڑائی ہے۔ دربر میں کی بڑائی میں اسکا یہ حال ہوا ہے غالباً دربر میں کی بددینی
 بھی یہی کیفیت ہوئی تصور دینی کے سکوت بید دعا کی اللہم اقبضنی الیہ (ایمدا تو مجھ کو اپنی طرف کھینچ لے) وہ بڑا ملک الموت تھا اور اسنے روح قبض کر لی

یہ حضرت

اور قبول تاریخ التواریخ اسوقت آپکی عمر ایک سو پچھتر سال تھی سرزمین شام مقام خلیل میں آپکا مزار ہے۔

حضرت شعیب اول علیہ السلام آپکی ولادت آدم علیہ السلام ۳۴۱۴ سال بعد سے مدین حضرت ابراہیم کے صاحبزادے جو بطور ایں انکی
 اولاد میں نمودار سے حضرت ابراہیم نے بعد انتقال سارہ نکاح

شعب اول علیہ السلام

سبوت ہوئے تھے وہ سب اولاد محض
 کی تھی اور قوم اصحاب الرس قوم
 جو شعیب سبوت کے ہوئے وہ
 جسکا ذکر آئندہ ہوگا حضرت
 لوگ اور فرماؤ۔ ابی جلال
 قریشیت تھے۔ ابی جلال کی مکہ اور راضی حجاز میں حکومت تھی اور ہواڑ جلی طائف زمین نجد مکہ مشرق اور بانی ایک مدین میں حکمران تھے

یہ حضرت

لیکن ان سب میں گلن و ملک اور سب کا حکم تھا۔ اصحاب ایک سے بھی ہی لوگ مداخلت اور مقام مدین چونکہ مدین بن ابراہیم کا آباد کیا ہوا اس واسطے نام مشہور ہوا۔ یہ قوم کفر و طغیان میں مبتلا ہو گئی۔ خیانت اور ناپاک عمل میں لگی انکا شیوہ ہو گیا تو حضرت شیخ فرمایا یا قوم اوفوا بالخیال والیڈیا بالقسط ولا تجنسون الناس اشیاء هم ولا تعذونی الا مرض مفسدین (۱) سے قوم پورا کر دوں لیکن و پریمانوں کو انصاف سے

اور لوگوں کے مال سے کس قدر پست لو اور زمین پر فساد مت کرو حضرت شیخ احکا با آہی سے آگاہ کیا اور اسکے عذاب ڈرایا کہ قوم بجا اصلاح پائیے اور گنہگار ہو گئی بلکہ ملا دشام و دیگر ممالک سے جو لوگ آپ کے پاس گئے انکو اسلام لگاتے منع کرتی اور راستوں میں پھٹکانی فراہم ہوتی جو انبی جان رکھیں جاتا وہ آپ کے خدمت میں پہنچ کر مشرف باسلام ہوتا غرض کہ آپ کو طرح طرح کی ایذا میں بھی شروع کر دیں اور بادشاہ ظلم ان مفسدوں کی امداد و اعانتا تھا۔ آپ کے سمجھانے سے جب چہ ترنہ لو آپ کی دعا بدست ۸۱۲ میں غضب اوندی یکن کے ٹوٹے کی شکل میں نمودار ہوا کہ اپنے سلسلہ ہو گیا اور ایسے لگنے لگی اور ہر ہلاک کر دیے گئے آپ کو حکم خداوندی ہوا کہ مدین میں اپنے جماعت اسلامی چلے جائیں حضرت موسیٰ کے آئے تھے کہ میں چنانچہ حضرت موسیٰ کے یہاں پہنچنے کے بعد سات برس چار مہینہ آپ اور زندہ رہا آپ نابینا تھے سوا آپ کے اور کسی شخص نابینا رہا تو یہ نہیں ہوئی یہ سب ملا بہر آدم مقام مدین میں ۲۰ سال انتقال ہوا اور آپ کا جنازہ مکہ مکرمہ ملا یا گیا درمیان کن مقام دفن کئے گئے۔

خط حضرت یعقوب علیہ السلام سے پانچ سال بعد

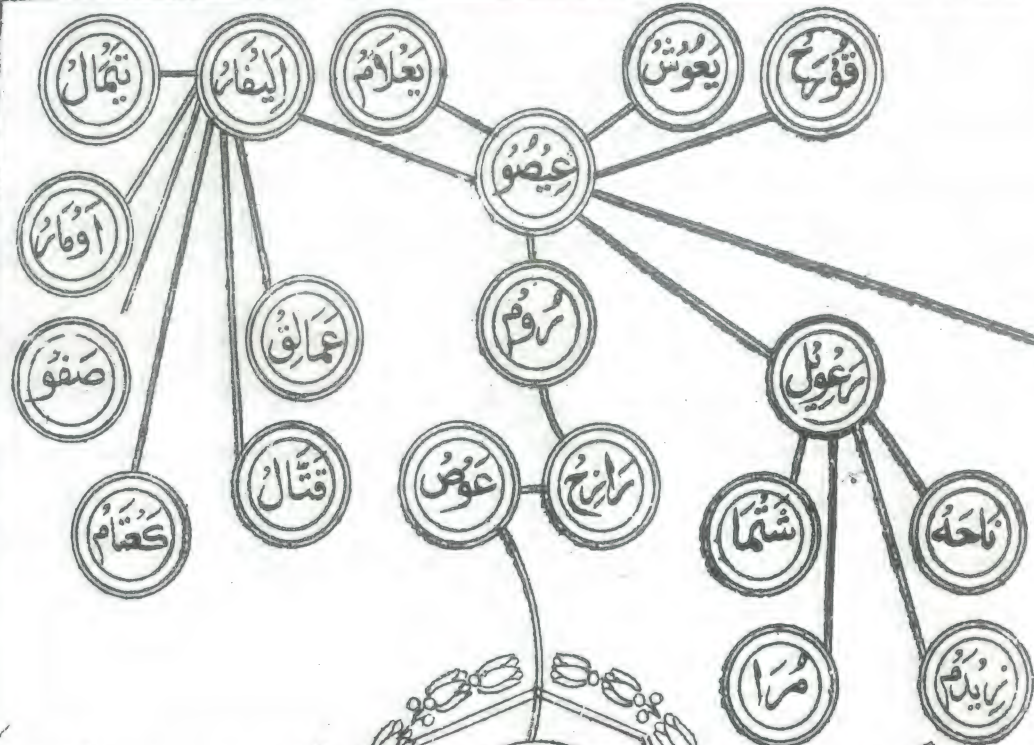


حضرت استحق علیہ السلام آپ حد و فلسطین میں حضرت جسوقت ملا کہ قوم لوط کی تخریب مکہ دوم وغورہ کی میں حضرت ابراہیم کے ہاتھ ملا کہ مقیم ہو حضرت خاطر تواضع کی اور جسوقت کھانا پیش کیا تو

کسی کا کھانا نہیں کھائے حضرت شروع کر دوا اور کھانے قیمت ہو جاوے گی ہر چند اپنے نے نہیں کھایا آپ کو انکے اس فعل سے دہشت مہمان کھانا نہیں کھانا تھا اسکی جانب سے نقصان اندیشہ ہو کر پڑا ہوتی تھی۔ ملا کہ حضرت ابراہیم کو خوف زدہ دیکھ کر راز مہربانہ کھلے لیا کہ ہم ملا کہ میں کج باری تھا قوم لوط کی تباہی کیلئے مامور کئے گئے ہیں مگر ہم بشارت دیتے ہیں سارہ سے تمہارا لڑکا پیدا ہوگا فستق نہا یا استحق ومن وراء استحق یعقوب (پس بشارت دی ہم نے سارہ کو استحق اور انکے بعد یعقوب کی) حضرت سارہ رض فرشتوں کی سب باتیں سن کر تعجب میں اور ہنس کر فرمائے لکس یوبلیتیا اید وانا عجور و هذا یعنی شیخان هذا الشی عجیب (کیا میرا سن اسچ میں پیدا ہوگا باوجود کہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے حقیقت یہ ایک عجیب بات ہے۔ حضرت ابراہیم کی عمر اسوقت موافق تھا) توریت کے ۹۹ سال کی تھی۔ ملا کہ نے فرمایا کہ تعجب میں ہیں افراتذہ کے حکم سے تعجب کرتی تھی پھر ملا کہ روانہ ہو گئے اور سات ور کے بعد حضرت سارہ کو حمل ہوا بعد القضا ایاہم حمل ۲۷ مہینہ میں آپ کی ولادت ہوئی ساتویں اور حضرت خلیل اللہ نے حصہ کرائی جسور آپ کا دودھ چھوٹا اپنے سبہ ضیافت عظیم دی اور بعد بلخ اپنے خاندان کی ایک لڑکی ربیعہ بنت یحویل بن ناحور سے آپ کی شادی

کردی بعد ازاں حسب ارشاد حضرت ابراہیم الہائی کنال کی طرف آپ چلے گئے چالیس سال دعوت اسلام کی آخر میں پناہ مانگا ہوئے تھے
۳۶۲ھ ہبوط میں بمقام سواری سال آپکا انتقال ہوا حضرت یعقوب نے قدس خلیل میں حضرت ابراہیم کے پاس فن کیا۔
حضرت ایوب علیہ السلام ولادت آپکی ۳۶۲ھ ہبوط مقام جابہ (درمیان مد و دمشق) میں ہوئی جب سن شد کو پہنچے تو غلام

بنوئت متاخر ہو: حضرت افریم بن یوسف سے آپکا نکاح ہوا ان سے سات لڑکے اور تین لڑکیاں آپکے پیدا ہوئیں آپکے موسمی اموال کثرت
سے تھے یہاں تک کہ اطراف جابہ تمام ان سے بھری رہتی تھی مال و دولت کے ساتھ مزاج میں نہایت فیاضی تھی جسقدر ترقی ہوتی تھی



ایوب
علیہ السلام

خداوند تعالیٰ بجائے اور وقت تکلیف و آفت
صباراً نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ کہہ کر
مصدق تھے (بہنہ پایا اسکو مسمر
اسلئے کہ وہ ہماری طرف
جانبہ میں ۷۰ سال دعوت
قوم کی نصیبی سے تین آدمیوں سے زیادہ
پیش آئے۔ آپکی طرف سے بدمان ہو کر گنہگار سمجھے تھے۔ اور بدعتیہ ہو جاؤ اور شیطان لعین کو آپکے صابر و شاکر ہونے پر بہت ہی

صبر کرتے ارشاد خداوندی اِنَّا وَجَدْنَا

۷۰ صابر بہت اچھا بندہ ہے
رجوع کرنا والا ہے (مقام
اسلام کرتے رہے لیکن
کوئی ایمان نہ لایا۔ اور وہ بھی آپ پر مصائب
پیش آئے۔

حد تھا ۳۱۵ ہبوط جناب باری میں اسنے عرض کیا کہ حضرت ابوب کو تو نے اپنے فضل سے نعمت افزا والی عطا کی ہیں اسواوہ سے شکر گزار ہیں اگر کوئی مصیبت پڑے تو ڈال جاؤ تو گر نہ شکر کریں۔ باری تنکا سے خطاب ہوا کہ اے یحییٰ شکر ابوب خواہش نعمت یا خوف دوزخ سے نہیں ہے بلکہ وہ ہمارا خالص بندہ ہے ہمیں معبود برحق جانتا ہے۔ جاتھکو اسکے دولت کے تلف اور ہلاکت اولاد پر قوت دی جس طرح چاکو کھلی سکا

پرواہ نہوگی۔ بحکم خداوند کما ایسا ہی ہوا کہ امتحان تمام املاک اولاد کی تلف ہو گئی مگر صبر و استقلال کو اپنے ہاتھ نہ دیا بلکہ شک جلا تھے اور کسی طرح کوئی لغزش نہ تو واقع ہوا جب شیطان دیکھا کہ یہاں تو مصیبت پر شکرا دیا اور ہاتھ تو بعد مستعد عہد جناب باری آپ کے جسم اطہر

ع
یہ خطایقو

پر سلط ہوا اسوائے اسکے کہ دونوں کان۔ منکھیں۔ زبان دل اسکے اثر سے محفوظ رہا باقی تمام جسم زخموں سے گل کر پیروں کی خوراک سے لپکا ہو گیا اور سوا اپنی بیوی کے کوئی آپ کے پاس کھڑا ہو نہ سکا۔ اسی زمانہ بابل کی وجہ سے باہر کر دئے گئے جب یہ زمانہ ابلا کا ختم ہوا۔ سات برس بعد وہی دولت ثروت صحت عافیت آپ کو واپس عنایت وہی نام رکھے گئے جو پہلی اولاد تھے۔ شریعت عمر میں بچا ابلا ہوا سات برس امتحان کا زمانہ رہا ۲۷۶ سال ہوئی۔ بلاد حوران میں بچا فرما۔

علیہ السلام ابیکام
عبری زبان میں
خدا کے ہیں اور
اسوچہ کہیں

بیت المقدس کے بعد
آل یہود نے اپنی خدمت میں گریہ و زاری کی کہ دیکھئے
میں گرفتار ہیں حضرت واکفل نے ان کی تسکین کی
مصیبت نہیں ہے کی اسکا میں صاف جواب دیا
کے حین چاہے ایسا ہی ہو جسکی تفصیل کتب

موسوی بنی اسرائیل
تھے اور ان ہی
ہوئی ۴۸۳
ارض بابل میں قرا



حضرت ذوالکفل
بچہ قلیل ہے
اسکے معنی قوی کر
ابن العزیز بھی آپ کو
کہ آپ ابوالمذکر کہیں
بنی اسرائیل کو گرفتار کر لیا تو قیدیوں میں آپ بھی تھے
کہ ایک مصیبت آ کر اور کتنے عرصے ذات خواری
اور فرمایا کہ بنی اسرائیل بڑے سال سے دنیاؤ
سے بگوزر واکفل کہنے لگے جسکے معنی خدا کا

ایک میں جو آپ شریعت
کو ہدایت کرتے
آپ کی زندگی بسر
میں بچا ملو ہوا
مشہد امام حسین ابیکام فرما ہے۔ اور آپ کے صاحبزاد حضرت امیر علیہ السلام ۲۸۶ میں زمانہ بخت نصر میں قوت گرفتاری

ابن اسرائیل کچھ لوگ متفرق ہوئے اور جبکہ جطرف موقعہ ملا چلا گیا ابراہیم آپ بھی روانہ ہو کر مکہ مکرمہ پہنچے اور اس طرح کے لوگ آپ کے معتقد و متفاد ہو گئے صدق صفا اور آپ کے اوصاف حمیدہ کی دور دور تک شہرت ہو گئی ایک وزیر آپ طرف مکہ مکرمہ میں تھے کہ دو چار آدمی طائف کے آپ کو لے کر اور اپنی کسی ضرورت آپ سے عرض کیا کہ آپ ہمارے واپس لے آئیں یہاں تشریف رکھیں۔ اور خود طائف کی طرف روانہ ہو گئے اور اس معاملہ

کا خیال نہ آیا آپ سال تک بحال اسی مقام پر بیٹھے رہے اور خدائے مہربان نے آپ سے اصرار کیا مگر اصرار نہ ہوا اور فرمایا کہ شاید میرے جانے کے بعد وہ لوگ آپ میں اور میں ملاؤ خلاف وعدہ ہو گا ناچار مکہ مکرمہ سے کچھ آدمی طائف گئے اور انکو تلاش کر کے لائے جب کہ اپنے مکان کا ارادہ کیا تو بعض اشخاص نے کہ جو ہر زبان کے یہ ارتکاب عیساں تھا معافی چاہی صفت صدق اور وفائے عہد میں یہ شہر تھے۔ اور کلام میں اوصاف مذکورہ جلی نسبت ثابت ہیں وہ اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام ہیں۔ اگرچہ بعض مورخین نے آیہ **وَإِذْ كُنَّا فِي الْكُتَيْبِ** اسماعیل بن اسماعیل بن فاکھل مراد لیتے ہیں۔ لیکن علامہ رازی نے انفسیر کبیر میں اسکی شرح میں صاف لکھا ہے کہ **هَؤُلَاءِ اسْمَاعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ** اور یہی صحیح ہے۔



انگی جو انکے حق میں قبول ہوئی اس پر از سے عیسو حضرت یعقوب سے عداوت رکھنے لگے تاکہ کچھ عرصہ بعد حضرت یعقوب انکے ایذا کے اندیشہ اپنے مامول لالان بن یویل بن ناخو بن تارح کے پاس حاران ہجرت کر گئے اسی ضمن میں باری تعالیٰ سے ایک اور اسرائیل کا خطاب ہوا کہ لو کہ آپ ات کو سفر کرتے کھے عرصہ تک اپنے مامول کے پاس پہنچی دونوں لڑکیوں سے حضرت یعقوب کی شادی ہوئی پھر آپ ان مویشی کے

ساتھ کنعان میں اہل بحال آئے عیسو سے عرصہ بعد ملاقات ہوئی تھوڑے دن آپ اس سے پھر عیسو کثرت مران اولاد کی وجہ سے نوح روم کی طرف چلے گئے اور آپ اسی اطراف میں سکونت پذیر رہے زمانہ وفات آپ کا جب قریب ہوا اس وقت آپ کا قیام جو جس میں تھا۔ جب وقت آخر آپ کا آپ کو بیجا تو سب اولاد کو اپنے جمع کیا اور یہود کے حق میں جو روکار عالم سے دعاء کی کہ اس کی اولاد میں سلطنت عطا فرمائے اور سب کے حق میں انکے مناسب حال عاف فرمائی وصیت کی۔ حضرت یوسف کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور حضرت براہیم کے جوار میں فن کئے جانے کی وصیت کی اسکے بعد

یسعوب
خطوط اولاد

آپ نے اس رافانی سے ملک جاردانی کو سفر کیا اور حضرت یوسف نے ایک صندوق سال کا بنا کر آپ کا تابوت مبارک اسیں رکھا اور چالیس روئے تک مطابق رسم اُن مانہ کے اُس تابوت کو معطر کرتے تھے عجلہ یسعوب اور حوالے مصر میں ایک کھرام برپا تھا۔ بالآخر آپ کو بیت المقدس مقام خلیل میں فن کیا۔ باحکام روایات ۱۲۰ یا ۱۴۰ یا ۱۸۰ سال آپ کی عمر سریف ہوئی۔

حضرت یعقوب کی اولاد میں یویل
یوسف سے نورافان عالم ہوا یوسف کی اولاد میں یویل

حضرت
یوسف
علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام آپ

سے ہیں ۲۵۰ بھوپ میں مقام حاران بحال

مسی از دیاد و نعمت میں پکا نام

حضرت یعقوب حاران سے

تھے اثناء راہ میں کی والدہ

فرمایا اور بن یامین آپ کے

آپ کے حسن و جمال نے حضرت یعقوب کے دل میں

برادران حضرت یوسف کے ساتھ روزانہ زیادہ ہونے لگی اور یہ امر آپ کے بھائیوں کو شاق گزرنے لگا اور بناء رشک و بروز مستحکم

ہوئی کئی تا آنکہ ستر سال کی عمر میں آپ کے بھائیوں نے چاہ میں لاجسکی شہرت زبان و خاص عام ہے۔ آپ جس وقت کنوئیں میں گئے اور

بظاہر اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے تو اللہ جل شانہ نے جبریل کو آپ کی سبک دہانے بھیجا۔ اسکے بعد یہود آپ کے بھائی کنوئیں آئے کہ یوسف

رکھا گیا آپ کی دو سالہ عمر میں جس وقت

جبریل کو ہجرت کر کے جا رہے

نے وضع کمال میں انتقال

دوسرے بھائی پیدا ہوئے

گھر کر لیا روزانہ انکی شفقت بقابلہ دیگر

اور یہاں حضرت یوسف کے ساتھ روزانہ زیادہ ہونے لگی اور یہ امر آپ کے بھائیوں کو شاق گزرنے لگا اور بناء رشک و بروز مستحکم

ہوئی کئی تا آنکہ ستر سال کی عمر میں آپ کے بھائیوں نے چاہ میں لاجسکی شہرت زبان و خاص عام ہے۔ آپ جس وقت کنوئیں میں گئے اور

بظاہر اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے تو اللہ جل شانہ نے جبریل کو آپ کی سبک دہانے بھیجا۔ اسکے بعد یہود آپ کے بھائی کنوئیں آئے کہ یوسف

یوسف کس حال میں ہیں اور آپ کو آواز دی آپ نے جواب دیا کہ کم کون ہو جو اس غمزدہ یکسک حال دریافت کرینی جرات کرے ہو اور میرے

بھائیوں نے نہیں فرمائے یہ یہود انے کہا میں تمہارا بھائی ہوں۔ اور آپ کی دردناک آواز سنکر رونے لگے حضرت یوسف نے بحالت یاس

یہودیہ کی یا اخی ان لکل ممت وصیتہ و وصیتی لک ان لا تنظر الی شای لا ذکر ت شباتی ولا الی تذ
لا ذکر ت یلمی ولا الی غریب الا ذکر ت غریبی داسے پیار بھائی ہریت کی وصیت ہوئی ہے مگر میری وصیت کر کے
جوان کو دیکھو تو میری جوانی یاد کر لینا اور کسی میم کو دیکھو تو میری میم کا بھی خیال کیجوا کہ کسی مسافر کو دیکھو تو میری غربت یاد کر لینا۔ درحقیقت

حضرت یوسفؑ کے پر مال الفاظ آتے تھے جسکے سننے سے پہاڑ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا یہود کو فقرہ سنکر تائب رہی اور یہاں ساتھ دھاڑیں
رونے لگے چونکہ اپنے بھائیوں کو پوشیدہ یہاں آئے تھے اتفاقاً انکے دوسرے بھائی یہود کی آواز سنکر یہاں پہنچے اور انکو ملا مت کر
لگے۔ ایک بڑا پتھر اس کنوئیں کو پر اور ڈھک لیا۔ بلائے درد مند دل زرد و دیواری آید اسوقت لاوی اپنے بھائی نے
بھائیوں سے کہا کہ دیکھو بھائیوں ہم اولاد پیغمبر حج گناہ ہم سے سرزد ہو گئی برحق سے پوشیدہ نہیں ہنیکہ مناسب ہے کہ اب غسل کر کے
کریں اور جماعت نماز ادا کریں رکھ خداوندی میں وہ پوشی کی التجا کریں اور ملت براہیم کا یہ طریقہ تھا کہ گیارہ آدمی سے کم جماعت نہیں
خطبات اولاد یعقوب

ہوتی تھی اور یہ اسوقت دس نفر تھے لاوی نے کہا اس نانی میں ہم خدا کو امام کرتے ہیں تاکہ نقصان عدد نہ پایا جاوے اور نماز ادا کی سارا
مناسبت

لے اپنی قبولیت دعا کا یہ اثر ظاہر کیا کہ حضرت یعقوبؑ کے سامنے ان
نے جو اظہار کیا اسکو تسلیم کیا اور یہ برادران یوسفؑ ہلاک ہوئے مامون کے دور نے یعقوبؑ
اگر انکے کہنے کو سنا نہ سمجھ لیتے تو حضرت یوسفؑ کی فرط محبت میں یعقوبؑ کی بددعا سے سارا
ہو جاتے۔ گو حضرت یعقوبؑ کو اس اعدی اہلیت بذریعہ وحی و مکاشفہ روشن ہو گیا تھا
معاملہ ایک غلبی سارا سے تھا اور حضرت یعقوبؑ یوسفؑ کو جو مدارج عطاء فرمائے تھے اسلی
تھی۔ سمیت خیال ہو سکتا ہے کہ اگر حضرت یعقوبؑ کو وفات یوسفؑ کا غلط ہونا محقق تھا جیسے
لَوْ لَا اَنْ تَقْفِدُون سے اپنے کانیہ ظاہر بھی فرمایا تو یوسفؑ کو ضلّال ہوئی کیا وجہ
اسکا سبب دراصل مفارقت اور انتظار رقاء یوسفؑ تھا۔ بلکہ آپکا جزع و فزع ہی دلیل علی
کیونکہ اگر یوسفؑ کا فوت ہونا برادران یوسفؑ کہنے سے مان لیتے اور بذریعہ وحی آپکو اس
معلوم ہوتا تو ہلاک یوسفؑ پر یعقوبؑ جیسے برگزیدہ بنی کی گریہ و زاری کرنا اور صبر و شکیبائی
دیدنا بعید از قیاس مر ہے۔ بعض عوام برادران یوسفؑ کو خلاف ادب لفاظی سے یاد کر لیتے

سٹ
اولاد



یہ بڑی غلطی ہے کہ چونکہ اول تو یہ سب و دمان نبوت تھے دوسرے تو بنی ثابیت اور یہ کہ اس واقعہ اور مذمت کے بعد ان کے مرتبہ کا اندازہ نہیں کر سکتے ہیں کہ ہوئے ہوں۔ اس واسطے ان سب کا ذکر خبر کے ساتھ ہونا بہر حال میں مناسب ہے آپ حضرت آدم سے بہت مشابہت رکھتے تھے شریعت پر ایمانی بردعوت کرتے۔ تین دن رات چاہ میں رہا اور چاہ گھسنے کے بعد مصر میں پہنچے چھ برس عزیز مصر کے پاس رہے اور

واقعہ زلیخا کے باعث سات برس قید میں گزرے تیس سال کی عمر میں زارت یاں فرعون مصر حاصل ہوئی ۵۰ برس کے ہوئے تو حضرت یعقوب کی ملاقات مشرف ہوئے تیس سال کی عمر تک لذبزر گوار کے ساتھ حزن ملال محنت کا پلہ منسوس سے بے سر گئے بعد انتقال یعقوب ۳۶ سال آپ ورنہ نہ ہو کل ایک سو دس سال بقید حیات رہے اولاد بنی اسرائیل کی کثرت اپنے پچھتر خود بھی وقت نزع تمام بھائیوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ اے اولاد اسرائیل تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ بعد فرعون جبار پیدا ہونگے بنی اسرائیل کے ساتھ ظلم ہوگا انکو ذلیل کرنا بعد ان یام کے اولاد لاوی سے ایک نمبر ہونگے موشی انکا نام ہوگا وہ دولت اشراک کا قلع مع کرینگے بنی اسرائیل کو مصر لجاوینگے اور خطوط اولاد

صندوق نقش میرا بھی نیل سے نکال کر میرے ابا و اجداد کے مقبروں میں لجا دینگے تم سب بھی اپنی اولاد کو وصیت کرنا کہ انکی فرمان داری میں بلوسف مسابن

کو تباہی نکریں۔ اور یہود کو آگے بلا کر اپنا جانشین کیا اور اپنے صاحبزادوں کو انکے سپرد کیا اور دست مناجاد راز کر لیے اور فرمایا

تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَكْفِنْنِي بِالصَّالِحِينَ (ایجا مجھے وفات کے اسلام پر اور شامل کرینا غنیم اس کے بعد آپ کے لب بند ہوا اور اس دار فانی کو الوداع کہا۔ اہل مصر سے آہ و بکا کے نعرے بلند ہوئے اور ہر شخص کی خواہش تھی کہ اپنے قریب میں آکر دفن کرے اور اس میں عظیم اندیشہ ہوا کہ قتل قتال کی نوبت نہ پہنچے بالآخر خبرگان قوم نے یہ صلاح کی کہ تابوت مبارک قعر دریائے نیل میں کھا جائے تاکہ ہر شخص پانی کے ذریعہ آپ کی برکت سے بہرہ مند ہوتا رہے چنانچہ سب اسیر راضی ہو گئے اور سنگ خام سے ایک صندوق بنا کر انکو اسیں لکھا اور قعر نیل میں کھدے گئے ایک زمانہ کے بعد حضرت موسیٰ نے اپنی پیشین گوئی کے مطابق وہاں نکالا اور قدس شریف میں حضرت یعقوب و ابراہیم کے پاس دفن کیا۔ (تاریخ)

حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات مشہور دیگر کتب مثل قصص الانبیاء وغیرہ میں مذکور ہیں شائقین ان سے مستفید ہو سکتے ہیں سوچہ سے یہاں مختصر آپکا حال لکھا گیا۔

حضرت الیسع علیہ السلام آپ کا ظہور حضرت الیاس کے بعد ۲۹۵۲ میں ہوا۔ اہل انبیاء بنی اسرائیل سے میں مائید سلطنت یوآش کا بیٹا تھا۔ ۵۸۵ میں آپ کی وفات ہوئی۔ بنی اسرائیل کو آپ کے انتقال سے بڑی پریشانی کا سامنا ہوا جسوقت آپ کا جنازہ قبرستان میں لیکے اور قبر تیار کی تو اتفاق سے اُس قبر میں ایک نعش موجود پائی خدا جانے کس زمانہ کی تھی ناچار آپ کو اُس قبر میں مدفون کر دیا گیا جسوقت آپ کے

اعضاء سے اُس کا جسم متصل ہوا فوراً وہ زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا اُسوقت بنی اسرائیل کو آپ کی جلالت قدر کا اور بھی اندازہ ہوا۔ اسکے علاوہ آپ کے معجزات بکثرت ہیں۔ ممالک بنی اسرائیل کی طرف آپ ہجرت ہوئے تھے۔ آپ کی عمر ۲۰ سال ہوئی مرقہ قدس پر۔

حضرت یوشع علیہ السلام آپ کا ظہور ۳۸۶۹ میں ہوا۔ آپ کی عمر ۹۰ سال کی تھی کہ حضرت موسیٰ نے بدیر امور بنی اسرائیل کا آپ کو خلیفہ کیا اور جسوقت حضرت موسیٰ نے اس خطاب ہوا کہ ابلع موسوی کے ساتھ کار بند سے عبور کا حکم ہوا۔ بنی اسرائیل کیلئے ارشاد پر امور ہوئے تیسرا ارشاد خداوندی سے



روانہ ہوا اور آپ کی برکت اور اس کے گناہوں کو بخش دیا۔

آپ نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل مقام اریحا فیض خداوندی کے لئے جاؤ اور از روئے تعظیم جھکتے چلو اپنے بنی اسرائیل نے فرمانبرداری کی اور پہلا نے فرمایا ہے فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَوَّلَهُمْ آخِرَهُمْ سَوَاءً مَقَامًا سَرَخَ كَيْسَ هِيَ۔ اشرار سے غضب خداوندی



کہ حق جل و علا فرماتا ہے فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حُرَّ جَزَاءِ قَوْمٍ اتَّخَذُوا آلِهَتَهُمْ آلِهَةً بَلَاءٌ طَاعُونٍ كَذِبٌ عَنَّا

۱۲ ہزار آدمی ہلاک ہوئے اور حضرت یوشع اور شلح بنی اسرائیل نے درگاہ بے نیاز میں یہ وزاری کی اسکی برکت سے یہ بلاد فتح ہوئی اور کما میں امن ہو گیا۔ آپ کے زمانہ میں ارض مقدسہ ملک جبارہ کا تسلط اٹھ گیا جس قدر ظالم و جبار تھے آپ کے مقابلہ میں تیغ ہوئے۔ باری تعالیٰ نے حضرت ابراہیم و حضرت اسمعی و حضرت یعقوب جن نعمتوں کا وعدہ فرمایا تھا آپ کے وقت میں اسکی تکمیل ہوئی ارض مقدسہ

تمام ملک اور تمام خالی ہو کر بنی اسرائیل کے سپرد ہو گئی۔ جب آپ کا وقت فرما تو آپ نے قوم کو نصیحت کی کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو بھی اسکی نافرمانی مت کرنا قوم نے آپ کی نصیحت پر عمل کر لیا اور فرمایا آپ نے سکر اسکو لکھا اور پہلو کھاب آسمانی میں لکھ دیا ایک خط اولاد

پھر بڑا اٹھا کر اسکی طرف اشارہ کیا کہ جس روز بنی اسرائیل اپنے عہد پھر نیگے یہ گواہ ہو گا کہ وہ ملک میں جو احکام لوی بن یعقوب



حضرت ایلیا علیہ السلام آپ زمانہ حکومت ہورام میں اُٹھائے گئے۔ اسکے بعد اٹھویں برس ہورام کا انتقال ہو گیا

اور اسکا بیٹا تخت حکومت بنی اسرائیل پر بیٹھا اور بنی حکومت کے دوسرے سال جزیرہ اور موصل پر چڑھائی کی اس لڑائی میں اسکے مال احباب کا لٹکا والے سامرہ بھی اسکا شریک تھا چنانچہ یہ دونوں ولے جزیرہ اور موصل سے لڑ بھڑ کر واپس آئے۔ یہوشافاز بن ایشائے جو مہربان یوسف کی نسل سے تھا اور یورام بن اجاب کے قتل کی فکر میں تھا اسکو یہ موقع ملا اور ایک ہی وقت

میں دونوں کو قتل کر دیا۔ (ابن خلدون)

تخت
اولاد



شمسون القوی اور شمسون السحار بھی انکو کہتے ہیں بنی اسرائیل میں میں بس تک حاکمانہ زندگی بسر کی بنی فلسطین سے سید لڑائیاں لڑیں اور انکے بادشاہ کو گرفتار کر لیا۔ بعض نے انکو انبیاء بنی اسرائیل سے لکھا ہے اور بعض موحیدین کا ہنوں میں شمار کرتے ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ اور کہنویت بھی فرما نگاہ کے قائم رکھنے اور احکام شرعیہ کے نافذ کرنے اور فوج و تجار کے سرکار پورا کرنے کو کہتے ہیں۔ ابن عبد اللہ ہے کہ شمسون کے بعد ایک دوسرا حاکم بنی اسرائیل بن ایل نامی بنی اسرائیل میں ہوا اور اس نے آٹھ برس تک حکومت کی مگر اسکی حکومت مستقل نہ تھی اسکے زمانہ میں بنی اسرائیل میں اکثر فتنے برپا ہوئے رہے انہیں قتلوں میں سبب بنیامین کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر فتنہ و فساد فرو ہو گیا ان ایام میں انکا کہن عالی بیطاط بن حاصاب بن ایلیان بن فحاص بن عیتر ابن ہارون تھا فتنہ فرو ہوئے بعد بنی اسرائیل اپنے احکام اور لڑائیوں کی تدبیریں اسی سے پوچھتے تھے۔ اسکے دواڑے تھے اور یہ دونوں نافرمان سرکش تھے اسکے عہد حکومت میں بھی بنی فلسطین اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں اور ان دونوں لوگوں کے بدولت بہت سی بدافعالیاں پیدا ہوئیں۔ انبیاء وقت انکو سمجھاتے رہے مگر وہ اپنی حالت موجودہ سے نہ پھرتے تھے آخر کار انکی بدکرداریوں نے یہ بُرا دن لکھا کہ بنی اسرائیل کو بنی فلسطین نے شکست دی۔ (ناسخ)

انتقال ہو گیا اور اسکا دوسرا بھائی ولید بن مصعب بن معویہ بن ابی نیر بن فلوہ بن لیث بن ہارون بن علی بن محمد بن عکرم بادشاہ ہوا اور آپ معاہل و عیال ۳۹ سال ایک ایک ہفتہ بعد یکم رباعی مراجعت مصر کے عازم ہوا اور اسوقت آپ کے والد عمران کا بھی بچہ ایک چھوٹا سا سال انتقال ہو چکا تھا۔ آپ مدین سے نکلتے یا یحییٰ بن زبیر کی رات کہ شب جمعہ تھی وادی یمن کے قریب پہنچے اتفاقاً ہوا بارش کثرت سے

ہوئی آگ کی تلاش تھی کہ سامنے سے کوہ سینا پر روشنی معلوم ہوئی اور اُس کی طرف آپ روانہ ہوئے جسوقت کوہ طور پر پہنچے وہاں دوسرا معاملہ تھا خطاب ہوا اِنَّ اَنْتَ بِاَنْتَ فَاُخْلَعُ نَعْلَيْكَ اَنْتَ يَا اَلْوَادُ الْمُقَدَّسَ طُوًى (تحقیقی میں ب تیرا ہوں پس اُنار کے چوتھے اپنی اسلئے کہ تو پاک زمین میں) اسوقت آپ کا سن شریف ۷۹ سال ایک ماہ بارہ روز کا تھا۔ اسکے بعد راز و نیاز کی گفتگو ہوئی خلعت نبوت معجزہ بدیضا

یعقوب
خط اولاد

عطا ہوا ولید بن مصعب فرعون کے ہدایت پر مامور ہوئے۔ آپ نے اپنی تقویت معذوری زبان کی وجہ سے جناب باری میں عرض کیا وَاجْعَلْ لِّيْ قَرْيَةً اَمِنًا اَهْلِيْ هَآؤُنْ اَخِيْ (اور کر دے میرا دگامیک گھرانے سے میرے بھائی ہارون) جو خواست بھی حضرت کلیم اللہ کی مقبول باجابت ہوئی اور مصر کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچے جو نظر آگ کے بیٹھے تھے اتفاقاً صبح کی وقت چند آدمی مدین کے

قاہت
بصرین

ادھر سے گذرے اور ان سب کو ساتھ لیکر حضرت شعیب کی خدمت میں پہنچا دیا جسوقت آپ مصر کے قریب پہنچے حضرت ہارون آپ کے استقبال کا حکم ہوا آپ راستہ میں آئے اور تین دن مصر میں قیام کر کے فرعون کے پاس گئے اسکو ہدایت کی گزارش ہو کر چند ایسے معجزات دکھائے مگر اِنَّ هَٰذَا اَلْسَاحِرُ عَلِيمٌ کا جواب بنا اور کوئی امید اصلاح ظاہر نہ ہوئی تو غضب اندازی جوش میں آیا۔ عذاب نازل آئینہ نازل ہوئے اور فرعون مع تمام گروہ کے دریا میں نہاں ہوئے اور یہاں تک کہ دریا گیا اس تیرہ مہر میں ایک قیام کل بندہ رہا اور آپ مع نبی شریک مصر سے روانہ ہو گئے بنی اسرائیل بیابان میں یاد ہوئے اور یہاں میں سلوی ان پر اترنے لگا۔ موسیٰ سے حضرت شعیب کی ملاقات ہوئی۔ اسکے بعد ۳۸۳ میں میقات البجیع واقع ہوا بنی اسرائیل کو آپ ہدایت کرتے رہے اس درمیان میں کثرت سے معجزات آپ سے ظہور میں آئے حضرت خضر سے ملاقات ہوئی۔ ۳۸۴ میں مقام قادیس میں حضرت ہارون علیہ السلام و مریم کا انتقال ہو گیا۔ ان اقامت کے بعد ۳۸۵ میں ادنیٰ مواب میں آپ کا انتقال ہوا۔ ایک سو بیس سال کی عمر ہوئی۔ مرقہ غرہ بیت المقدس سے بیس میل کے فاصلہ پر رہے اور ہر سال سلطانی اہتمام سے آپ کے فرار پر مولود شریف ہوتا ہے۔



کَنَا

يَوْمًا

يَاهُدُ

يَا دُ

سَوْفَ

أَلْيَانُ

فَخَاصُ

فَخَاصُ

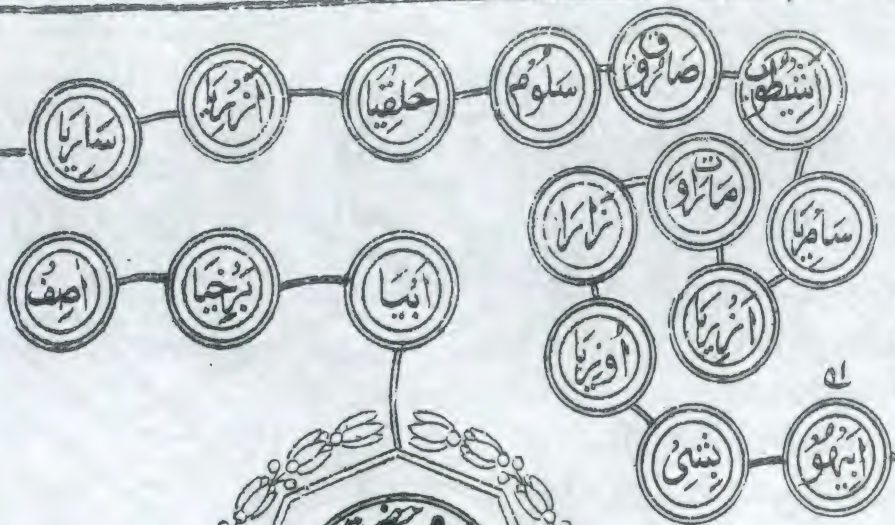
حضرت شعیب علیہ السلامؑ کی پیدائش ہوئی اور علی بن بیطات بن حاصاب بن الیاسؑ پاس اپنے پرورش و تربیت پائی۔ اور آپ کے والد القایہ کاناکو صاحبِ التواریخ نے انبیاء بنی اسرائیل سے لکھا ہے اور سکونت انہی جبل فراتیم میں تھی۔ لیکن نسب میں انکے بہت اختلاف ہے بعض نے اسحاق فارون سے لکھا ہے اور بعض عیزار بن ہارونؑ کی اولاد سے لکھتے ہیں۔

پہر حال حضرت شمول علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل سے ضرور ۵۲ سال پہلے عمر ہوئی شاول اور داؤد کی لڑائی آپ کے زمانہ میں ہوئی
دین سو ہی پر آپ نے مخلوق کو ہدایت کی مقام مصیبا میں آپ کو مرض الموت ہوا اور وہیں ۳۳ سال آپ کا انتقال ہوا قبائل بنی اسرائیل نے
زمین امہ میں آپ کو دفن کیا۔

الحقوب
الخط الاولاد

۱۵۔ اسیہو سے غر علیہ السلام تک صاحب نسخ التواریخ نے درمیان تیرہ بیست لکھی ہیں اور ابن خلدون دیگر مؤرخین چھ دستے لکھتے ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

ملک
قاسم
بن
خط
الصهر



سے ملے
خط الہی

خط غفر

الیاس زمین میں بقید حیات ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال
حضرت عزیر علیہ السلام ایک ظہور ۹۱۲ھ ہبوط میں (عزیر) عبری زبان میں ذکر معنی ہے جسکا معنی ہے ہوا اور لقب کا سو فرسے
بمعنی کاتب تھے۔ تورات میں بیان نام محمدینا ہے زمانہ بخت نصیر میں تورت جلدی کی تھی سو آپ کے کہ کو حفظ یاد نہیں تھی چنانچہ آپ نے

بیت المقدس میں صوفت آل ہودا اور بنی لاوی اصرار کیا مگر پھر پھر تورات سنائی اور اسے سنا کر تورت اٹھا گیا اسے پورا ایک لقب
ہو گیا۔ حضرت عزیر نے تیسویں سال حکومت دار ہونے کا ارادہ کیا آتش راہ میں ایک رات میں ایک گدڑ ہوا جہاں دول کی دھانچ
ان کی نظر سے گذری اور خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہوتی ہوئی قوم کو زندہ کرے گا۔ اسی خیال میں گئے۔ باری تعالیٰ نے خواب میں ان کی رو
خط کااد

قبض کر لی اور ان کی سواری بھی ہلاک ہو گئی۔ سو برس کے بعد آپ زندہ کئے گئے اور ایک شے نے اگر دریافت کیا تم یہاں کتنے عرصے ٹھہرے
آئے فرمایا کہ ایک دن اس بھی کم فرتے نے جواب دیا کہ مگر
تھے اس میں کوئی خرابی نہیں تھی اور قدر اچھی تھی
اٹھان لیسیدہ میں لگو کیسے جوڑے ہیں اور بی طرح
سے وہ زندہ ہو گیا آپ اسیر سوار ہو کر شوشہ
تھا ایک کونسی نہیں بچا نام کہ بچے معجزات
طرف رجوع ہوئے لیکن
دیکھی اور لگو خدا کا بیٹا کہنے
اسی تفصیل موجود ہے
سال یا اور زندہ ہوا اور قوم کو رہایت کرتے رہے۔
بنی لاوی قبیلہ صاف سے ہیں ۹۵ھ میں ظہور ہوا۔ بادشاہ یہوشافاط پر بنی مواب بنی عمون جسوقت حملہ آور ہوئے اور قرب و جوار
بیت المقدس میں زلزلہ شروع کر دی اسوقت یہوشافاط
آئے جناب باری میں التجا کی۔ انا قبولیت نمایاں
ساتھ ہے کل وہ خود تمہاری مدد کیا۔ دوسرے
اور مقام جبل ساعیر فریقین میں سخت جنگ
میں ہوز کے اندر دونوں قبیلوں کا
مال متاع لیکر واپس بیت المقدس
حضرت عزیر یا ہو



حضرت عزیر علیہ السلام آپ دو زمان
کو سخت پریشانی ہوئی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر استغاثہ کیا
ہو۔ اور بادشاہ کو اپنے وطن کی کیا کہہ رہی تھی خدا کی
روز تمام آل یہود الشکرا راستہ کر کے مقابلہ ہو کر
ہوئی اور حضرت عزیر علیہ السلام بھی شریک جنگ ہو کر
قتل ہوئے ہو گیا اور کثرت سے
آئے۔
انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں
میں ۹۵ھ ہبوط میں ایک ظہور ہوا۔ حضرت الیاس کی بددعا
پرامساں راتوں رات اور مخلوق تباہ ہو گئی

حضرت عوبد یا ہوچو نکد احاب کے اراکین میں سے تھے اسے کہا کہ آپ جا کر کسی چشمہ کی تلاش کرو اور خود بھی ایک دوسری طرف کو اس چشمہ میں راہ ہو گیا حضرت عوبد یا ہو کو حضرت ایاس راستہ میں مل گئے اور اس وقت احاب کے جاسوس حضرت ایاس کے قتل و گرفتاری کے خیال کو گشت کر رہے تھے۔ آپ نے حضرت ایاس کو اسکی اطلاع دی حضرت ایاس نے فرمایا کہ میرے دو احاب کے پاس جاں ناهوں وہ بلاشبہ اسکی ہوں گی

عوبد یا ہو یہاں واپس ہوا اور احاب کو اپنی آمد سے اطلاع دی حضرت ایاس جو قتل ہو چکا تھا مرنے لگا۔ اور عوبد یا ہو کی وجہ حضرت ایاس کی نبوت سے قائل ہوئے۔ موزین لکھتے ہیں کہ عوبد یا ہو کو اس سلطنت احاب میں ملنے سے متاثر نہ ہو سکی تھی۔ سو یہیوں اسکی سر سے محفوظ رکھا اور پچاس ہینول کو پوسیدہ طور سے خورد و نوش کا سامان پہنچائے تھے۔

خط اولاد

حضرت یوئیل علیہ السلام بن تبویل ۲۷۲
ہوئی۔ آپ بھی شریعت موسوی کے پیرو تھے۔
حضرت عاموس علیہ السلام
معنی عبری زبان میں ریشہ نہیں۔ عہد غریب
حق کی ہدایت کرنے شریعت محمد
غور یا جسکے زمانہ میں یہ نبوت
نہایت باہمیت و شوکت
بڑی عالیشان عمارتیں
کرائی۔ بنی مخول اور قبائل فلسطین و عمالقت سے
رکھتا تھا چنانچہ سات ہزار پانچ سو مسلح سپاہی
۵۲ سال سلطنت کی لیکن آخر میں جب اسکی
سے باہر ہو گیا اور اطاعت خداوندی سے
ایک دم تھا اتفاقاً اسکا نام بھی غور یا
کالنے کا حکم دیدیا گیا۔ فوراً ہی
نشان پیدا ہوا اور اسی حالت میں
مر گیا اسواسطے لوگوں نے
دفن نہیں کیا غضب
بعد بھی ذلیل ہوا۔



یہود ابن یعقوب علیہ السلام انکی اولاد میں بڑے بڑے ملوک اور انبیاء کثرت سے آئے ہیں گوانکے بھائیوں کی اولاد میں بھی یہ شرف تقریباً ساوی تھا چنانچہ خروج مصر سے چالیس سال بعد حضرت موسیٰ بنجی حکم باری تعالیٰ بنی اسرائیل کی جسوت شمار کی ہے تو اولاد یہود کے علاوہ اُن دنوں لڑکوں غیر اور اوتان نامی کے جنکا حضرت یعقوب کے مصر آنے

سے پہلے کنان میں انتقال ہو گیا تھا اور ذریعہ جوا اولاد ہوئی۔ اُنکی ۶۵۰۰ تعداد تھی۔ راد بن یعقوب کی ۴۳۰۳ اور شمعون بن یعقوب کی ۲۲۲۰۰ جاد کی اولاد ۴۵۰۰ اور کار بن یعقوب کی ذریا ۶۴۳۰۰۔ زلیون کی ۶۲۵۰۰ نفر تھی۔ استفاد یعقوب خط اولاد

مسا بن یوسف کی ۵۲۰۰ آدمی تھے اور افرائیم بن یوسف کی اولاد سے ۳۲۵۰۰ آدمی تھے اور سلسلہ بنیامین بن یعقوب سے ۴۵۴۰۰ آدمی اور ۶۴۲۰۰ دان بن یعقوب کی اولاد تھی اولاد دھری آشیر کی لڑکی سارح سے جو نسل نقالی بن یعقوب سے ہے ۴۵۴۰۰ آدمی اس نسل کے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم واسحق و یعقوب کی برکت بنی اسرائیل کو بڑی بڑی نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ آل یہود ہیں حضرت یوشع کے بعد بنی ہوقریہ جیرو لئے قسمت کیا تھا یہیں بیکام رہا اور ایک سو انکے بعد شائوش انکے لڑکے خلیفہ ہوئے ۳۹۲۲ میں سہ سہوٹ میں لڑکی وفا ہوئی۔ موسیٰ نے نزل کے بعد بغرض استفسار جاسوسوں وانہ کئے تھے انہیں یوشع بھی شامل تھے وہں ہار کنگال اور اسکے اکن کی حکومت تھی جو دنیا کی زبردست اور غریب ملک اور سبہ زار یہاں تمام ممالک پر فائق تھا۔ حضرت کالٹ نے یہاں پہنچ کر جاسوسوں کو دایت کی کہ بنی اسرائیل سے یہاں قوم کی حابیان کریں مگر جاسوسوں نے یہاں سے واپس آنے پر خلاف



خط اولاد

عہد کیا اور بنی اسرائیل کو بنی عناق خوف دہ کر دیا چنانچہ حضرت موسیٰ نے جسوت بنی اسرائیل کو کنگال کی طرف روانگی کا حکم دیا

انکار کر گئے اور عتاب الہی نازل ہوا۔

حضرت داؤد علیہ السلام۔ آپ یہود میں یعقوب کی اولاد میں ۴۳۳۳ ہبوط میں پیدا ہوئے مقام جبرون میں مقیم رہے جب ۳۸ برس کی عمر کو پہنچے نبوت المقدس میں گئے اور علاوہ ملک سابق شام میں مقامات فلسطین اور عمان اور باب اور حلب اور نصیبین اور ملک آرمی کے کچھ شہروں فتح کیا اور چالیس برس حکومت کی ستر برس کی عمر میں وفات پائی آپکا معجزہ تھا کہ آپکے

ہاتھ میں لکھا موم جیسا نرم ہو جاتا تھا۔ زرہ بناتھے حکیم لقمان آپکے شاگرد تھے۔ آپ پر کتاب بورا نری نہایت خوش آواز تھی جب آپ زبور کو پڑھتے تھے جن انسان جانور تمام سننے کو اکٹھے ہو جاتے پانی بہنے سے رک جاتا اور ہوا چلنے سے رک جاتی تھی صفا ایسے تھے کہ ایک دن زرہ رکھنے اور ایک دن افطار کرتے تھے اکثر حصہ رات کا بھی عبادت میں گزارتے تھے انکے زمانہ

بعثت
خط اولاد

سلطنت میں دوسری طرف کنعانیوں کی قباد کی بادشاہی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بنی ۴۵۱۳ ہبوط میں پیدا ہوئے اور بارہ برس کی عمر میں اپنے باپ بادشاہ ہوئے کہ دنیا میں کوئی ایسا بادشاہ بادشاہ تھے جہاں جانا چاہتے تھے ایک ماہ کا سفر صبح اور ایک ماہ کا سفر شام کو طے کر جاتے بناتے تھے اور حاضر رہتے

سال میں بیت المقدس آتا اور سناٹا ہاتھ لیا اور گردن کی دیوار پانچ سو ہاتھ بنائی سات برس اس میں ہے اور میں حاضر ہوئی اور اپنے ملک کو سلیمان کے سپرد کر دیا اور مطیع ہو گئے غرض کل دنیا میں آپ کی بادشاہی ہوئی آپکے بعد آپ کی اولاد میں ملک رہا اور پھر آپ کی اولاد کے ہاتھ سے ملک نکل گیا علاوہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے

اربعام۔ شکوم۔ منغائب۔ ایقات۔ الباور۔ ایسمہ۔ بہار۔ جو مملی وہ یہ ہے۔ نا مان۔ سمیت۔ نصیح۔ وائیل۔ صوبہ۔ باقیا۔ اودنیا۔ نوجاہ۔ امون

حضرت اموص علیہ السلام آپ اپنے بھائی امصیاہو کے زمانہ پادشاہت میں ۴۵۸۵ء ہبوط میں بنی اسرائیل پر بعوث ہوئے۔

حضرت یسعیا علیہ السلام آپ حضرت اموص کے صاحبزاد ہیں ۴۹۸ء ہبوط میں آپ کا ظہور ہوا اور بادشاہ بنی اسرائیل خرقیا کے زمانے میں آپ کی دعاء برکت سے قوم کو امن ہوا اور دشمنوں سے نجات ملی۔

خط اولاد یسعیا

شلوم

داوود

یسعیا

یزعیا

میشا

عوز

یہ خط ہمدقت سے ملا۔

یہ خط امون سے ملا۔

یہ خط کوثری سے ملا۔



رجام

ایسا

اسا

فاظ

یاسم

احریا

یاوش

یاواش

امیصا

عزیر

یونانم

خرقیا

امریا

عوز

یہ خط زیاہو

حضرت زکریا علیہ السلام ۵۵۴ھ میں پکا ظہور ہوا آپ نبی وقت اور رئیس خدام بیت المقدس مریم کی بہن یا بھوپتی ایشا سے آپکا نکاح ہوا ۵ سال کی عمر تک آپکے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور حضرت مریم کو ننگہ ایچی تربیت میں تھیں جب مریم کے پاس جانے تو مسودہ جات خلاف موسم آنکے پاس دیکھتے اس واقعہ سے حضرت زکریا کے دل میں خیال ہوا کہ جو قادرِ قیوم ہے وقت

الاحزاب

۳۰ سورۃ

مریم کو ایسی شیا غور دنی پہنچاتا ہے کیا عجب ہے کہ مجھے بھی بوقت اولاد عطا کرے اور اپنے مرا کے لئے دست عطا کرے
هٰذَا كَذَّابٌ أَشْرَكُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ كَدُّكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اٰلُكُمْ عَلٰى زَكَرِيَّا اٰلِهٖ رَسُوْلًا
کہا کہ آپ میرے مجھے اپنی پائس بیانیہ دعا آپکی مقبول باجابت ہوئی اور فرشتہ نے بحکم باری مدادی۔ اِنَّ اللّٰهَ يَكْسِرُ الرُّكُوْطَ

خط اولاد

يٰحٰمٰنُ مٰصِدًا قَابِلًا مِّنْ

بِرَّ خَيْرًا

اٰدَمُ

مُسْلِمًا

صِدْقًا

نَحْسًا

دَاوُدَ

سُلَيْمٰنَ

خوشخبری دیتا ہے ولادت بخیر ہوگا۔ (اس سے مراد صدیق عیسیٰ ہے یعنی اسی لئے من قبل سمیّا) اور اس کو پستیر رکھا گیا حضرت زکریا اس بشارت اور غایت مسرت جناب باری میں



کہ جو کلمہ حق کی تصدیق کرینو والا تصدیق کرینگے وگرنہ کجی کسی نبی کا نام بھی نہیں کو سن کر بہت خوش ہوئے عرض کیا کہ سب

مُسْلِمًا

مُسْلِمًا

اَنّٰی يٰكُوْنُ عَاقِبًا اٰلِ

اٰمُوْنَ

لِيْ خُلَامٍ وَّكَانَتْ اٰمْرًا لِّيْ وَقَدْ بَلَغْتَ مِنَ الْكِبَرِ



اٰمُوْنَ

اٰمُوْنَ

اٰمُوْنَ

اٰمُوْنَ

اٰمُوْنَ

اٰمُوْنَ

اٰمُوْنَ

اٰمُوْنَ

اٰمُوْنَ

ابو لاد ہوئی کہ میں پر سنا خوردہ ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے۔ خطاب اے زکریا یہ پھر آسان ہے اس سے پیشتر تم مجھ پر بھی نہ تھے اور تم نے

حضرت صفیا علیہ السلام ۵۵۴ھ

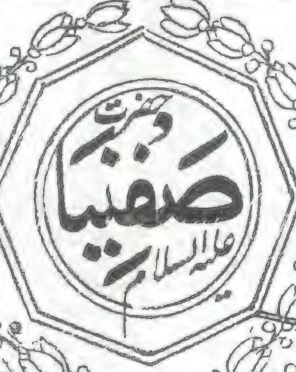
زمانہ سلطنت پور شاہ بادشاہ ہجرت ہوئے تھے۔

اٰمُوْنَ

اٰمُوْنَ

اٰمُوْنَ

اٰمُوْنَ



حضرت صفیا علیہ السلام ۵۵۴ھ

اٰمُوْنَ

اٰمُوْنَ

اٰمُوْنَ

اٰمُوْنَ

اٰمُوْنَ

اٰمُوْنَ

اٰمُوْنَ

اٰمُوْنَ

کوش

اسلئے اب پیدا کر کیا دشوار۔ چنانچہ اس عا سے پانچ سال بعد حضرت یحییٰ علیہ السلام چھ ماہ کے حمل سے پیدا ہوئے۔ اسی زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے۔ اسرار بنی اسرائیل نے حضرت یحییٰؑ کو آپ کے خوف سے ایک درخت میں پوشیدہ ہو گئے۔ بنی اسرائیل نے اُس درخت کو چیر دیا۔ سو برس کی عمر میں اس ظلم سے آپ شہید ہوئے۔ حضرت یحییٰؑ علیہ السلام بہت ہی عابد زاہد

بیت المقدس
خط اولاد

تھے خوف خداوندی بہت روتے تھے ہاتھ کہ آپ کے چہرہ پر آنسوؤں کے جاری ہونے سے زخم ہو گئے تھے ہمیشہ تخلیہ اور تنہائی میں بیٹھے رہتے تھے۔ ساری عمر نکاح نہیں کیا اور یہ اسوقت کی شریعت میں جائز تھا یا شاہ ہر دوسرے اپنے بھتیجی سے ان کا نکاح کرنا چاہا۔ حضرت یحییٰؑ نے انکار کیا۔ اس عداوت اُس نے آپ کو قتل کر دیا۔ یوحنا بھی آپ کو کہتے ہیں۔

حضرت مریم علیہا السلام باری تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کو غورتوں میں بڑا مربہ عطا فرمایا تھا اور سب سے زیادہ بزرگی آپ کی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی والدہ ہیں نسب

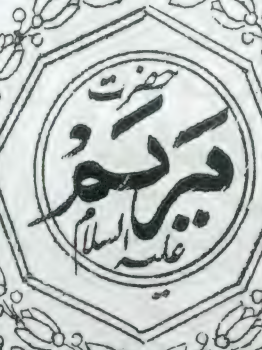
مریم بنت ایلیا ذریعہ یسہود بن امین بن زور بابل بن شلتائیل بن یوکانیا بن یوشام بن عزریا بن یورام بن بن سلیمان بن داؤد۔ حضرت قریہ بیت اللحم میں آپ کی



قدرت الہی سے بغیر اور بعد حمل ہی یا بعد ولادت کے جو دونوں تعجب خیز صورتیں نہیں آپ کی ولادت پر تمہمت لگائی اور آپ سے مزاحم ہوئے تو مریمؑ نے فرمایا کہ اس بچے سے دربار کو حضرت عیسیٰؑ روح اللہ شہ خوار کو دیں

اُسے فرمایا اِنِّی عَبْدُ اللّٰہِ اِنِّی الْکِتَابُ بِالْصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا شَقِیًّا (بیشک میں بندہ اللہ کا ہوں اُن کے

وَجَعَلْنِیْ مُبَارَکًا اَیْنَ مَّاکُنْتُ وَاَوْصَانِیْ وَبَنَیْ اَبَوَالِدَیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا



مجموعہ برکت الاجمال ہوں اور حکم کیا مجھے زندہ رہوں اور کیا مجھے بھلائی کرنا والا متکبر بدبخت) مگر قوم اس معجزہ کو دیکھ کر آئی حضرت مریمؑ کو یوسف بن نجار کو عیسیٰؑ بارہ برس کے ہوئے تو معہ اپنی والدہ شام

نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا جب تک میری ماں کے ساتھ اُور نہیں کیا مجھ کو بھی اپنی الفاظ ناشائستہ سے باز نہیں ہمارا ہمارے شریف لکھنا اور جب حضرت کے قریہ ناصرہ میں مقیم ہوئے (اسی نسبت سے

خط عیسیٰ

اولیٰ عیسائیوں کا لقب نصارا ہوا آپ کی تیس برس کی عمر میں نبوت ہوئی اور انجیل نازل ہوئی اور کمال درجہ کے زہا اور تارک الدنیا تھے۔ یہود کو آپ سے عداوت ہوئی اور بادشاہ فیلاس آپ کے قتل پر آمادہ ہو گیا۔ باری تعالیٰ نے اس کو آپ کا ہمشکل کر دیا اور صلیب پر چڑھا دیا گیا اور حضرت عیسیٰ آسمان پر اٹھائے گئے ۵۷۱۱ھ ہبوط میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے ۵۷۰ برس پہلے یہ واقعہ ہوا کل ۳۳ سال آپ دنیا میں رہے اور حضرت مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد چھ سال اور زندہ رہیں ۵۳ سال کی عمر میں انکا بھی انتقال ہو گیا حضرت عیسیٰ کے اٹھائے جانے کے بعد بنی اسرائیل کو سرسبزی نہیں ملتی اور دن بدن نزول ہوتا گیا ذالک بما عصوا وکانوا یعتدّون ط (یہ بوجہ اس کے کہ نافرمانی کی

انہوں نے اور ظلم کرتے تھے) آپ بمقابلہ دیگر انبیاء کے خصوصیت سے بنی کر صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر بھی تھے جیسا کہ اس بارہ میں کلام باری ظاہر ہے اِنِّیْ رَسُوْلٌ لِّلّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْ مِنْ الْکُتُوْبِ اَزْوَاجُ مَبِیْنٍ اَبْرٰہِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَاٰدَمَ اَوَّلَیْنِ یٰۤاٰیُّہَا نَبِیُّنَا اِنَّا بَعَدُکَ فِیْ اَہْلِکَ اَحْمَدٌ (دیشک میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف) دلیل اور بحث کے ساتھ حالانکہ تصدیق کرنا والا ہوں اس چیز کی جو مجھ سے پہلے سے بنی کتاب توہین کی جو میرے زمانہ کے بعد تشریف

پیغمبران بنی اسرائیل سے ظہور ہوا اور کہتے ہیں کہ جب مقام امصیا میں پاس آئے اور خبر دی

خوب کی طرف جاؤ چنانچہ آپ جادو

کی ہدایت کے موافق یہاں سے روانہ ہو کر خوب پہونچے۔ (نامح)



حضرت جاد علیہ السلام

ہیں ۴۲ھ ہبوط میں آچکا

حضرت داؤد کی سکونت

تھی حضرت جاد ۳۰۰

کہ حکم باری اس طرح پر ہے کہ تم یہاں سے

کی ہدایت کے موافق یہاں سے روانہ ہو کر خوب پہونچے۔ (نامح)



حضرت دانیال علیہ السلام آپ انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں آپ کے والد کا نام یوحنا بن یوشا ہے۔ یوشا کے تین لڑکے تھے۔ اول یوحنا زجنے بنی یہود کی سلطنت کی۔ دوسرے یہو یاقیم جو آخر سلاطین بنی یہود ہے۔ تیسرے یوحنا والد دانیال علیہ السلام جو یہود ابن یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں مثل دیگر انبیاء آپ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعثت کی خبر دی تھی ۸۱۶ء میں آپ کا ظہور ہوا۔ آپ کی کتاب ۱۲ فصلوں پر مشتمل ہے جس میں آئندہ کی خبریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا حال درج تھا۔ بخت نصر بادشاہ یہو یاقیم کو جس وقت گرفتار کر کے لے گیا۔ اُس کے بعد اپنے رئیس خواجہ سریاں اصفاناز سے خط اولاد

کہا کہ بنی اسرائیل میں چند آدمی جو ذہن طباع ہوں منتخب کر لے تاکہ علوم میں ان کو مشغول کیا جاوے اور بعد حصول قابلیت ان کو دربار میں رکھا جائے اصفاناز مذکور نے ایک جماعت کا انتخاب کیا از انجملہ حضرت دانیال اور تین ان کے اور ہمراہی بھی اسمیں شامل تھے۔ یہ چاروں چار برسوں کے نام سے موسوم کئے گئے اور ان کی اساس کا بھی خاص طور پر

حضرت
دانیال
علیہ السلام

ہو گیا حضرت دانیال کے ہمراہی بھی صلحا اور مطہرین سے درجہ امت کی کہ بادشاہی کھانا حضرت دانیال اور ان کے ہمراہیوں کے ہمراہیوں کے لئے طور پر احضار ہوا۔ میں مشغول رہے یہ سب بڑھ گئے اور اسی عرصہ میں تختصر نے ایک

کے اسم کی تعبیر مع کیفیت خواب یافت کی حکما باہر انچوس ہستی تعبیر سے معذور رہے۔ کہ سوال حضرت دانیال سے نہیں ہوا تھا کہ آپ عجائبات حکماء میں شامل تھے۔ اس تختصر نے ناراض کر کے قتل کا حکم دیدیا جس وقت ان سب کو عالمان تختصر قتل کر نیکو راستے لیجئے اس وقت حضرت دانیال نے درمیان نکلا کہ ہمت طلب کی اور یہ چند خواب

کی جو بعثت حضور ربہ و عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل حضرت ملاحی علیہ السلام زبان میں ملاحی کے معنی کے ہم عصر اور شریعت بنی اسرائیل انکو آخری

حضرت
ملاحی
علیہ السلام

۲۹۱۵ء میں ہبوط میں ہوا۔ عجمی رسول کے ہیں۔ حضرت دانیال موسوی کے پابند تھے اور پیغمبر سمجھے تھے۔

۱۲- خط اولاد
۱۳- خط اولاد

حضرت ساریا علیہ السلام ۲۸۲۵ھ میں ایک ظہور ہوا۔ ساریا عجمی میں لبنی امیر کردہ خدا کے ہیں ہمیشہ آپ بیت المقدس میں رہتے اور مسجد اقصا میں اوقات عزیز کو عبادت الہی میں گزارتے۔ شیعیت موسوی کے متبع تھے بخت نصر جب بیت المقدس پر چڑھا اور غالب ہو گیا تو اس کے سپہ سالار نے بعد ہم دیوار قلعہ و احراق مسجد ساریا و صفینا اور زمین آدمی اور خدام بیت اللہ کو

گرقا کیا اور دست بستہ کر کے ارض بلات میں بخت نصر کے پاس لیگیا اور وہاں آپ شہید کئے گئے۔ خرابی بیت المقدس کا روز آل اسرائیل میں ایسا گزرا ہے کہ یہ ہمیشہ اُس دن کی مصیبت یاد کرتے رہے کہ جو درحقیقت ان کے اعمال کی مکافات تھی

یعقوب
خط اولاد

دو مرتبہ سخت نافرمانیوں کے مرتکب ہوئے۔ بہت انبیا کو قتل کیا طرح طرح کے معاصی پر دلیر ہو گئے۔ اولاً بخت نصر نے انکو پامان کیا دوسری مرتبہ طیطوس کے حملے سے تباہ ہوئے مگر پھر

کلام باری میں اسکی تفصیل موجود ہے

لَتَقِيدَنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَاتِنَ وَلَتَعْلَقَنَّ

بنی اسرائیل کی طرف کتاب توریت میں اور

میں لہجہ اور البتہ میری طاعت سرشتی و بکر کر گیا

بیت المقدس پر بڑے بڑے فوج

اسنے ایک بت زوال

طول و عرض ۴۰ × ۴۰

بتخانہ میں اُسکو رکھا گیا

پرستش کی منادی کی تھی۔ اور مخلوق کی گمراہی پر

وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ فِي الْكِتَابِ

عَلَوْا كَذِبًا وَأَعْتَدْنَا لَهُمُ عَذَابًا شَدِيدًا

بیان کر دیا کہ تم ضرور فساد کرو گے زمین تمام

بخت نصر نے بنی اسرائیل اور

مظالم کئے۔ اس کے علاوہ

کاسیا رکرا یا تھا جسکا

ہاتھ کا تھا اور ایک

تمام ممالک میں اُسکی

آبادہ ۲۰۱

حضرت نریا علیہ السلام

یہ بنی اسرائیل کے ہیں

میں پابعد ہوئے

کر گئے تھے بنی اسرائیل کو

لیکن کسی نے انکی بات نہ مانی اسوجہ اپنی

بنی اسرائیل کے معنی عجمی زبان

دولت یہوایم ۲۸۲۳ھ میں

شیعیت موسوی پر عمل

ہر چند آپ نصیحت کرتے رہے

بد اعمالی کے مکافات میں مبتلا ہوئے۔

حضرت شمعیا علیہ السلام رجحام بن سلیمان کے زمانہ میں مسیح ہوئے اور آپ کا ظہور ہوا۔ آپ آل یہود ہیں جس وقت رجحام بن سلیمان نے یوربعام بن باناط افراتی سے جس کا سلسلہ نسب فرایم بن یوسف سے ملتا ہے بارادہ مصاف لشکر کو ترتیب دی تو آپ کو بذریعہ وحی الہام ہوا کہ رجحام و آل یہود اسے کہیں کہیں میں جنگ کریں اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ

تاکہ خوزیری نہ ہو حضرت شمعیا حکم خداوندی اطلاع دی اور مخلوق کو اس بارادہ روکا آخر کار سلطنت آل یہود و بنی بنیامین رجحام کے حق میں قائم ہوئی۔ اور دوسرے دس سطوں کی حکومت یوربعام کیلئے مخصوص لگائی لیکن یہی عداوت و نفاق یوربعام اور رجحام میں رہی۔

رہا اسکی وجہ ان دونوں کی حکمرانی میں قتل ہوتا رہا اور یوربعام جو معاصی و نافرمانی سے باز نہ آیا کہ حضرت سلیمان کے خوف سے اسے پہلے سے مصر میں سکونت اختیار کر لی تھی لیکن حضرت سلیمان کے انتقال کی خبر سنکر سیکان شیکم عون مصر کے پاس گیا اور اسے اجازت دیکر زمین نابلس میں گیا اور بنی اسرائیل میں بقیہ اسباط پر اپنی حکومت جمائی لیکن ان میں غرض سے بیت المقدس دینے کے لیے کہیں کہیں ایک جھگڑا قتل کر دیں اس اندیشہ سے اسے ایک بنایا اور اس جیلہ سے بنی اسرائیل کو بے سفر و دروازہ کرنا اور میں جو مذبح و مسجد بنائی اور ہیں آئین آل یہود کے گوسالہ کے قریب دیکھے جاویں۔ یوربعام کے مکر و غضب ابھی سے اسکا لڑکا بیا رہا اور یوربعام نے بغرض حصول شفاء اپنی بیوی پوشیدہ طور سے انجیا علیہ السلام کے پاس بھیجا اس وقت میں بھی نبی تھے اور عدو علیہ السلام بھی تھے جس وقت اسکی بی بی انجیا کے پاس پہنچی اسکی وجہ سے جو اس پر تباہی آئی وہی تھی اس سے

حضرت
شمعیا
علیہ السلام

حضرت
باروخ
علیہ السلام

کی حکومت کا خاتمہ ہوا شروع ہوا حضرت باروخ علیہ السلام بن ماسا اور کے صاحبزادے ہوں گے۔ باروخ اور مٹا کی خدمت میں ہتے تھے۔ اور ساریا آپ کے بھائی ہیں۔

حضرت ہوشع علیہ السلام بن بئری انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں ایکو خطاب باری خطاب ہوا کہ نکلج کریں اور اولاد ہو کر پہلے جوڑا کا ہوگا اسکا نام ایزیریل رکھیں اور دوبارہ لڑکی پیدا ہوگی اسکا نام لازو حیا رکھا جاوے اور تیسرے لڑکے کا نام لازو حیا رکھو۔ یہ گویا خرابی بنی اسرائیل سے اشارہ تھا۔ اسلئے کہ عجری میں ایزیریل کے معنی زراعت تھیکے ہیں اور زراعت میں اول

وانہ بکھرتا ہے اس مراد پرشانی بنی اسرائیل کی تھی۔ اور لازو حیا بمعنی (رحم نہ کیا گیا) ہے۔ اور لازو حیا بمعنی (ہماری قوم نہیں ہے) اس غایت ناراضگی باری تعالیٰ کی مراد تھی۔ اور یہ ترقی بنی اسرائیل کا وہ وقت تھا کہ بنی اسرائیل کی اولاد کا حد و شمار دسوا

بعض اولاد

تھا۔ ہوشع علیہ السلام انکو مواظظ و نصائح کرتے رہے اور آئندہ عذاب کی خبر دیتے تھے۔ عوزیا۔ یوایم۔ احاز۔ خرقیا چار رسلا بنی اسرائیل کا اپنے زمانہ دیکھا۔ ۷۱۵ سالہ یہبوط میں آپ کا ظہور ہوا تھا۔

بن یہود یایع کا ۷۵۵ سالہ یہبوط میں

آل یہود کفر و طغیان میں

شریعت موسوی کو کھینچنے

نے انکی ہدایت کیلئے

اپنی قوم میں گئے اور

خطاب کیا کہ باری تعالیٰ فرماتا ہے (اے

تم سے بری ہوں۔ اور تمہاری رستگاری دشوار

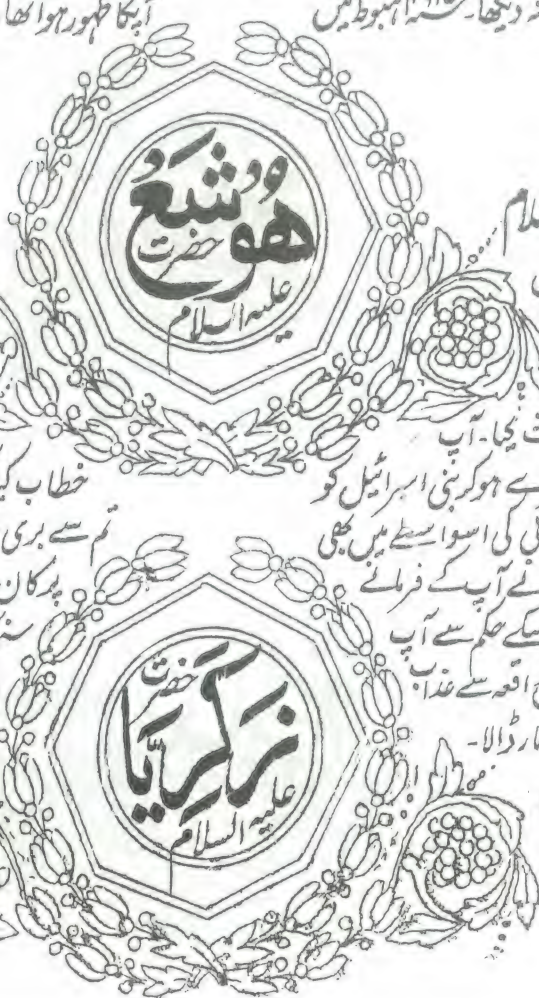
پر کان نہ دھرے۔ بادشاہ یواش جو اپنے

سنگسار کئے گئے۔ اور آچھے بھائیوں

اکہی اُنپر نازل ہوا اور بادشاہ یواش

یہ حضرت زکریا و الیہی علیہ السلام

گزے میں۔



حضرت زکریا علیہ السلام

ظہور ہوا اس زمانے میں

مبتلا ہو گئی تھی اور تباہ

ڈال دیا تھا۔ باری تعالیٰ

حضرت زکریا کو مبعوث فرمایا۔ آپ

ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر بنی اسرائیل کو

قوم تم نے میری نافرمانی کی اس واسطے میں بھی

سے۔ یہ من آل یہود نے آپ کے فرمانے

گریہ کا ہنجھال تھا اسلئے حکم سے آپ

بھی قتل کر دیا گیا۔ اس واقعہ سے عذاب

کو خود اسکی فوج نے مار ڈالا۔

کے علاوہ دوسرے بنی

حضرت مینحہ علیہ السلام بن نملا کا ظہور ۲۵۲ھ میں ہوا آپ کے زمانے میں بادشاہ بنی اسرائیل یہوشافاظ اور احاب سلطان اسباط عشر کے باہم اتحاد تھا۔ ایک مرتبہ بغرض ملاقات وہ احاب کے پاس مقام شومرون میں آیا۔ احاب نے یہوشافاظ سے کہا کہ آپ دفع اعدائے میری کچھ امداد دیجئے تاکہ اراضی راموت جو میری قدیمی میراث ہے قبضہ ملک رام

سے نکل آوے۔ یہوشافاظ نے جواب دیا کہ تمہاری اعانت کو موجود ہوں لیکن مناسب ہے کہ اس بارہ میں رضاء خداوندی کسی نبی کے ذریعے سے معلوم کر لیں تاکہ نتیجہ بہتر ہو۔ احاب نے اس وقت چار سو آدمی جھوٹے مدعیان نبوت جمع کر لئے اور ان سب نے یہوشافاظ کو احاب

یہوشافاظ
خط اولاد

کے امداد کی رائے دی لیکن یہوشافاظ کو انہی بات پر کچھ اطمینان نہ ہوا اور کہا کہ ان کے سوا کوئی اور بھی نبی ہے۔ احاب نے حضرت مینحہ کے بارہ مہینے کر لیا کہ وہ بھی نبی ہیں لیکن اس جماعت میں نہیں تھے ان کے کلام میں فال نیک کم ہوتی ہے اس واسطے ان کو نہیں بلایا گیا۔ یہوشافاظ نے حضرت مینحہ کے لئے اصرار کیا تو احاب نے اس جنگ کے متعلق حضرت مینحہ کو اسکو اس ارادہ سے منع کیا اس پر احاب کو تیار کر کے اپنے ارادہ کے موافق حملہ کر دیا۔ اپنی شامت اعمال کے موافق ذلیل ہوا اور سب بہار و شکاری جان مرنیکے بعد حکمت الہی



حضرت علی حجازی علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل میں ظہور ہوا (علی حجازی بمعنی حج کردہ)۔ سلطنت داریوش کے دوسرے سال پ بیت المقدس میں آئے اور اہام خداوندی تعمیر بیت المقدس کے بارہ مہینے میں بنی اسرائیل کو آگاہ کیا آپ اور رئیس خدام مسجد کو مخاطب کر کے دونوں سے فرمایا کہ تم میری مسجد میں مصروف ہو ورنہ جب تک تم سے رکی ہوئی اور گشت و خون کا مادہ ہو اور سلطنت داریوش نہ ختم ہو تا رہے ۲۴ کو درستی بیت المقدس کا کام شروع ہوا۔



(تاریخ التواریخ)

حضرت نائان علیہ السلام۔ نائان کے معنی عبری زبان میں (دیا ہوا) کے ہیں۔ ۳۹۹ ہبوط میں آجکلہ طور پر شریعت موسیٰ کے باندہ تھے۔ نائان ایل بھی کہلاتے ہیں اس صورت میں خدا داد کے معنی ہو جائینگے اسلئے کہ عبری میں ایل خدا کو کہتے ہیں حضرت داؤدؑ کے معاصر تھے۔ اور داؤدؑ کا حال جیسا کہ مشہور ہے ۹۹ بیویاں تھیں آپنے ایک عورت اور نکاح کیا اور اسے ایک لڑکا پیدا ہوا اور اس عورت کا اور یا عجمانی سے نکاح ہوا نافرار پایا تھا چونکہ حضرت داؤدؑ نے اپنی خواہش سے یہ نکاح کیا تھا باوجود

آپکی بیویاں کثرت سے تھیں اسلئے یہ امر پسندیدہ خداوند ہوا اور اس طریقے سے محض اپنے فضل سے آپکو آگاہ کیا کہ دو

بیتقوت
خط اولاد

شخص ہی جنکے قضیہ تھا تصفیہ کی غرض سے آپ پر داخل ہوئے جیسا کہ حق جل جلالہ کا ارشاد ہے **هَلْ أَتَاكَ**
قَبْلُ الْخَصْمِ إِذْ تَسُوْرُ الْحِجَابَ طر کیا آئی تیرے پاس خبر آن رہنا زمین کی جبکہ داخل ہوا اسکی عبادت

میں) ان دونوں کے ساتھ حضرت نائان بھی تھے۔
تسکین کی اور قالوا لا تخف خصمان
بیٹنا یا بحق رکھا انہوں نے ڈر مت
پر ظلم کیا گیا ہے۔ تم حق کے ساتھ فیصلہ
یہ ہے کہ یہ ایک میرا بھائی ہے نہ
میرے صرف ایک بھائی ہے
لیلیا اور مجنوں دلیس کیا
انصاف اسکا فیصلہ تھا

حضرت
نائان
علیہ السلام

فرمایا **لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَى**
بھری برباد ہو دیکھ اسکے پاس بہت سی بکریاں ہیں یہ قصہ جیت ہو گیا تو وہ دونوں جھگڑنے والے یعنی جبرئیل میکائیل حضرت داؤدؑ
کی نظروں سے غائب ہو گئے اور حضرت داؤدؑ
تھے اور تمہاری حالت تیرے پیش کر گئے ہیں کہ
کے بارہ میں یاد دہانی کی اور اسکی حق تلفی
تمکو نبوت اور سلطنت عطا کی طاعت
فرمایا تمکو ایسا گناہ باز بنا نہیں دے گا
کہ گناہ جو اڑا کا اس عورت
حضرت نائان کو چلے گا

حضرت
اوریا
علیہ السلام

باد جو وہ ۹۹ بیویوں کے تھے اور یا عجمانی
ہوئی باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے
سے نجات دی اور اپنی نعمتوں سے سرفراز
گو اللہ تعالیٰ تمکو ہلاک نہ
کے سے وہ بچے گا۔ یہ کہ
اور حضرت اوریا کا یہ
زار کی تے رہو نہ کھانا
حضرت اوریا علیہ السلام بن صامان

حضرت ارمیا علیہ السلام آپ نبیامین بن یعقوب کی اولاد میں ۲۸۱۹ سالہ یہود میں پکا ظہور ہوا۔ عجمانی میں ارمیا معنی بزرگ خد کے ہیں۔ ابتداً آپ پوشیدہ طور سے احکام الہی کا اظہار کرتے رہے یہاں تک کہ یہود اُن کی جو سوت بادشاہ ہوا تو آپ پر وحی نازل ہوئی اور نبی اسرائیل چونکہ کفر و شرک میں تھک کر گئے تھے اُن پر عذاب نازل ہو گیا آپ نے خبر دی اور نبی اسرائیل کو

دین اسلام کی طرف بلایا۔ اور آپ نے باروخ کو ایک کاغذ دیا اور کچھ لکھوا ناشر شروع کیا۔ اور باروخ کو وہ کاغذ دیکر بیت المقدس روانہ کیا تاکہ لوگوں کو ہدایت کریں اور خبر کریں کہ اگر طاعت خداوندی قبول نہ کیے تو یہ شہر حراب ہو جائیگا

قیس

افیل

یہا نیل

نیر

افین

حضرت ارمیا علیہ السلام

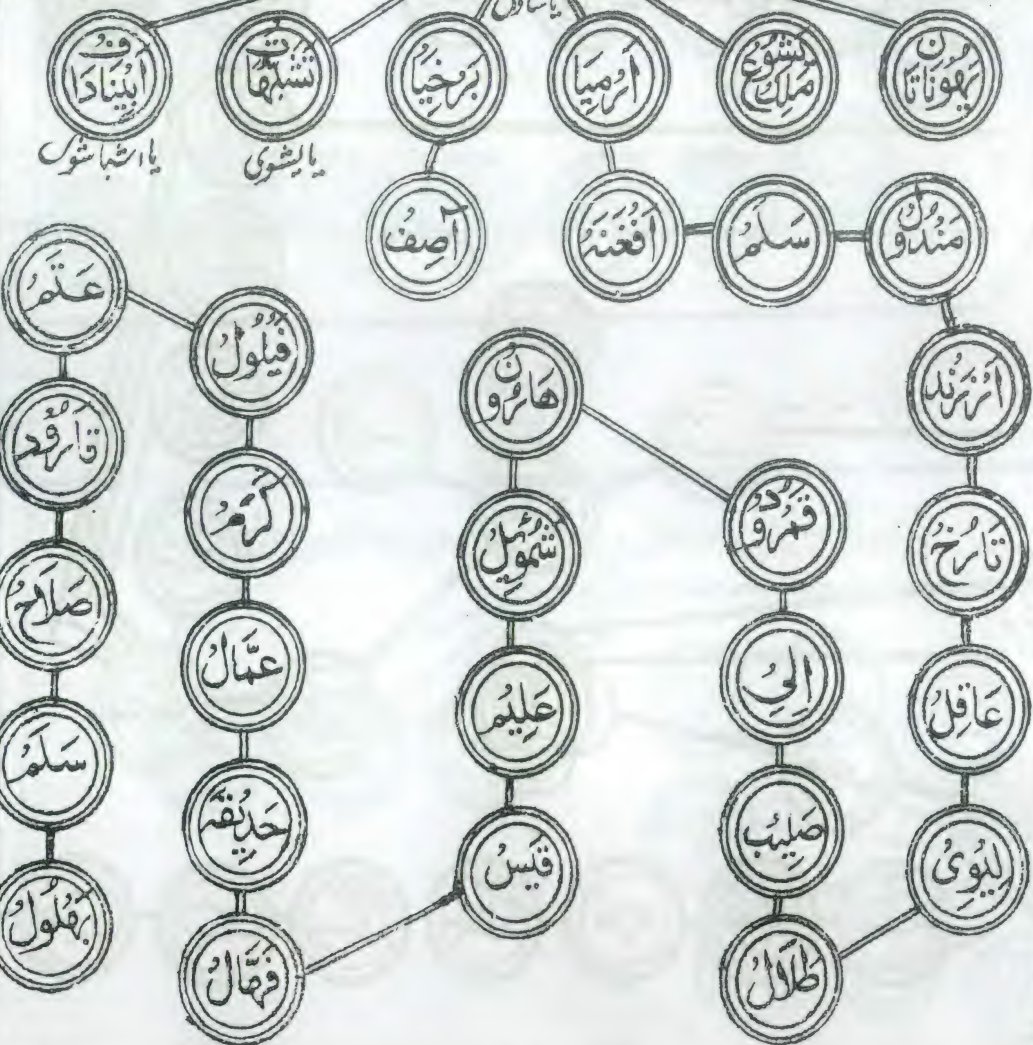
حضرت مردخا علیہ السلام

اور آل یہود ارمیاہ بابل کے ہاتھ تباہ ہو جاوے گی اور کتاب آسمانی جلا دی جاوے گی۔ حضرت باروخ اسکی نصیحت میں بیت المقدس روانہ ہوئے۔ اور نبی اسرائیل کو متنبہ کیا۔ ایک شخص میجابن عازر بن صافان انکی تقریر سنکر محل تباہی میں آیا اور اکیں سلطنت کے اطلاع طلب کیا اور کہا کہ تم اور ارمیاہ یہود اسلئے دو دنوں کے ارمیاہ کو بادشاہ کے اور حضرت باروخ وارمیاہ کے بیت دونوں پر پوش رہے بادشاہ آل یہود کا بالہام باری پھر آپنے کیا اور قوم کو سمجھاتے رہے۔ اتفاقاً اُس زمانہ میں یہاں متجنس نے تختصر کی آمد کا حال سنکر آل یہود کے تحفظ کی غرض سے حوالے بیت المقدس میں پناہ شکر بھیج دیا۔ اہل بابل نے جب یہ خبر سنی تو وہ حملہ سے اسوقت رُک گئے اور باروخ کے ارشاد سے اور لاہر وائی ہو پاس آئے اور بھیجا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نیخوت ہو۔ میں کچھ نہیں خبر دیتا ہوں نہ مالی اور فرعون مصر کا اور آپ مجبور ہو کر بیت المقدس ہوئے تو آپ پر طرح طرح بہت کہے گئے تو آپ نے کوفہ کو یاد کیا نجات ہمیں اوی کچھ عرصہ بعد حضرت ارمیا نے جو کچھ فرمایا تھا وہ ہی صورتیں پیش آئیں

یاسر بن شعی بن قیس مغیران بنی اسرائیل اور اولاد بنیاسر ہیں اور لقب ایکاباشان ہے جسکے معنی عبری زبان میں سنہور کے ہیں۔ یہ لقب ایکاباش کے ہوا کہ آپ انہی زبانیں جانتے تھے۔ یہ سب یہود میں پکا ظہور ہوا۔ (ناسخ التواریخ)
ملک طالوت بلوک بنی اسرائیل سے ہیں حضرت شموئیل سے جب بنی اسرائیل نے اپنا کوئی بادشاہ مقرر نہ ہو سکی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت شموئیل کے پاس طالوت کو بھیجا چونکہ منجانب اللہ حضرت شموئیل کو ملک طالوت کی نشان دہانی دی

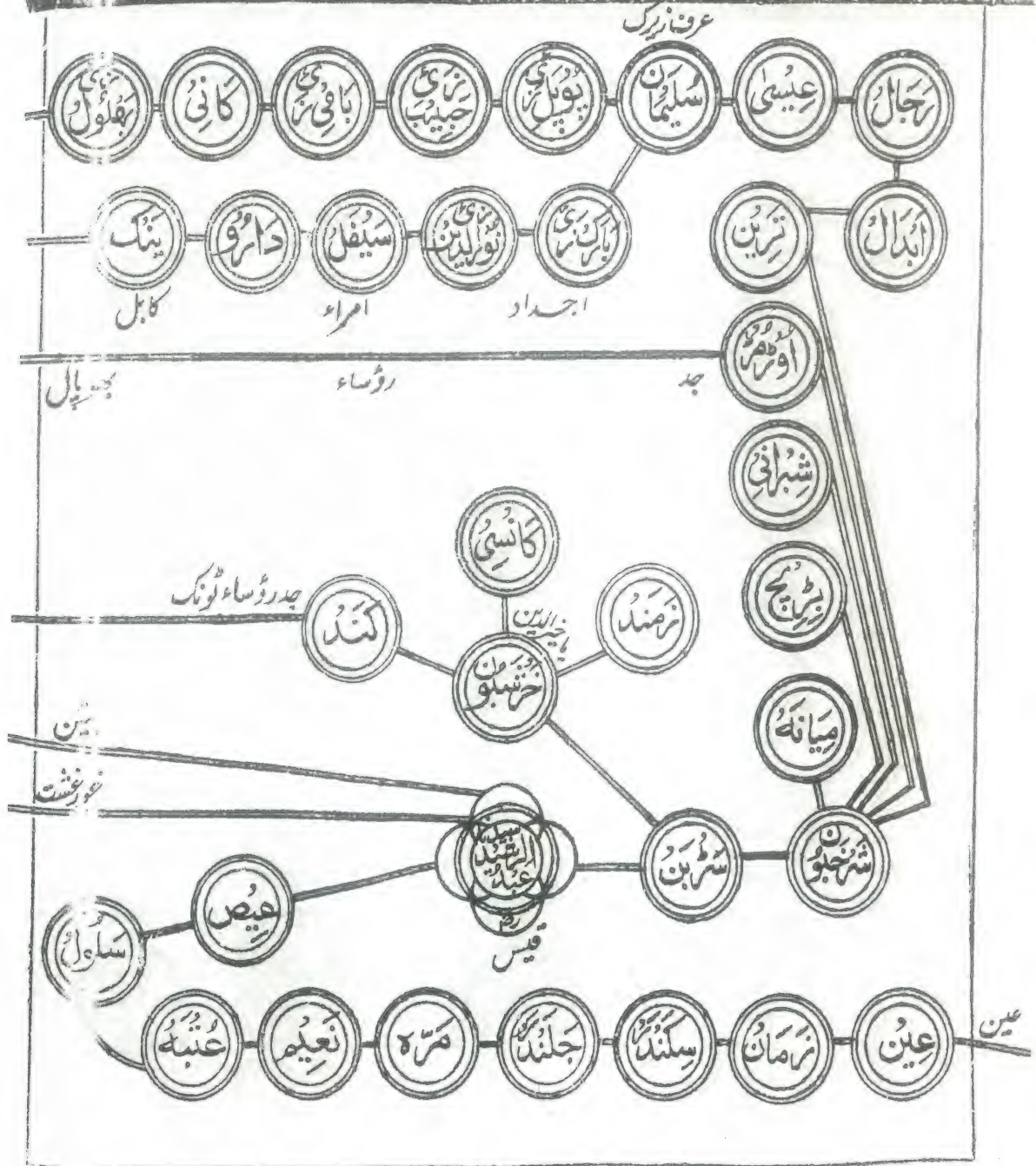
گئیں تھی جسوقت حضرت شموئیل پاس پہنچا انکو دیکھ کر شموئیل نے طالوت کو بادشاہ بنی اسرائیل مقرر کر دیا لیکن یہ بنی یہود نہ تھے خواہ بنی اسرائیل نے اعتراض کیا کہ طالوت کی بادشاہی کیسے ہو سکتی ہے حالانکہ لوگ ل یہود ہوں چلے آئے ہیں۔

یہ بنیاسر کی نسل ہیں جو مستعمر سلطنت نہیں اور
طالوت بنیاسر کی جدیت بھی اس قابل نہیں بنلا



ہمارے کہ سبط مملکت میں حضرت شموئل نے بنی اسرائیل کو سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہے مقرر کر دے چونکہ حکم باری طاہر کیلئے ہو چکا ہے اسلئے طاہر کو بادشاہ نوادریسکی اطاعت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو ظاہری قد و قامت اور باطن میں از روئے علم کے غیر فضیلت دی۔ بنی اسرائیل نے حضرت شموئل کے اس حق پر طاہر کو بادشاہ ہونے کی علامت طلب کی تو حضرت شموئل نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ طاہر کو سبط مملکت کو اسکی وجہ سے پھر واپس کر لیا جو عمال اللہ بنی اسرائیل سے چھین لیتے تھے (جسکے صدر میں بنی اسرائیل ہمیشہ رہتا تھا)

عرف نزدیک



کرتے تھے اور اسکے واپس آنکی بدسیر کیا کرتے تھے چنانچہ بالوت سیکھ ملائکہ نے طالوت کے پانچ بچا دیا۔ یہ علا اور اسل اور سو بنی اسرائیل نے دیکھی تو باچار طالوت کو قطع ہو گیا لیکن دل میں ہمیشہ کدورت رہی۔ طالوت بادشاہ ہو کر فلسطین پر حملہ کی تیاری کر دی جس وقت مقابلہ ہوا تو بنی اسرائیل کی کدورت نے جوہر دکھائے اور ضرر خدا و اہل بد رفتن سوا اور چھوڑ دیا۔ بد رفتن تیرہ یا بیس آدمی انکے ہمراہ گئے حضرت اوزی و جہم انکو اس منع پر فتح ہوئی جالوت مارا گیا اور اس صلہ میں اوزی سے ملک طالوت نے

معمور عمر سعد خضر خا شیر خان سرست خان دولت محمد

احمد شاہ افغانستان

امیر خا خضر خان

عمر خان

محمد علی

یارو

میا جی

میا جی

جام خان

ایمیدہ خان

کابل
افغان
سلسلہ
بھوبال
سلسلہ
پاکستان
نواب
جدید
خطی

یہ صوبے بڑے قبائل کے اجداد ہیں جنکا سلسلہ نسل ملتا ہو وہ یہاں سے فرما سکتے ہیں۔

بیٹن

کچن

دراپو

امیر

مند

بانی

دانی

دادی

بیٹنی

ناغری

کاکڑ

غور

دکھان

اپنی لڑکی کی شادی کر دی تو بیانیس بیانیس سال نبی سر ایل بر حکومت کی آخر میں حضرت آؤڈ کے بچا ہونے کا حال کو خاندان
ہوا اور اس حال سے انکے شہر میں قتل کر دیا جسکی مکافیس طاہر لوت اور اسکی اولاد اہل فلسطین کے ہاتھوں قتل ہوئی
طاہر لوت کے دو بیٹے رہے اور بچا بعد میں طاہر لوت پیدا ہوئے جسکو حضرت آؤڈ نے پرورش کیا اور اپنا وزیر کیا اور ان دونوں
کے ایک ایک سے نصف نصف پیدا ہوئے حضرت سلیمان کے وزیر تھے۔ افغنہ چونکہ جری و قوی لڑکے تھے اس واسطے حضرت سلیمان

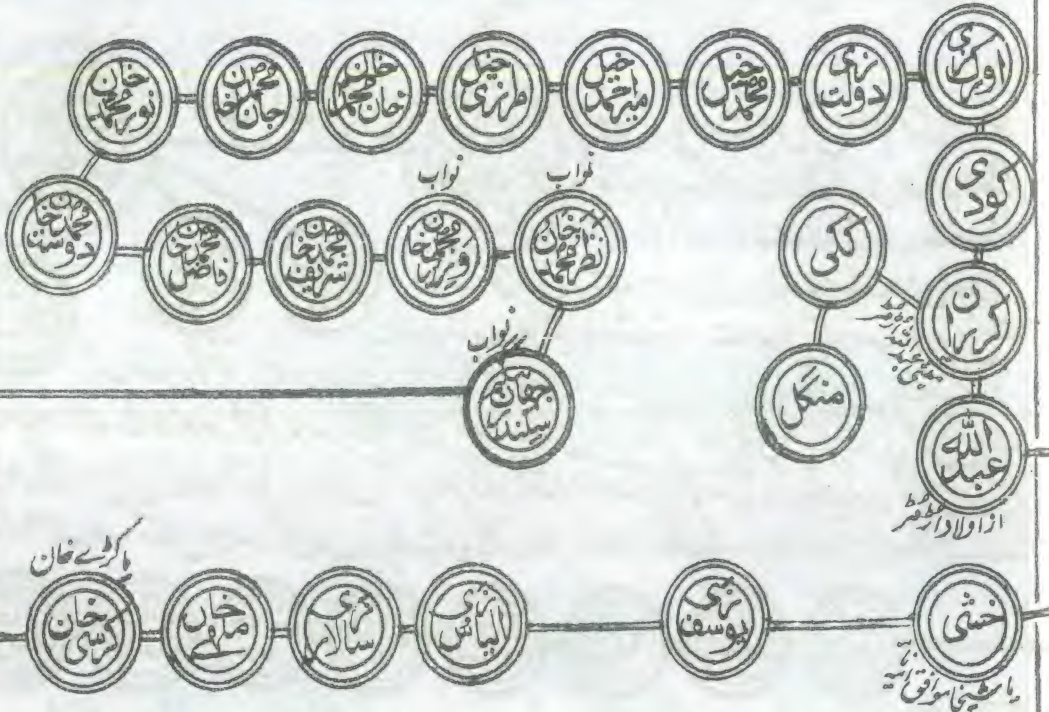


دولت خداداد افغانستان
پہلے اسکے مختلف نام رہے لیکن ۱۲۷۴ء
قندھار کا تخت نشین ہوا جسے افغانستان
اسکے بعد ہمیشہ مختلف قبائل کے حکومتی گرد
خطہ افغانستان سے حکومت کرتے رہے۔ احمد شاہ ابدالی جو لقب رانی سے مشہور سلطنت افغانستان کا پہلا بانی ہے جسے چوتھے حملہ

دہلی کو بھی فتح کیا تھا اور عالمگیر ثانی سے مل جل کر محمد شاہ کی لڑکی سے خود نکاح کیا اور عالمگیر کی لڑکی سے اپنے لڑکے تیمور کی

شادی کی بعد اسکے تیمور نے قندھار کی تیس سال حکومت کی۔ اسکی اولاد میں دہلی و قندھار کا تہہ چلنے لگتا تھا۔ قندھار کی بادشاہوں سے خالی ہو گیا اور بادشاہ خاں کی اولاد میں بل قندھار غزنی پٹا ور قسیم ہو گیا۔ امیر دو محمد خان
کے قبضہ میں آئے انہوں نے اکثر لڑائیوں کے بعد ہرات کو فتح کر لیا اسکے بعد ۱۸۶۳ء میں امیر دوست محمد خان کا مقام ہرات
انتقال ہوا اور انکے بیٹے شیر علی خاں تخت نشین ہوئے۔ ۱۸۶۸ء میں سفیر انگلستان کے قتل ہوئی وہاں گورنرٹ برطانیہ کا
حملہ افغانستان پر ہوا۔ اسی اثناء میں شیر علی خاں انتقال ہو گیا۔ انکے لڑکے یعقوب علی خاں نے انگریزی فوج کا مقابلہ
کیا لیکن مغلوب ہوئے اور گرفتار ہو کر ہندوستان میں آئے۔ اور اس کے بعد میں امیر عبدالرحمن خان صاحب کو بادشاہی
افغانستان سپرد کی گئی انکے زمانہ میں افغانستان کو نہایت ترقی ہوئی علمی صنعتی انتظامی امور اعلیٰ پیمانہ پر ہو گئے اور
عدل و انصاف سے حکومت کی۔ ۱۹۱۹ء میں امیر عبدالرحمن خاں صاحب اہل ملک بچا ہوئے۔ اور انکے فرزند جہند
دولت افغانستان کے والی ہوئے۔ امیر صاحب بھی خوش انتظامی حسن تدبیر نیک دلی فیاضی رحمدلی میں اپنے والد بزرگوار
امیر صاحب مرحوم کی مثال ہیں (تاریخ افغانان) (۱۰ صولت افغانی بحوالہ دیگر مکتب)

نے افغانہ کو سپہ سالار مقرر کر کے جنوں بھی حاکم کر دیا اور مسجد اقصیٰ اسکے اہتمام سے تیار ہوئی نسبت بعض اشخاص جو تحقیق سے سرور
انہدق لکھتے ہیں افغان جن کی اولاد ہیں جو سر اسر غلط ہے۔ بعد سلطنت سلیمان بنی اسرائیل میں بھر تفرق کی وجہ سے باہمی ہوئی
اور بخت نصر نے بیت المقدس کو قبضہ کر کے سب کو جلا وطن کر دیا۔ جبکہ جو طرف موقع ملا چلا گیا افغانہ کی اولاد بھی کچھ لوگ کہ مکہ مدینہ بلاد
عرب میں چلے آئے پہلے تنسی کی وجہ سے ایک کروہ بلوچ ہندوستان میں گزرنا ہوا مسکن کی تلاش میں کوہ سلیمان



ممالک افغانستان میں آباد ہوا۔ ایک عرصہ بعد جب نور محمدی روحی فداہ عالم منور ہو گیا تو چند اشخاص اس کے وہ مشرف باسلام
ہوئے اور انہوں نے باقیضاء ہمدردی قرابت ممالک افغانستان میں اپنے اسلام کی اطلاع کی اور انکو بھی طلب کیا چنانچہ
تاریخ اسکا شاہد ہے کہ قیس افغانستان سے روانہ ہو کر عرب پہنچا اور اپنے اہل خاندان کے ہمراہ عتہ علیہ فخر عالم الشریعہ
علیہ وسلم پر جہہ سا ہوا۔ اور حضور نے اپنے الطاف رحمۃ اللعالمین سے جماعت اسلامی میں داخل فرما کر عبد الرشید نام سے موسوم کیا
عبد الرشید کے بنی اعمام حضرت خالد بن لید کے زیر کمان تھے یہ بھی انہیں شامل ہو کر شجاعت بنی اسرائیل کے جوہر دکھانے لگے
اکثر موقعوں قابل قدر خدمات انجام دیں سوچتے تھے امت کے موروثی عتہ ہوسے ابدیہ وہ شرف حاصل ہوا کہ جسے برہنہ کر دیں
دنیا میں کی بزرگ نہیں ہو سکتی اور حضرت عبد الرشید کے علاوہ بنی اسرائیل میں ان کے اس فضیلت پر قوم افغان مجسمہ فخر ہو
جایا ہے اور کم ہے۔ اسی اتباع میں افغانہ اپنے سلسلہ کو عبد الرشید تک پہنچانے میں فخر بھی کرتے ہیں۔ غالباً عبد الرشید کے
انہی واقعات بعض لوگوں نے خیالی ہو گیا کہ افغانان خالد بن لید کی اولاد ہیں۔ حالانکہ خالد بن لید کی لڑکی سارہ عبد الرشید کا

نکاح ہونا تاریخ میں کیس قدر پایا جاتا ہے جیسا کہ تاریخ افغانستان میں صولت افغانی میں کمالہ دیگر کتب لکھا ہے (اور یہ امر خیر الصود کے واقعات صحابہ کے اخوت اسلامی) بعد الرشید کے خاندانی لڑائی قابلیت کے لحاظ کوئی متبعہ امر نہیں لیکن سلسلہ نسب ہمہ اگر خاندان میں لید کی طرف منسوب کیا تو اس صورت میں واقعات مذکورہ کا جیسا کہ راقم الحروف بیان کیا خلاف لازم آئے گا۔ یاں سلسلہ مادری میں اگر اس نسبت کو گنجائش دی جاوے تو وہ امر آخر ہے۔ ایک دوسرا اختلاف اس سلسلہ میں ہے کہ بعض مورخین

۱۱۰

نے ملک لوت کو یہود کی اولاد میں قرار دیا حالانکہ کثرت سے صحیح روایا اور مورخین اسلام بیشتر اقوال اسکے خلاف در کلام باری

نواب سلطان جہاںگیر
خان محمد ناصر اللہ
والی ریاست بھویال دام شہنا۔ انکے خاندان کے مورثا غلے کر راں عبداللہ اڑم کے مبنی تھے انکی اولاد سے نور محمد خاں کے فرزند دوست محمد خاں کہ جیسے سلسلہ میں سچ ہے سلسلہ میں بہر ہمار شاہ بن عالمگیر بادشاہ تیراہ سے جلال آباد آئے اور یہاں سے ایک افغان کو قتل کرینی وجہ سے دہلی میں کہ ہمراہ فوج بادشاہی مامورہ مالوہ۔ مالوہ میں چلے آئے اور ایک سردار مالوہ کے ملازم ہو گئے کچھ عرصہ بعد نکل گدہ متصل بیرسہ میں اگر ٹھاکر آئندہ سنگی والدہ کے اپنی حسن بدیر سے متبنی ہو گئے۔ اس لانی کے بعد انتقال بیرسہ میں اگر اپنے عزیز اور مقوم افغانہ کو نور محمد خاں ہلا کر ملک گیری شروع کر دی سالہ میں بعد انتقال دوست محمد خاں انکے بیٹے یا محمد خاں نظام الملک کی امداد سے رئیس بنے اور وزیر



بنیاء ریاست مستحکم ہوئی گئی۔ موجودہ حکمران نواب سلطان جہاںگیر صاحبہ منظم مزاج رعایا پرور ہیں انکے صاحبزادے ہیں جنہیں سے صاحبزادہ نصر اللہ خان صاحب لیعہد ریاست ہیں۔ دینی امور میں اس اور کار خیر میں اس ریاست کی اموال العزیز ہمیشہ سے مشہور ہے۔ (تاریخ بھویال)

ایمن لدولہ وزیر الملک اب حافظ محمد ابراہیم علیخان بہادر صولت جنگ والی ریاست بھویال دام اجلالہ۔ آپکے مورث غلے طالع خاں قصبہ جو نیز علاقہ بیرسہ ہندوستان مقام رامپور زونولی میں آئے پھر مقام سنبھل ضلع مراد آباد میں اقامت فرمائی اور یہاں ہی انتقال ہوا انکے پوتے نواب میر خاں سالہ میں پیدا ہوئے جنکی پیشانی سے آثار شجاعت جوید آئے۔ سن شعور کو پہونے کو خاں ملاک گیری ظاہر ہونے لگے اور اطراف جوانب میں نکی شہرت ہو گئی بعد چند سے یہ تلاش میں مالوہ گئے یہاں پر میرا بی جماعت افغانان جو ایک ہزار انکے ہمراہ تھے رئیس کھیم والی را کھو گدہ کے پاس مقیم ہو گئے اسکے بعد دارا سیدھیان رفعت اختیار کی اور ہر جگہ اسے بہادرانہ کارنامے ظاہر ہوئے کچھ عرصہ بعد ہار راؤ جسونت ہارنے حسابیاء کو زنجیر

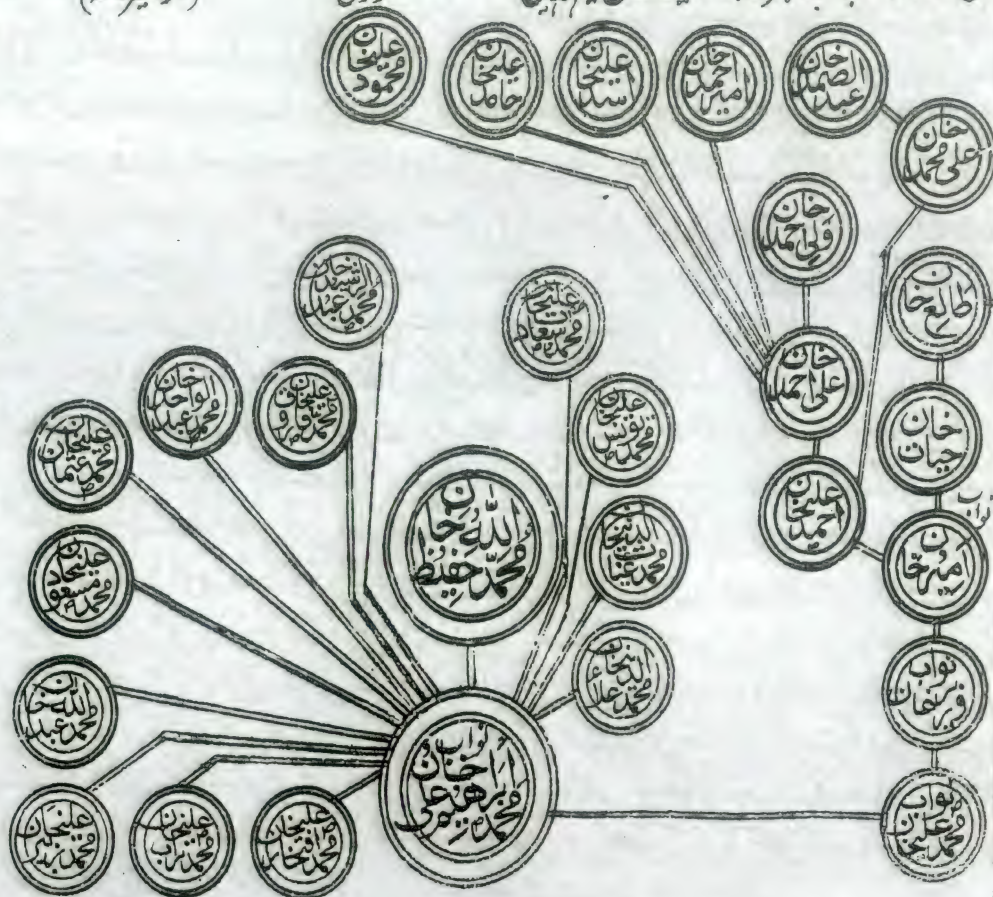
خط صاحب رؤساء ٹونک

سے بھی ان اقوال کی تائید ہوتی ہے اسی بنا پر اس اخیر ٹولف کیا کہ انہی اقوال پر کار بند ہونا پسندیدہ ہو اور انجملہ چند اقوال کے
محققین نے ذیل تفسیر آیات قرآنی حسب ذیل میں وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ط
قَالُوا أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمَلِكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمَلِكِ وَلَمْ يَكُنْ سَعَةً مِنَ الْمَالِ ط (اور کہا حضرت
شمویل نے بنی اسرائیل سے تحقیق اللہ تعالیٰ نے طالوت کو مہار بادشاہ مقرر کیا ہے کہا انہوں نے تعجب سے کہی ہو سکتی

ولیسر اسد نواب امیر خاں کو چھ برگہ راجہ تان دیکھ صلح پر رضامند کر لیا اور ریاست قائم ہو گئی اگر نواب امیر خاں کے تمام کمال حال لکھ جاویں تو ایک فقر مستقل ہو جاوے۔ انکے صاحبزادے نواب محمد وزیر علی خاں کو ابو نصر محمد اکبر شاہ تانی نے خطاب وزیر الدولہ امیر الملک بہادر جنگ کا عطا کیا۔ اور بعد انتقال نواب امیر خاں ۱۲۸۵ھ میں گدی نشین ہوئے ۱۲۸۵ سال ریاست کر کے ۱۲۸۶ھ میں انتقال کیا انکے بعد نواب علی خاں نے تین سال حکومت کی اور قتل رئیس لاوہ کا باعث بنارس بھیجے گئے۔ ۱۳۱۳ھ میں انکی وفات ہوئی۔ اسوقت کے والی ملک نواب محمد ابراہیم علی خاں انتظام ملکی میں بیدار مغربی سے مصروف ہیں۔ نیک مزاج۔ رحمدل فیاض منش اور بڑی خوبی کے رئیس ہیں۔ ۱۸۹۵ھ میں گورنمنٹ سے آپکو خطاب بھی عطا ہوا۔ آپکے صاحبزادے عبد الحفیظ خاں ملے ہیں۔

(از امیر نامہ) مولوی

مولوی



سے طالوت کو بادشاہی پر جلال نہ کم زیادہ لائی ہیں دشمنی۔ اور انہیں اس کی حد کشائش کی۔ یعنی اگر نسب یہود انہوں نے کی صورت میں کوئی مالی حیثیت ہوتی تاکہ سامان لشکر اور اسباب جنگ مہیا کر سکتا۔ آیت مذکورہ صاف ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کو وجہ انکار نسب طالوت ہوا جیسا کہ بدلول لفظ علینا اور نحن احق بالملک سے پایا جاتا ہے ورنہ حقیقت طالوت آل یہود کا ہوتا تو بنی اسرائیل کو اس کی تجویز نہ ہوتی۔ دوسرے قولت سے من المال سے بھی انکار نسب غیر ہونا ہو سکتا تھا۔ گو مردان بنی اسرائیل

کی (سفایا وغیرہ) افعال بھی صحیح ملک طالت کرتے تھے۔ بہر حال نفی سبط مملکت اس سے بھی ظاہر ہے اس لئے کہ خاندانی تعلقات افعال میں ضرور دخل ہے اس پر حضرت شموئل کا ارشاد ان الله اذکفہ علیکم و زادہ بسطۃ فی العلم والجنس و تحقیق اللہ نے پسند کیا طالوت کو تیس روز زیادہ کا اسے کشادگی اور افزونی علم فن حرب وغیرہ میں اور جسم میں کم سے بلند قامت تھا۔ اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ فناء خرق عادت ضد ادین کسم ہوتا ہے۔ باری تعالیٰ کو بنی اسرائیل جیسی قوم پر اپنی سطوت قدرت کا اظہار کرنا تھا کہ ہم جسکو چاہیں بادشاہ کر دیں اور بادشاہ کو غریب فقیر کر دیں سب کچھ ہمارے قبضہ قدرت میں ہے اور اس کے لئے ضرور تھا کہ ظاہری رسم و اسباب خلاف کوئی اور ظاہر ہو پس محمد ملک طالوت بن یہود مانا جائے تو فناء آیت کے خلاف ہوگا اور زادہ بسطۃ فی العلم و الجسم کی وجہ مفید ثابت نہ ہوگی لہذا مفسرین کو شاول کو بنی یہود تسلیم کر نہیں سکتے۔ (۱) تفسیر کبیر علی مرآۃ رازی نے لکھا ہے کہ قَالَ الْمَفْسُورُونَ وَسَبَّ هَذَا الْاِسْتِغَادَانِ الْبُتُوۃُ کَانَتْ مَحْصُوصَةً لِّسَبْطِ مُعِیۡنٍ مِّنْ اَسْبَاطِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ وَهُوَ سَبْطُ لَاوِیۡ بْنِ یَعْقُوبَ وَ مِنْهُ مُوسٰی وَ هَارُونَ وَ سَبْطُ الْمَمْلَکَةِ سَبْطُ یَهُوۡدَا وَ مِنْهُ دَاوُدُ وَ سُلَیْمَانُ وَ اِنَّ طَالُوْتَ مَا کَانَ مِنْ اَحَدِ هَذِیۡنِ السَّبْطِیۡنِ بَلْ کَانَ مِنْ قُلُوبِ بَنِیَامِیۡنٍ فَلِهَذَا السَّبَبِ اَنکَرُوْا لَوْنَهُ مِلَکًا لَّهُمْ (مفسرین بیان کیا کہ سبب اس بعد کا یہ ہے کہ نبوت مخصوص بنی گروہ معینہ میں گروہ بنی اسرائیل سے اور وہ اولاد لاوی بن یعقوب سے جنس سے حضرت موسیٰ و ہارون ہونے۔ اور مملکت مخصوص بنی اولاد یہود میں انیس دَاوُد و سلیمان ہیں اور تحقیق طالوت ان دونوں گروہوں میں سے نہیں ہے بلکہ اولاد بنیامین سے پس اس وجہ سے بنی اسرائیل نے اسے بادشاہ ہوئے انکار کیا تھا) اسی کے آگے لکھا ہے فَقَالَ وَهَبْ کَانَ دَبَاۃً وَقَالَ لَشَدِیۡ کَانَ مَکَارِیَا وَقَالَ اٰخَرُوْنَ کَانَ سَقَاءً (پس کہا وہ سب طالوت دباغ تھے اور سدی کہتے ہیں کہ مکاری گھوڑے اونٹ وغیرہ کو کہتے ہیں لانے والا اور اوروں نے کہا کہ سقے تھے۔ (۲) عَلَیْمَہُ اَبِی السَّعُوْدِ وَسَبَّ هَذَا الْاِسْتِغَادَانِ الْبُتُوۃُ کَانَتْ مَحْصُوصَةً لِّسَبْطِ مُعِیۡنٍ مِّنْ اَسْبَاطِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ وَهُوَ سَبْطُ لَاوِیۡ بْنِ یَعْقُوبَ وَ سَبْطُ الْمَمْلَکَةِ سَبْطُ یَهُوۡدَا وَ مِنْهُ دَاوُدُ وَ سُلَیْمَانُ وَ لَمْ یَکُنْ طَالُوْتُ مِنْ اَحَدِ هَذِیۡنِ السَّبْطِیۡنِ بَلْ مِنْ وَلَدِ بَنِیَامِیۡنٍ قِیْلَ کَانَ رَاعِیًا وَقِیْلَ دَبَاۃً وَقِیْلَ سَقَاءً (اور سبب اس بعد کا یہ تھا کہ تحقیق نبوت مخصوص بنی سبط معین میں اسباط بنی اسرائیل سے اور وہ سبط لاوی بن یعقوب سے اور گروہ سلطنت گروہ یہود اس میں دَاوُد و سلیمان تھے اور طالوت نہیں تھا ان دونوں گروہوں میں بلکہ اولاد بنیامین تھا اور کہا گیا ہے کہ وہ چرواہے یا کھال رنگے اور بانی بلانے کا کام کرتے تھے۔ (۳) تارخ کمال بن اثیر وَهُوَ الشَّرِیْفُ ابْنُ شَاوِلَ بْنِ قَیْسِ بْنِ اِمَامِ بْنِ ضَمَرَ بْنِ یَحْیٰی بْنِ یَعْقُوبَ بْنِ اِلِیَاسَ بْنِ بَنِیَامِیۡنَ بْنِ یَعْقُوبَ بْنِ اِسْحٰقَ۔ اور اس طالوت کو سریانی زبان میں شاول کہتے ہیں بن قیس بن یحییٰ بن بنیامین بن یعقوب ہے۔ بقیہ صفحہ (۱۱۳)

(۴) تاریخ مرجع الذهب ومعادن الجواهر للامام ابی الحسن علی بن الحسین مسعودی لکھتے ہیں و
ہو شاود بن بشر بن انبال بن طرون بن
بنیا مین بن یعقوب علیہ السلام
الحجر بن نیامین بن یعقوب ہے۔

یا مانخ

سلسلہ طالوت میں اسماء درج ہیں جس طالوت
 کہ طالوت اولاد بنیامین ہیں کہ آل یہود اسے چیل

(۵) ابن خلدون اس فعل کے مطابق
کا اولاد دنیا میں ہونا ثابت ہے۔ پس تجویزی ظاہر ہو
ملک بلوٹ اور افغانان کے بنی اسرائیل ہونے میں
کوئی شک نہیں اور مضامین بالا سے افغنہ
کی قبلی ہونے سے بھی نفی ہو گئی البتہ یہ ممکن ہے
کہ انہیں کوئی اور قوم خلط ملط ہو چکی ہو اور وہ قبلی الاصل
کثیر الشعب ہے علاوہ اسکے فن تاریخ میں اختلاف کو حقیقت
سے پوشیدہ نہیں اور یہ کہ مزید تحقیقات اس مختصر کتاب
میں جنکوشوق ہو کتب و فن کا مطالعہ کرے۔ نگارندہ

ہوا اور گرہ چوٹیکہ
دھل زدہ بل قین
کی طوالت کا باعث
کے نزدیک محض تھا وہ درج کیا گیا۔

ہر اور یہ گروہ چونکہ
 داخل گروہ میں فن
 کا طوالت کا باعث

حاصل
 جیسے
 کتاب

ہمارا
 ناخوش
 قبول
 کبان
 حاصل
 کیا
 رخصت

لوط

کے چچا کے بیٹے تھے۔ آپ حضرت ابراہیم
عمر و شام کی طرف ہجرت کر گئے۔ اللہ
موم سدوم کی طرف رسول کریم
یہ عادت تھی کہ افعال سنہ
تھے اور شکر تو انکا مروج
انکو توحید کی طرف دعوت
ڈرایا۔ انکی قوم کے سے
کیے تھے۔ قوم نے لوط علیہ السلام کو
تکذیب کی۔ آخر اللہ جل شانہ نے اس
تسخہ اٹھا کر انیر اٹا کر کے مار دیا۔ پھر

حضرت لوط علیہ السلام - براہِ پٹھان
پر ایمان لائے اور انکے ساتھ
بغل شانے آپ کو
بھیجا تھا۔ اس قوم
میں تمام مرد مبتلا
گناہ اور کفر تھا۔ لوط علیہ السلام نے
کی۔ اور افعالِ بد سے منع کیا۔ اور عذابِ آئینے
سخت اور فحش گناہ کسی قوم نے نہیں
بہت سخت سخت کہا اور سنہی کی او
قوم پر بھی عذاب بھیجا۔ کہ انکے زمین کا
اوپر سے پتھر برسائے۔ اور لوط علیہ السلام اور انکے
متبعین کو اللہ نے نجات دی۔ (کامل بن اثیر)

آذر یا نارخ۔ ابراہیم علیہ السلام کے والد کے بارہ میں بھی تاریخ میں اختلاف عظیم ہے اور اس اختلاف کا بلحاظ امتداد زمانہ ہونا بھی ضرور ہے اور جہاں تک خیال کیا جاتا ہے اس اختلافات میں تحریر و کتابت اور اختلاف السنۃ کو بھی دخل ہے ایک شخص نے انیس لکھا اور نقاط اتفاقہ کئے دوسرے نے اُسکو انیس۔ اقیس۔ الیش۔ ایش پڑھ لیا یا کسی زبان میں ایک نام غزلکھا دوسرے غوز، غوز، غریڑہ لیا یا بلحاظ اسکے معنی کے دوسرے نام سے مشہور ہو گیا یا دونام ہوں یا کسی بے اصل نام

سے روایت کی دوسرے نے اُسکے لقب مشہور سے بیان کیا یا وہ کسی اپنی عادی کسی فعل خاص سے منسوب ہو گیا بعض کو اس سے خبر ہوئی بعض کو نہیں۔ اور یہ اکثر ہوتا ہے کہ ایک شہر میں کسی شخص کے دو تین نام و عرف ہوں اور دوسرے شہر والے اس سے کم لقب ہوں قطع نظر اسکے اور بہت سے وجوہات تاریخی ہیں جنکا ذکر اصل مراد یہاں نہیں ہے۔ اور پھر یہ امر بھی ظاہر ہے کہ روایات احادیث نے تدوین احادیث اور نقادان احادیث نے اسماء الرجال اور تحقیق رجال میں جب قدر احتیاط اور کوشش کی کہ وہ درحقیقت انہی بزرگان حق تھا اور اُن سے ہی یہ ہو بھی سکا لیکن پھر بھی اختلاف روایات مذہبی اور رواۃ حدیث سے جو رہا وہ چلا ہی جاتا ہے۔ اور اکثر اختلافات کا ریف بھی ناممکن بلکہ ہمارے نزدیک ایک معنی کر خالص بہتری ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے **اَخْتِلَافٌ اَمْتِي رَاحِمَةٌ** (میری امت کا اختلاف رحمت ہے) واللہ حضرت ابراہیم کے نام میں بھی کثرت سے اقوال ہیں۔ اگرچہ اس کثرت اقوال کے اسباب سبب وایات خاصہ کا مقابلہ نہیں کئے بہ حال یہاں جس مرکا اظہار مقصود ہے اُسکے لئے امام رازی نے تفسیر یہ **وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ لٰبَدِہٖ اِنِّیْ اَرٰی سَمًا مِّنْ اٰلٰہِہٖ اَنِیْ اَسْلَمْتُ وَ قُوْیْہٖ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ** (اور جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آذر سے کیا اختیار کرتا ہے تو بتوں کو اپنا خدا تحقیق دیکھتا ہوں میں تجھے اور تیری قوم کو ظاہر کر رہی ہیں) میں ترجیح فرمایا ہے اُسکا کھنا مناسبت **وَهُوَ هٰذَا**

بظاہر یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابراہیم کے والد کا نام آذر تھا اور جو لوگ تاریخ بتاتے ہیں اُن میں سے زجاج کا قول ہے (کہ تاریخ نام ہونے میں نساہین کا کوئی اختلاف نہیں ہے) پس یہاں پر علماء کے نزدیک دو صورتیں ہیں۔

(۱) اول یہ کہ نام آذر ہے اور اجماع نساہین کا تاریخ نام ہونے پر ہمارے نزدیک ضعیف ہے اسلئے کہ یہ اجماع ایک دوسرے کی تقلید کر نیسے حاصل ہوا بالآخر یہ نتیجہ ایک یا دو شخص پر ملتی ہوگا جیسے وہب کا قول ہے۔ یا عبد کا قول ہے وغیر ذالک یا اخبار یہود نصاریٰ سے متعلق ہوگا یعنی نساہین کو انہی روایات ثابت ہوا ہوگا اسی صورت میں کوئی وجہ نہیں کہ نصیح سے جو امر ثابت ہے اُسکو ترجیح نہ دی جاوے۔

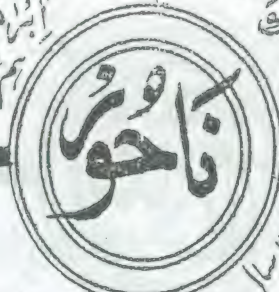
(۲) اور اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ نام نارخ تھا تو کوئی توجہ نہیں اس میں ہو سکتی ہیں۔

(۱) یہ کہ حضرت ابراہیم کے والد کے آذر اور نارخ دونوں ہی نام ہیں پس احتمال ہے کہ نام اصلی آذر ہو اور نارخ لقب مشہور ہو اسم کم مشہور ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُسکے اصلی نام آذر سے کلام پاک میں ذکر کیا۔ اور ممکن ہے کہ اصلی نام نارخ تھا اور لقب مشہور آذر سے باعتبار شہرت اللہ تعالیٰ نے یاد کیا۔

(۲) دوسرے یہ کہ آذر ایک بت تھا جسکی پرستش والد ابراہیم کیا کرتے تھے۔ اسمیں بھی دو صورتیں ہو سکتی ہیں جنکی وجہ سے باری تعالیٰ اس نام سے موسوم کیا اس لحاظ سے کہ آذر نے اس بت کی عبادت کے لئے اپنی ذات کو خاص کر دیا تھا اور قاعدہ ہے کہ جسکو جس سے بھرت ہوئی ہے اُسکے نام سے آپ کو منسوب کر لیتا ہے یا یہ کہ آذر سے عابد آذر مذہب کہ رمضان حذف کر کے مضاف الیہ اُسکی جگہ قائم کر دیا گیا جیسا کہ عرب کا قاعدہ ہے۔ اور جو چہا ہو نیکیے قائل ہیں اُنکے لئے یہ صورت ہے۔

(س) کہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم کے والد کا نام تاریخ اور چچا کا نام آذر ہوا اور عم پر فطاب کا اطلاق کرتا تھا جیسا کہ قرآن پاک میں موجود ہے **قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَالِلّٰهِ أَبَائُكَ** **وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ** (کہا انہوں نے)

ابراہیم و اسمعیل و اسحق (الہا واحد) ہم عبادت کریں گے تیرے معبود کی اور معبود تیرے

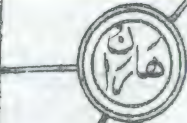


۹۰ سال



مذکورہ

زوجہ ابراہیم - ان کا حال صفحہ ۱۱۴



اس طرح بھی لکھا ہے۔ لقمان بن باعور من
حضرت داؤد علیہ السلام سے آپ نے علم سیکھا
دیا کرتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ نبی کریم
لقمان حکیم تھے نبی نہیں تھے۔ اور ان کا لڑکا
نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ وہ ایمان آیا
بعض نے لقمان کو غلام حبشی لکھا ہے مگر یہ
درزی یا بکریاں چرانے کا کام کرتے تھے۔
(از تفسیر ابی السعود ملخصاً)

حضرت لقمان علیہ السلام آپ کا نسب
اولاد آذر بن ایوب علیہ السلام - او خالتہ
اور داؤد کی بغت سے پہلے آپ فتویٰ
دیے قاضی تھے لیکن جمہور علماء اسیر ہیں کہ حضرت
بلعم یا انعم یا اسلم یا مانان کا فر تھا آپ اس کو ہمیشہ
قرآن شریف میں پکارتے واقعہ اور تعریف مذکور ہے
غیر صحیح ہے۔ بہر حال آپ اپنے زمانہ کے نہایت
عزیز سال مرقہ فلسطین مابین مدہ و سوق -

باہول کی کہ ابراہیم اسمعیل اسمعیل ہی عبادت کرنے کے ہم اس سب کو جو چاہے اور چاہے۔ اور حال یہ کہ ہم اس خدا کے طبع اور عبادت کرنا والے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ اسمعیل عم تھے یہاں یہ بھی ایراد ہوا۔ لیکن حقیقت ان تکلفات



لیقوت کے اور لفظ اب کا نیز استعمال کیا گیا اس طرح کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ توجہ نہ تو اس وقت ہو سکتی

ہے جبکہ کوئی قوی دلیل آذر نام ہونے پر ہو (یعنی اسی کوئی دلیل نہیں ملتی تھی پس ان تاویلات کی کلام باری میں بھی اسکی تائید پھر ان تاویلات کی اور قوی دلیل آذر نام ہونے میں یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اور عامہ مشرکین کو حضور کے ساتھ جعلی عداوت اور تکذیب کی فکر تھی اور انھیں بغض میں کچھ انکا اہتمام تھا تو انکی عادت اسکی تکذیب میں سکوت پر مجبور نہ کرتی۔ پس انکے تکذیب کرلیے ہئے جان لیا کہ نسب مذکورہ البتہ صحیح ہے واللہ اعلم انہی کلام الامام رازی۔

اب اس کلام سے اگر کسی کو شبہ ہو کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بطون صافیہ اور اصلاطاہرہ میں منتقل ہوتا رہا جو بلاشبہ سچ ہے۔ اور آذر کی نسبت بت تراش ہونا پایا جاتا ہے تو اسکے خلاف کیسے آذر کا باب ہونا تسلیم کیا جاوے اسکا یہ جواب ہے کہ آذر کی نسبت بت پرستی مضامین احادیث کے معارض نہیں ہو سکتی اور اسکا فیصلہ علماء محدثین نے اپنے طعن بہت عمدہ طور سے کر دیا ہے جسکی تفصیل کا یہ محل نہیں اور نہ عام ناظرین اس طرف توجہ کرنی چاہئے اس واسطے کہ اس امر کی ذمہ داری ضروری نہیں بلکہ بعض مسائل ایسے ہوئے ہیں جس میں گفتگو کرنے سے بمقابلہ مفاد کے نقصان زیادہ اندیشہ ہوتا ہے اور عام لوگوں کیلئے وہ بہت مضر ہو جائے ہیں چنانچہ اس باب میں ناظرین کا خط فرماؤں کہ بعض غیر ضروری مسائل کے زیر بحث آنے سے کس قدر خیانت ہو گئی۔ اگر وہ علماء میں تو ایک دوسرے کی تکفیر پر آمادہ ہو گیا عام لوگ بجا کریشان ہو گئے کہ ہر شخص علم اور کتاب کے ذریعے سے کہنا ظاہر کرتا ہے کسی مانے اور کسی نہ مانے۔ پس ایسے امورات میں جس صاحب کو شوق ہو متقدمین و متاخرین کے مضامین دیکھو اور موجودہ زمانہ کے علماء میں سے جنکے اقوال و افعال سنت نبوی کے مطابق ہوں انکی پیروی کریں کیونکہ عافیت دین اسی میں ہے۔ اسی لئے اس موقع پر ہم بغرض رفع خجنان طبع قارئین کیاب قوۃ العیون شرح سرور المجنون تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جنکے اقوال علی العموم مسلمہ ہیں اور انکی بزرگی مثل آفتاب نصف النہار کے روشن ہے اسکا اس بارہ میں جو مضمون ہے بجنسہ درج کرتے ہیں جسکو زیادہ تحقیق منظور ہو اصل کتاب کا مطالعہ کرے۔

بیان اقوال فریق کا جو اس مسئلہ میں خاموش ہیں ان ناں کچھ نہیں کہتے اور یہی طریق حوط ہے

کہا امام سخاوی مقاصد حسنیہ اس مسئلہ میں کئی جزئیے کر پسند اور مستحسن دیکھ کر بزرگوار ہیں اس گفتگو سے نفی و اثبات انہی اور جواب ابو بکر مالکی کا کہ کسی نے اُنسے کہا تھا کہ آنابی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگ میں میں انہوں نے جواب دیا کہ کوئی یہ کہے وہ ملعون ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ اور حدیث میں آیا ہے لَا تُؤْذُوْا الْاَحْیَاءَ بِسَبِّ الْاَمْواتِ یعنی ایذا نہ دو مرنے والوں کو ساتھ بدگوئی مردوں کے سابق میں گزر چکا اور رسول کے لئے امام مستغنی اس قول بعض الناس کے کہ جیسا ہر مومن حضرت آدم سے لعن فرما دیا ہو گیا تھا میں نے کچھ جواب ان کے لئے

زمین پر تو مامور ہوئے نماز اور روزہ پر چنانچہ نماز پڑھی اور روزے رکھے تب سفید ہو گیا بدن اُن کا کیا صحیح ہے یہ تو انہیں کہنا انبیاء کی شان میں
ایسا قول کرنا جس میں ان کی امانت اور عیب تکلف مطلقاً جائز
سے علاوہ یہ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جسوقت ذکر کیے جاویں صبحا پھر تو باز موم ہو کر



انکے سے پھر جب ہم اس پر مامور ہوئے ذکر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اندازہ نہ کریں جس میں ان کی شان میں کسی نوع کا عیب نقصان
تکلف تو انبیاء علیہم السلام کی نسبت ایسا ذکر کرنے سے بطریق اولیٰ بچنا چاہئے پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ ایسی گفتگو سے زبان
کو باز رکھے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کسی نوع کی خفت یا نقصان عائد ہو لغویاً یا شرعاً من ذہاب تفسیر
روح البیان اور ما ثبت من السنن میں **وَالْكَلَامُ فِي ابْنِ أَبِي الشَّرَفَيْنِ طَوِيلٌ وَالسُّكُوتُ فِي هَذَا الْبَابِ**
أَحْوَدٌ یعنی گفتگو میں ابوبکر بن ابی الشرف صلی اللہ علیہ وسلم کے دراز ہے اور سکوت کرنا اس میں بہتر ہے اور حاشیہ شامی اور
حسن الادب میں کہ ذکر کرنا اس مسئلہ کا تمام ادب چاہئے اور مسئلہ ایسے مسائل سے نہیں کہ جہل اسکا مضمر ہو یا قریب
یا موقف قیامت میں اس سے باز پرس ہو پس اس صورت میں بہتر اور اولیٰ یہ ہے کہ ایسی گفتگو سے منزلة الاقدام زبان و روئے
چاہئے **هَذَا مَا تَقِيَّتُ لِي مِنَ التَّحْقِيقِ فِي هَذَا الْبَابِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ**
(انتہا کلام شارح سرور المہزون)

حضرت خضر علیہ السلام۔ آپ کی نسبت علماء کتاب اول کہتے ہیں آپ ملک افریدوں بن انبیاء کے زمانہ میں موسیٰ بن عمران سے پہلے ہوئے ہیں اور یہ بھی مروی ہے کہ خضر اربعین اسکندر کے آجیات پر پہنچا اور حضرت خضرؑ کے ہمراہی تھے



غافل ہے۔ اور خضرؑ کو اس سبب چٹا جاوید صیب جنہوں نے ہجرت کی اور ایمان لائے تھے انہیں سے فالغ ہے اور آپ کے باب ملک عظیم تھے۔ اور فارس اور الیاس بنی اسرائیل اور ابن سنی کا قول ہے کہ میں ناشیہ بن موص (یشیہ) ساتھ خضرؑ کو بھی معوث کیا تھا۔ اور بنی اسرائیل حضرت خضرؑ لیکر قتل صحیح یہ ہے کہ آپ یام افریدوں کی حدیث سے بھی تائید ہوتی ہے اور میں علم ترکون ہو چکا ہے پس خضرؑ پانی پیا اور عطلوں حاصل ہوئی۔ ہے۔ لہذا موسیٰ بن عمران نہیں ہو سکتا۔ اور اس ہوا کہ حضرت موسیٰؑ وعظما رہے تھے کسی شخص سے موسیٰؑ کو ان زیادہ عالم ہے



ہوئی اور بعض خیال کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کے کسی کی اولاد ہیں اور نام آپ کا بل بیان بن ملک بن عبد اللہ بن شذوک کا قول ہے کہ خضرؑ اولاد سے ہر سال آپس میں ملتے ہیں۔ باری تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو انکا خلیفہ کیا اور ناشیہ کے کا نام ارمیا بن حلیقا اور سبط ہارون بن عمران سے کہتے ہیں۔ اور اسکندر ذی القرنین تھے کیونکہ اس خضر بن کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خلق سکندر کے ساتھ آپ حیات پر گئے وہ موسیٰ بن عمران بعد میں پیدا ہونا بنا۔ لی خضر سے ملاقات میں کوئی شبہ ملاقات کا اصل باعث یہ ہوا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا

آپ نے فرمایا کہ میں ہوں۔ اس پر عتاب باری تعالیٰ ہوا کہ نبی ہو کہ علم کو خدا کی طرف منسوب نہ کیا۔ آپ نے باری تعالیٰ سے عرض کیا کہ یہاں کیا مجھ سے زیادہ کوئی جاننے والا ہے۔ ارشاد ہوا کہ مجمع البحرین میں ہمارا ایک بندہ ہے وہ تجھ سے زیادہ جانتے والا ہے۔ (حضرت خضرؑ اسوقت اس مقام پر تھے) اس پر آپ نے ملاقات کا ارادہ کیا اور باری تعالیٰ سے عرض کیا کہ میں کس طرح اس سے مل سکتا ہوں ارشاد ہوا کہ ایک مچھلی لیکر نسل (ہانڈی یا برتن) میں کھوپس جہاں سکھ بھول جاوے وہ وہیں سے لینے (یعنی خضرؑ) حضرت موسیٰؑ نے سفر کا ارادہ کیا اور موافق حکم تیار کر کے روانہ ہوئے اور حضرت یوشع جو انکی ہمراہی میں تھے انکو موسیٰؑ نے ہدایت کر دی کہ جب یہ مچھلی ابھیں گے تو جاکر دینا پھر آپ نے چلنا شروع کیا یہاں تک کہ دریا کے کنارے پہنچے اور ایک پتھر پر آئے آرام کیا اور وہ مچھلی بھی وہیں کھینچی اور یہ چشمہ حیات تھا مچھلی کو پانی لگا اور وہ زندہ ہو کر ٹپٹپٹ لگی اور روانہ ہوئی جس جگہ نہ جاتی تھی راستہ ہو جاتا تھا۔ یہ دونوں یہاں سے اٹھ کر آگے چلے گئے جب کہ ایک موقع ہوا تو یوشع نے آپ کے دریافت کرنے پر قصہ بیان کیا پتہ یہاں سے لوئے اور اس مچھلی کے راستے پر چلے گئے ایک خشکی کے مقام پر پہنچے تو حضرت خضرؑ اڑا دئے ہوئے تھے یہاں سے

موسیٰؑ نے فرمایا کہ میں ہوں۔ اس پر عتاب باری تعالیٰ ہوا کہ نبی ہو کہ علم کو خدا کی طرف منسوب نہ کیا۔ آپ نے باری تعالیٰ سے عرض کیا کہ یہاں کیا مجھ سے زیادہ کوئی جاننے والا ہے۔ ارشاد ہوا کہ مجمع البحرین میں ہمارا ایک بندہ ہے وہ تجھ سے زیادہ جانتے والا ہے۔ (حضرت خضرؑ اسوقت اس مقام پر تھے) اس پر آپ نے ملاقات کا ارادہ کیا اور باری تعالیٰ سے عرض کیا کہ میں کس طرح اس سے مل سکتا ہوں ارشاد ہوا کہ ایک مچھلی لیکر نسل (ہانڈی یا برتن) میں کھوپس جہاں سکھ بھول جاوے وہ وہیں سے لینے (یعنی خضرؑ) حضرت موسیٰؑ نے سفر کا ارادہ کیا اور موافق حکم تیار کر کے روانہ ہوئے اور حضرت یوشع جو انکی ہمراہی میں تھے انکو موسیٰؑ نے ہدایت کر دی کہ جب یہ مچھلی ابھیں گے تو جاکر دینا پھر آپ نے چلنا شروع کیا یہاں تک کہ دریا کے کنارے پہنچے اور ایک پتھر پر آئے آرام کیا اور وہ مچھلی بھی وہیں کھینچی اور یہ چشمہ حیات تھا مچھلی کو پانی لگا اور وہ زندہ ہو کر ٹپٹپٹ لگی اور روانہ ہوئی جس جگہ نہ جاتی تھی راستہ ہو جاتا تھا۔ یہ دونوں یہاں سے اٹھ کر آگے چلے گئے جب کہ ایک موقع ہوا تو یوشع نے آپ کے دریافت کرنے پر قصہ بیان کیا پتہ یہاں سے لوئے اور اس مچھلی کے راستے پر چلے گئے ایک خشکی کے مقام پر پہنچے تو حضرت خضرؑ اڑا دئے ہوئے تھے یہاں سے

یہ یعرب بن قحطان انکی اولاد میں آتی بادشہ اور انصاریان مدینہ کا سلسلہ ان سے منسوب ہوتا۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے
اشعار میں دیکھا ہے
تَعْلَمُ مَنْ مَنَاطِقِ الشَّيْخِ يَعْرُبُ أَبِينَا
فَصِرْتُ مُعَرَّبِينَ ذَوِي نَفَرٍ

عَابِرُ

وَكُنْتُمْ قَدِيمًا مَالِكُمْ غَيْرًا عَجْمَةً

کلام و کنتم کالبہ عابری فی القفر
جسکی وجہ تم خند لوگ عربی زبان جان گئے در تہار
تم جو بیابانوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔

اے باشندگان عرب تم نے عربی زبان ہمارے پاس لے لی ہے
پاس ہم کی زبان کے علاوہ کوئی کلام نہ تھا اور غیر آباد زمینوں میں

دیکھو نام ملک جو یعرب کی اولاد میں رسد شروع
ہوا ہے۔

قحطان یعرب کینجب سبأ

وائل عوث قطن سرب زہیر ایمن ہمیع حمیر

جستم صعدایہ قیس عمرہ سہل ابوجہول کھف الطیہ سبأ اصغر

ذی جلد ابی شرا حارث قیس صیفی

ملکہ بلقیس کے نسب میں بھی مورخین اختلاف
ہے اور اکثر روایتوں انکا اولاد جینیہ ہونا معلوم
ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں کہ انکی والدہ (رداح) سر

ملک الحن کی بیٹی تھی اور بعض نے یثیم بن عمرو بن
در اصل ملکہ بلقیس ملک یمن کی بادشاہ بھی حضرت
اور حضرت سلیمان نے بلقیس پر حملہ کا ارادہ کیا تو بلقیس

نفرمایا بلقیس نے آپکی اطاعت قبول کر لی اور آپکے
کو جناب سلیمان نے سپرد کر دیا اور آپکو ملک یمن
بادشاہت کی وجہ انکار کیا سلیمان نے فرمایا کہ
نے رسد دین رسد سے نکاح کی خواہش ظاہر کی اپنے
بلقیس بدستور واکا حکم اعلیٰ بنا رکھا اور سلیمان تمام کی طرف لوٹ گئے بیان کیا کہ سلیمان نے بلقیس سے نکاح کر لیا تھا۔ اور اسکے
دیکھنے کو ہر ماہ میں ایک مرتبہ آپ تشریف لیجاتے تھے اور دین روز تہذیب الیٰ تھرتے تھے۔ واللہ اعلم

ذی شرا

ملکہ بلقیس

عمیرہ اپنی لکھا ہے لیکن اسکی کوئی اصلیت نہیں ہے
سلیمان کو جب وہ کے ذریعہ سے انکا حال معلوم ہوا
نے بہت تھنے سلیمان کی خدمت میں بھیجے اپنے انکو قبول
دین پاک میں داخل ہو گئی اور اپنی حکومت سلطنت
میں لائی سلیمان نے اسکو نکاح کر لیا اسکی بیٹی
دین میں داخل ہو کر انکا راس نہ کرنا چاہیے بلقیس
انکا نکاح کر لیا اور اسکو یمن پر عامل مقرر کر کے
کابل دین خلدان

۲ بقول صاحب المآثر یعرب یفصح عرب میں دل درگج فصیح آجائے تھے عبرت انہیں کی طرف منسوب ہے۔ سرزمین بن قحطان اور عدنان کی اولاد کی بڑی آبادی تھی قحطانی سلسلہ میں اوس فرخ و انصاریان مدینہ منورہ ہیں۔ اسی سلسلہ میں سباء کی اولاد میں یمن لوگ ایسا عروج حاصل کیا جو اسکے بعد کسی دوسرے کو میسر نہیں ہوا چنانچہ کلام باری میں سورہ سباء میں انکی ترقی

لقدس امر الخریف

مَالِكُ فَبَتَتْ عَوْتُ اَزْدُ مَانِئِ نَعْلَبَةُ اِبْقُولُ

نریکی

کھلان

نریکھ

شداد

نرید

مالک

عوف

مرشد

دی اصبح اسمہ حوث

و مرفہ حالی کا مفصل ذکر ہے لیکن مثل گیکو انا احکام آہی سے انہوں نے بھی سرتابی کی اور ایک سنلا کی صورت میں ان پر عذاب نازل ہوا کہ اکثر انیس تباہ ہو گئے۔ عمرو بن مراد السماء اتفاقاً اس تباہی سے پہلے منع ہے دیگر ہزار بیوں کے ملک حجاز پر چلا آیا تھا اور اس غارت گاہ حال بھی سلوک معلوم ہو گیا۔ سیوچہ سے یہ اطرار حجاز میں پھرتا رہا بالآخر مدینہ منورہ اسکو اچھا معلوم ہوا۔ اسوقت یہودی اسرائیل یہاں موجود تھے یہ بھی یہاں مقیم ہو گیا اور اسکی اولاد نے یہاں برتری کی قبائل و فرس خراج اور انکی کئی شاخیں اسوقت تک عرب میں موجود ہیں۔ عرب ہندوستان کے انصاریان مثل مروہہ انہیں لکھنؤ فرنگی محلان تھا میسر وانی پت نواب تیسکوار احمد خاں وغیرہ ان سب سلسلہ اصل منتہی یہی عمر دین عمرو یعرب بن قحطان بن عابر ہے۔ یعرب بن قحطان کو بعض نے بنو اسل سے بھی لکھا ہے۔ لیکن ان اقوال کے مقابلے میں جنی غایت صحت پر امنے سلسلہ درج کیا ہے کوئی روایت زیادہ مستند نہیں پائی۔

امام دارالہجرۃ قدوہ المحدثین

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ آپ ۹۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ۸۹ سال عمر پائی۔ ماہ ربیع الاول روز سنبہ کو انتقال ہوا۔ امام مالک علیہ السلام میں نہایت مبالغہ فرماتے تھے۔ محدث شریف کے بڑھنے میں وضو و نفاذ۔ شان شوکت کے ساتھ بیٹھے تھے اور فرمایا کرتے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ محدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کروں۔ ہاروں شید نے آپ سے دریافت کیا آپ کے گھر سے فرمایا نہیں پس میں نے اردنیا را بکوبش گئے اور کہا کہ آپ اسے مکان خرید لیں آپ نے وہ بنا رو لیسے ہی کہ چھوڑیں۔ جب ہاروں شید نے کہا کہ آپ سے کہہ کر شریف بیچ گئے۔ لوگوں کو ایسی موطا پر ترغیب و توجہ کہ حضور سرور کائنات اجمعہ امصا و دارین ہو چکے ہیں اور حدیثیں پہنچا رہے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ لوگوں کے واسطے بہتر ہے اگر وہ جائیں مدینہ آدمی سے جنت کو ایسا نکال دیتا ہے جیسے بھٹی

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

انس

مالک

عامر

عمرو

حمرث

عیماک

جیشل

عمرو

الی نافع

لوہ کے میل کو۔ آپ کے وہ بیار بدستور تھے ہیں آپ کا جی ہے کچا تو لیلہ مجھ کو مدینہ کی مفت کسی ریت منظور نہیں ہے۔ اطر او جواب ہے جس قدر ان زر کے پاس آتا تھا سب ان کے واسطے خر کر دیتے تھے۔ آپ کا کفار غ ہونا مال کی محبت نہ رہے۔ امام شافعیؒ

شالہ

کے بچھڑاؤ پر مہر دیکھ کہ اسے پہلے مینے کبھی سب بچھڑا دیا۔ امام شافعیؒ نے اصرار کیا کہ ایک آپ نہیں دیکھتے تھے مینے کہا کہ کیا خوب ہیں امام مالکؒ نے اپنی سواری کو کھلیں یا خدا سے شرم آتی ہے کہ جس

تعلبہ خازنہ خرمہ عمرو ثعلبہ نعللہ مالک عمر

خاک پاکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کھ گئے ہوں سکویں دیا کے پاؤں سے پمال کروں سچ ہے عاشقان محمدی کے یہی طریقے اور ادا ہے جسکی وجہ خداوند عالم نے ایسے حضور کو مدارج علیا سے سرفراز فرمایا مدینہ منورہ میں آپ کا فرار ہے از خدا خواہم لوفیق اب بے آدمی و محنت انصاری حضرت امام مالکؒ کے سلسلہ میں ذی صبح ہے اس کا نسب بروایت ہشام بن کلبی اسطر جہ ہے۔ ذرا صبح ہوا حرث بن مالک بن ید بن عوث بن سعید بن عوف بن عدی بن مالک بن ید بن سہل بن عمرو بن قیس بن معاویہ بن جشم بن عبد شمس بن ائل بن عوث بن قطن بن عریب بن زہیر بن امین بن ہلمس بن حمیر بن سبا بن لیشج بن یعرب بن قحطان۔ اور جو اسماء کہ سلسلہ میں درج ہیں وہ حارثی کی کتاب بحال کے موافق ابن خلکان سے لئے گئے ہیں۔

۱۰ حضرت انسؓ بن مالکؒ اسی بخاری طوف نسب ہیں خرمہ کی ایک رشاخ ہے۔ سس گسٹے۔ ۱۱ بنو مالک ایک دوسرا قبیلہ ہے جس میں حبش بن ید صحابی ہیں حضور کی طبع سے میلہ کذاب پاس تھے۔ ۱۲ حضرت اسعد رضی اللہ عنہ قبیلہ الاسلام اور باوجود عمر ہونیکے اپنے قبیلہ کے لقب اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ لیلۃ النقیہ میں پہلے بیعت کر لے لے ہیں ۱۳ بقول لغوی صحابی ہیں انکا پہلا جنازہ تھا ۱۴ حضرت سعد رضی اللہ عنہ آپ غزوہ بدر میں

عبد اللہ بن مالک نراید امر القیس نعمان معاذ خندق میں بیکے تیر لگا ایک مہینہ تک بنی قریظہ اور یوم شریک ہو

عبد عمرو بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن معدی کدہ بن عدنان بن آدم بن نوح علیہ السلام (اصنام)

حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ آپ کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے کثرت سے ایسا آپ سے مروی ہے حضور سر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر کام میں غزوات میں شریک معاون کیلئے تشریف لگتے ہیں ابوبکر مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ مقرر کیا لیکن ابوجہاد سے علیحدہ ہونے کی تاب نہ لائی عراق پہنچے اور حضرت علیؓ کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے جب ابوبکر انصاریؓ کے ساتھ جہاد میں لڑا تو فرمایا: دنیا میں ابوالیوبؓ سے نہیں تھا۔

الفحشد

قال خوارزمی میں شریک ہو حضور سر عالم مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں پہلے برکان دو جہان بادشاہ نے بیچ دیا ہے کہ اسی روز زیادہ کوئی خوش قسمت نہیں تھا۔

وہ آئیں گھر یہ ہمارے خدا کی قدرت ہے وقت تھا اور کیسے فضل رحمت کا سما ہو گا جبکہ حضورؐ کی روزی فروزی کی خوشی میں مدائن سجان لڑیکا

کی لڑکیاں فطرت اور روحی غذا کے خیر مقدم میں من بجاتی ہوئیں ایسا انداز

یا حَبِشَہُ مُحَمَّدٌ جَاہِرٌ جَنَکَہُ کَیَاہِی پَیَاہِی

ہم خاندان نبیؐ کی لڑکیاں ہیں کا ترانہ زبان ذوق سے ادا کر رہی تھیں۔ اس محبت و اخلاص کا پہلا صلہ یہ تھا کہ ابوالیوبؓ اور ان کے خاندان والوں نے انصاریوں سے ہونیکا لفظ حاصل کیا سیف عاصیاں کے موروثی یا خاص ہو۔ اس روز سے فلاح دارین کا نقد وقت ہو گیا حضرت انصاری کی فضیلت کا یہاں سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ سید بن مسیبؒ نے روایت کیا کہ ابوالیوبؓ نے حضورؐ کی ریش مبارک سے کچھ بال لئے تھے جبہ حضورؐ نے فرمایا تھا لَا یُصِیْبُکَ الشَّوْءُ یَا أَبَا یُؤُبَ (اے ابوالیوبؓ کوئی برائی نہ پہنچے گی۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ حضورؐ نے آپؐ کی اولاد کو واسطے بھی دعا فرمائی کہ اے خدائی ابوبکرؓ عطا کر ابی ابوبکرؓ کو فراغت و انکسار و محروم نہ رکھ ابی انکسار وہ اہل سے باقی رکھ اپنی زمین میں اسدن تک کہ خسر کئے جاویں ابی انکی اولاد میں علم پیدا فرما اور علم میں باور عطا فرما اسدن تک کہ وہ بیچ سے ملیں ابی اس محروم میں علم اور بیروائی اور فقر کے اسے خدائی اولاد میں عبادت کرنیوالا پیدا کر پھر یہی دعا تعلیم فرمائی اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلَیْکَ الْمَلِکِ الِیْ یَغِیْرُ حَسَابِہُ کہ صبح و شام پڑھائیں اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی اولاد کو بڑے بڑے مدارج سرفراز فرمایا ملک شام ہرات سندھ ہند میں کثرت سے آپؐ کی اولاد موجود ہے اور ہر جگہ بڑے قابل کی اولاد میں آتے آئے چنانچہ ہندوستان میں علمائے فرائضی محل سبکی گانی نظر ہے اور دیگر مقامات میں ایک بہت صالحی و علمائے مثل انہما و امروہو بانی پت موجود ہیں حضرت ابوالیوبؓ خلافت معاویہ میں ہمراہ لشکر فسطاطینے گئے اور سندھ میں ہیں پکا انتقال ہوا۔ استنبول میں جان مع ابوبکرؓ آپ کے نام سے مشہور اور ایک امر زیا رت گاہ

اوسے میں (اصحاب و احوال علماء قرنیہ) عام ہے۔ تک جہی عظمت کہ میں اور خطہ ریشائی میں ایک جیسے سے دعا کر کے کا حساب

حضرت شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بارہ میں امام ذہبی مذکورہ الحفایہ میں لکھتے ہیں کہ آپ ۳۹۶ ہجری میں مقام ہرہہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے عربی زبان اچھی طرح تحصیل کی حدیث اور تاریخ و علم الانساب میں کمال پیدا کیا اور تفسیر حسن بیضاوی اور تصوف کے امام تھے کبھی امراء و رؤسا و بادشاہ کی صحبت میں نہیں جاتے اور انہی پر روک کر کے سیال بھر میں ایک تہہ مجلس و عطا منعقد کر لے اور اسیں آپ کے مریدین اور معتقدین جو مجمع خدمت کرتے وہ فوراً بازار میں تقسیم کر دیتے۔ کھانا کپڑا وغیرہ بازار سے لے لیتے

نہایت خوش خلق شاک اور باہمت آدمی تھے ایک مجلس میں اتنی احادیث بیان کجائے کہ سننے والے دنگ رہ جاتے بارہا فرما کرتے تھے



کہ مجھے ہزار ہا حدیثیں اس طرح یاد ہیں کہ جب چاہوں گا کہ دوں۔ آپ کی تصانیف میں کتاب الایمان اور کتاب الفرق اور کتاب منازل السائرین و زیجا اور مناقب امام احمد جنبل مشہور کتابیں ہیں۔ آپ نے کتب میں انہی سے زائد عمر بیکار نہ تھا فرمایا ہرہہ میں اس وقت تک آپ کی درگاہ یا رکناہ خلافت مشہور ہے۔

مولانا نور الدین اپنے وقت کے اجل فضلاء سے ہیں کلمہ شیخ سے انکاسن ولادت نکلتا ہے اور امام سے علم اور شیخ امام سن وفات یہی الفاظ رکھے فرار پرانہٹ میں کندہ ہیں حضرت سلطان العارفین مولانا رکن الدین بلخ لنگوچی کے صاحبزادے تحصیل علوم کیلئے آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔ (کسب نامہ انصاریان)



سلسلہ انصار یا انصاریان ضلع سہا پور کے ہیں ان سے بہت سی شاخیں نکلتی ہیں جنکے سلسلے ان سے ملتے ہوئے درج فرما سکتے ہیں ایسا سطر میں جگہ خالی چھوڑی گئی ہے۔ قصبہ بھی مثل یگر قصبات کے مردم خیز اور قدیم ہے اکثر حضرات صاحب علم اور صلحاء سے ہیں از انجملہ شیخ محمد علی صاحب نقشبندی صابری مولوی ظہور احمد صاحب رئیس قصبہ خلیفہ مولانا رشید احمد صاحب لنگوچی و مولوی مشتاق احمد صاحب جوہل ریاست پورہ میں ہیں اور شیخ صادق علی صاحب وزیر ریاست خیر پور سندھ میں وغیرہم۔ اور اس سلسلے کے اسماء حضرت ابوالنصار سے اور کے سب انکے القہر ابوالنصار سے لکھے گئے اور شیخ کے اسماء کتاب احوال علماء فرنگی محل لکھنؤ نسب نامہ انصار یا انصاریان سے لئے ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت ہود علیہ السلام بعض نے آپ کا سلسلہ نسب اس طرح بھی لکھا ہے۔ ہود بن بر بن شالخ بن قینان بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام کی نسل میں قنہ زفہ لکھی گئی تو اللہ تعالیٰ نے ہود کو ارم بن سام کی اولاد کی طرف سول کر کے بھیجا۔ ارم بن سام کی اولاد قوم عاد اولے کے نام سے مشہور ہے۔ اور عاد اولیٰ انکو اسلئے کہا گیا ہے کہ ان کے بادشاہ کا نام تھا۔



تمام قوم آپ اللہ کی طرف بلایا اور

۳۰ اور یہ پہلا عاد۔ اس قوم کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ زمانہ شداد بادشاہیں دعوت توحید کی۔ مگر قوم نے انکار کیا۔ اور تکذیب کی۔ اس نافرمانی کی سزا انسان اور جانور پر لگے۔ پھر نے اسے بارش کی امید تھی۔ ایک دن عورت نے ایمان لاؤ اس میں بیجاری بڑھیا کی بات سنی پس اٹھا کھلٹی آفرائٹ کر کے پھینک دیا۔ اور ان کی

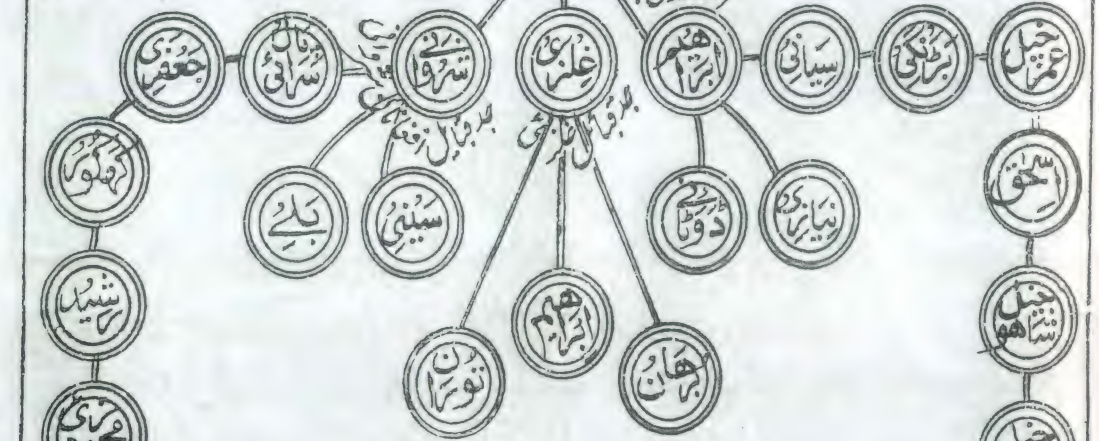
حضرت
ہود
علیہ السلام

سے اپنی تین سال کی قحط سالی پڑی انہیں ایک ابرہہ ہوا۔ انہوں نے گڑھیں کھدائی گڑھیں کھدائی کہہ کر اب تم ضرور عذاب۔ مگر قوم بد نصیب آتش ایک ایسی ہو چلی کہ وہ ایک ایک کو آسمان کی طرف

شاہان غوریہ جب کایہ سلسلہ ان سلاطین کی اصل نہاوند
سے ہے ابد اسوری ساء دونوں بھائی فریدوں
کے خوف سے کہ ہستان غور میں چلے آئے شجاع
فرزند سیام نے غور میں مینڈیر کو آباد کیا قلعہ بنایا
اور اسی مستقل حکومت کر لی اور عرصہ تک فریدوں
شعبہ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ جسوقت غور کا حاکم ہوا تو کوہ
اور حضرت علیؑ نے بھی اسکو مشور حکومت غور عطا فرمایا

تھا اسکے بعد سورجی سلطان محمود غزنوی کا دس ہزار لشکر سے مقابلہ کیا اور کشت کھائی مگر محمود نے حکومت اپنی مذاکرہ دیدی۔ لیکن ہم سلاطین غزنوی و غوری میں جنگ ممتدی رہی۔ بہرام شاہ غزنوی کے زمانہ میں سیف الدین غوری نے غزنوی پر حملہ کیا اور سیل ہو گیا۔ آخر میں غیاث الدین محمد غوری و غزنوی کا بادشاہ ہوا۔ اس نے ہندوستان پر زبردست تیرہ حملے کئے اور ہند کی بادشاہ

کی رشتہ کو جب یہ لاہور غزنوی کو چار ہاتھ دیا سندھ کے محار سے قوم کھڑو کے لوگوں شہا الدین کو قتل کر دیا۔ جس سے سلطان محمود غوری اور بہاء الدین سام لودی بد عین لودی بد عین



کا خاتمہ کر دیا۔ اما رازی غیاث الدین کے زمانہ میں تھے اور لشکر سلطان کے تھے بہرام کو نکل گیا کرتے تھے۔ ایک وزیر شہا الدین کو اپنے یہی نصیحت کی تھی اگر دشمن بڑا تواید تو تباہی کہ بادشاہ کی سازش و گزہ چند روز صبر فرما نہ او مانده تو فیخر رازی شاہان غوریہ کی دوسری شاخ میں شاہ حسین سے شاہان لودی اور افغانان شہزادوں کے سامان شروع ہوئے ہیں شاخ میں بھی بڑے بڑے قبائل ہیں پہلے یہ لوگ مغربی افغانستان میں باد تھے پھر کوہ سلیمان میں مقیم ہوئے اسکے بعد بہرام نے اپنے پانچ لاکھوں کے ہندوستان آیا اور عہد فیروز شاہ باریک میں حکم بھان ملک وان ملازم ہوا اور سلطان شاہ اسکا بیٹا شہر افغاناں ملا پھر حکم بھان ہر گیا اسکے پاس سلطان پہلو بھی گیا یہاں پر اسکو ایک سیدانی مجذوبہ نے دہلی کی سلطنت کو بخبری دی اس زمانہ میں سید محمد شاہ دہلی کا باد

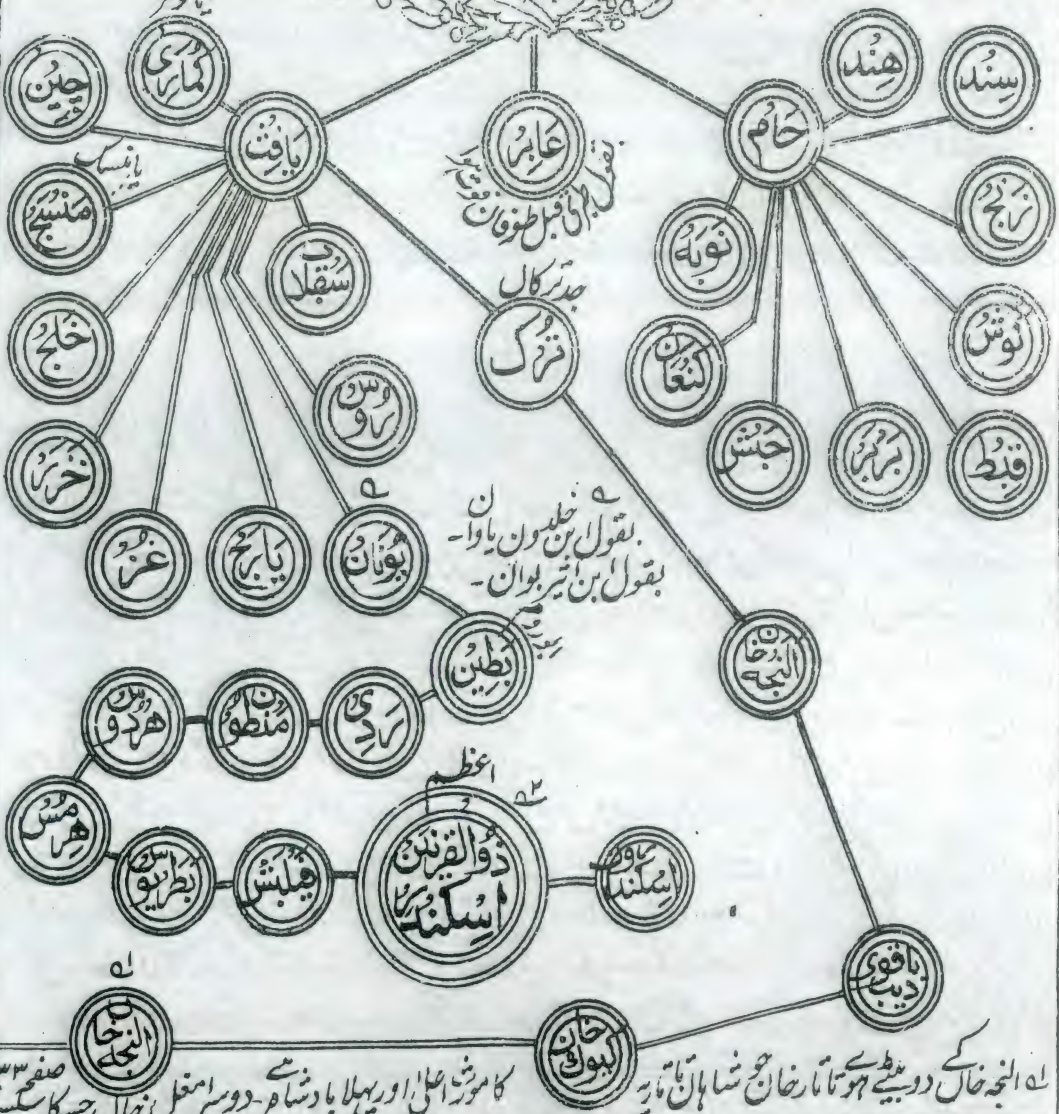
آپ بہت بڑا برگزیدہ محبوب خدا بنی و رسول
ہوئے ہیں۔ اور آپ کے پیدا
اس کثرت سے پھیل گیا

حضرت آدم ثانی نوح علیہ السلام
ہوئے ہیں۔ اور آپ کے پیدا
اس کثرت سے پھیل گیا



چند بتوں کو انہوں نے
رکھی تھی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ

نام تک نہیں لیتا تھا
تمام خدائی سپرد کر



بقول بن یونس یاوا۔
بقول بن اسیر یوان۔

اسکندر اعظم
ذوالقینین

یہ خط
مغل خاں
لے گا

۱۳۳ صفحہ ۱۳۳
کا مورث علی اور پہلا بادشاہ۔ دوسرا مغل خاں جس کا سلسلہ پر درج ہے۔

نے اس کفر کے شانیکے لئے بھیجا۔ آپ نے قوم کو نرمی اور سخی ظاہر دہوئیدہ ہر طرح سمجھایا۔ مگر قوم بد نصیب کا ہدایت قبول کرنا تو کجا۔ آپ کو عیسویک مہم کرنے اور یزادیتے میں کوئی اسبقہ صبر کرنے تھے اور جب قوم آپ کے



نہ آئی تو آپ نے قوم پر بد دعا کی۔ اس کے باعث فورے چلنے لگے جس سے روئے زمین پر پانی کے اوپر تک چڑھ گیا ہر جگہ بندہ بندہ ہاتھ پانی اور چڑھ گیا۔ اور چھ ماہ دس رات تک جوش رہا۔ اور تمام مخلوق میں ڈوب گئی۔ اور نوح علیہ السلام اور آپ کے اتباع جو جانلیس آدمی کے قریب کشتی میں سوار ہو کر بچ گئے۔ انہیں کچھ لوگ تو وہ تھے۔ جو آپ پر ایمان لائے تھے اور کچھ آپ کے عیال کے لوگ تھے یعنی آپ کے صاحبزادے سام اور حام اور یافت تھے اور انہی عورتیں تھیں اور کچھ لوگ شیث علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور نوح کا بیٹا یام جو کافر تھا۔ اس کو نوح نے بہت بلا یا مگر وہ کشتی پر نہ چڑھا۔ اور پہاڑ پر چڑھ گیا بالآخر نجات نہ ملی اور طوفان ہلاک اور حام۔ سام و یافت سلسلہ اولاد جاری ہوا۔ انہی اولاد میں کسی روایت سے ۹ لڑکے ثابت ہیں کسی میں ۶ اور یافت کے ۸ یا ۱۱۔ اور سام کے بھی ۹ یا ۶ لڑکے لکھے ہیں۔ (کامل ابن اثیر)

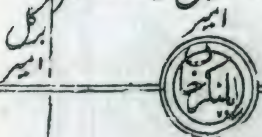
اسکندر اعظم ذوالقنین ان کے بارہ میں مختلف اقوال ہیں ابن اسحق کا قول ہے کہ اسکندر کا نام مرزبان بن یزید تھا اولاد یافت اسے بعض لکھتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن صمحا ہے اور بعض نے اس طرح لکھا ہے عبداللہ بن قین بن منصور بن عبداللہ بن آذر بن عون بن زید بن کھلان بن سبائ بن یعرب بن فحطان۔ اس قسم کے بہت سے اقوال ہیں لیکن اولاد یافت ہونا صحیح تر ہے۔ تمام ممالک کو فتح کیا۔ اسکے تاج یا سر میں سینکڑوں کے میسباہہ کوئی چیز تھی یا اسنے دو قرن یورپ کے یا نور ظلمت اسکے تابع تھے۔ روشنی اسکے آگے چلتی میں رہبری کرتی تھی اس وجہ سے اسکندر القنین کہتے ہیں۔ یہ بادشاہ عادل اور مسلمان تھا اور بعض اسکی نبوت کے بھی قابل ہیں مگر خضر کلام پاک میں اسی کا تذکرہ ہے۔ اور بقول بن کثیر دوسرا اسکندر وہ ابن فیلیس بن مصر بن ہمس بن میلون بن اونی بن لیلی بن یونان بن یافت بن نونہ بن شروخ بن اومیہ بن نونہ بن نونہ بن اونی بن اصف بن عین بن عیص بن اسحق علیہ السلام بن ابراہیم تھا۔ لہذا اقال بن عساکر۔ اسنے دارا کو قتل کیا اور ملوک فارس کو تباہ کیا۔ ارسطاطالیس فیلسوف اسکا وزیر رکھا اور یہ کافر تھا۔ اسکندر ذوالقنین اور اسکے درمیان ایک ہزار سال سے زیادہ کا زمانہ گزرا ہے۔ یونانی الاصل مقدونیہ اسکا پائے تخت تھا اسکی فتوحات بھی عام طور پر مشہور ہیں اسکندر یہ کی اسنے بنا ڈالی۔ مقدونیہ بلا دروم پندرہ وزکی مسافت پر ہے۔ علامہ ابوسعود لکھتے ہیں میں نے بغاوتی سلطان

میں اسوقت پر گزرا اسکندر کی شان و شوکت کے آثار قابل عبرت میری نظر سے گزری مگر اب ہاں آبادی نہیں ہے۔ گھنڈر

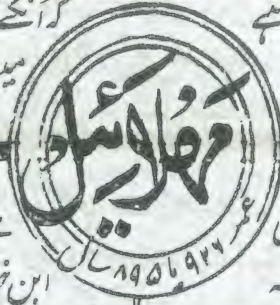
شیرازہ سلطنت منتشر ہو کر قومی خورث عام حرب کے ہاتھوں میں پڑ گیا۔ گوانکے قائم مقام ظل رحمانی خاقان البحر خاں دہلوی سلطان محمد رشاد خاں خامس تخت نشین ہیں اور انکی مدد رائہ اور اولوالعزمی کے خیالات کی وجہ سے سلطنت عثمانیہ کی ترقی اعلیٰ پایا پر ہوجائی لیکن پارلیمنٹ کے قیام سے انکی رائے ایسی صورت میں جیسے کہ جمہوری سلطنتوں میں مل کر کا قاعدہ ہے۔ (تاریخ روم)

فرزند ان قیام جینک کے وہ ارکنہ لون میں ہے۔ تقریباً دو ہزار سال کے حالاً معدوم ہیں صرف یہاں خورث بکارتہ چلتا کہ آخر زمانہ نوشیرواں میں جب یہ جگہ کثرت تناسل سے اپتر تنگ ہو گئی تو تاتاریوں دیگر لوگ سے اپنے ملک اپس لینے کی عرض سے نکلے۔ اس وقت تک شکار انکی خوراک اور جانوروں کی کھال انکا لباس تھا۔ اسی نسل سے تیمور تاش سردار و فرمانروا تھا۔ اسکی اولاد میں یکے بعد دیگرے سرداری منتقل ہوتی رہی اور یلدوز نے بناء دولت مغلیہ کو مستحکم کیا۔ اسکے بیٹے جو نہ بہادر کی لڑکی النور کی نسبت لکھتے ہیں بوز جرقاں اسکے بے باب القاء نور سے پیدا ہوا اور افضل ابو الفضل بھی اکبر نامہ میں نہایت قابلیت سے اسکا کھل کیا ہے۔ اور جو چنگیز خاں کا بھی جد نہم ہے۔ اور ابو مسلم موزی کا معاصر تھا اسکی اولاد سے تو منہ خاں نے اکثر ممالک ترکستان و مغلستان فتح کر لیا۔ قاجونی بہادر آئندہ چلکر سپہ سالار رہا اور دوسری اولاد میں تخت نشینی رہی یہاں تک کہ ایچل نورمان بحیثیت سپہ سالاری ہلاکو خاں کے ساتھ ایران آیا اور یہاں کی زمانہ عقد وصل اسکے ہاتھ میں ہی اور مشرف باسلام ہوا اسکی اولاد میں میر طراغائی حضرت شیخ شمس الدین کمال سے فیضیاب ہوا تیمور گورگاں اسکا بیٹا شہر سہر ایران میں پیدا ہوا اور بعد ۳۵ سال بلخ کا بادشاہ ہوا اور بہت سے ممالک خراسان ترکستان وغیرہ کو فتح کیا یہ بڑا اولوالعزم بادشاہ تھا جس نے تمام دنیا کے فتح کا ارادہ کیا تھا اور ۸۰ سالہ کو ہندوستان فتح کیا۔ اسکا بیٹا جلال الدین میرا شاہ ۶۹ سالہ میں پیدا ہوا تھا ۸۱ سالہ میں مرادوسف ترکمان کی لڑائی میں شہید ہوا پھر سلطان محمد زکریا کے دو فرزند ہوئے جن میں ابو سعید مرزا کا بیٹا عمر شیخ مرزا شہ کو سمرقند میں پیدا ہوا تھا اسکو سلطان ابو سعید مرزا نے حاکم کابل مقرر کیا اسکے تین بیٹے ہوئے ازاجملہ ظہیر الدین محمد بابر ۶۔ محرم ۸۰۰ھ کو پیدا ہوا حضرت مولانا جامی نے یہ اسکی تاریخ ولادت لکھی تھی

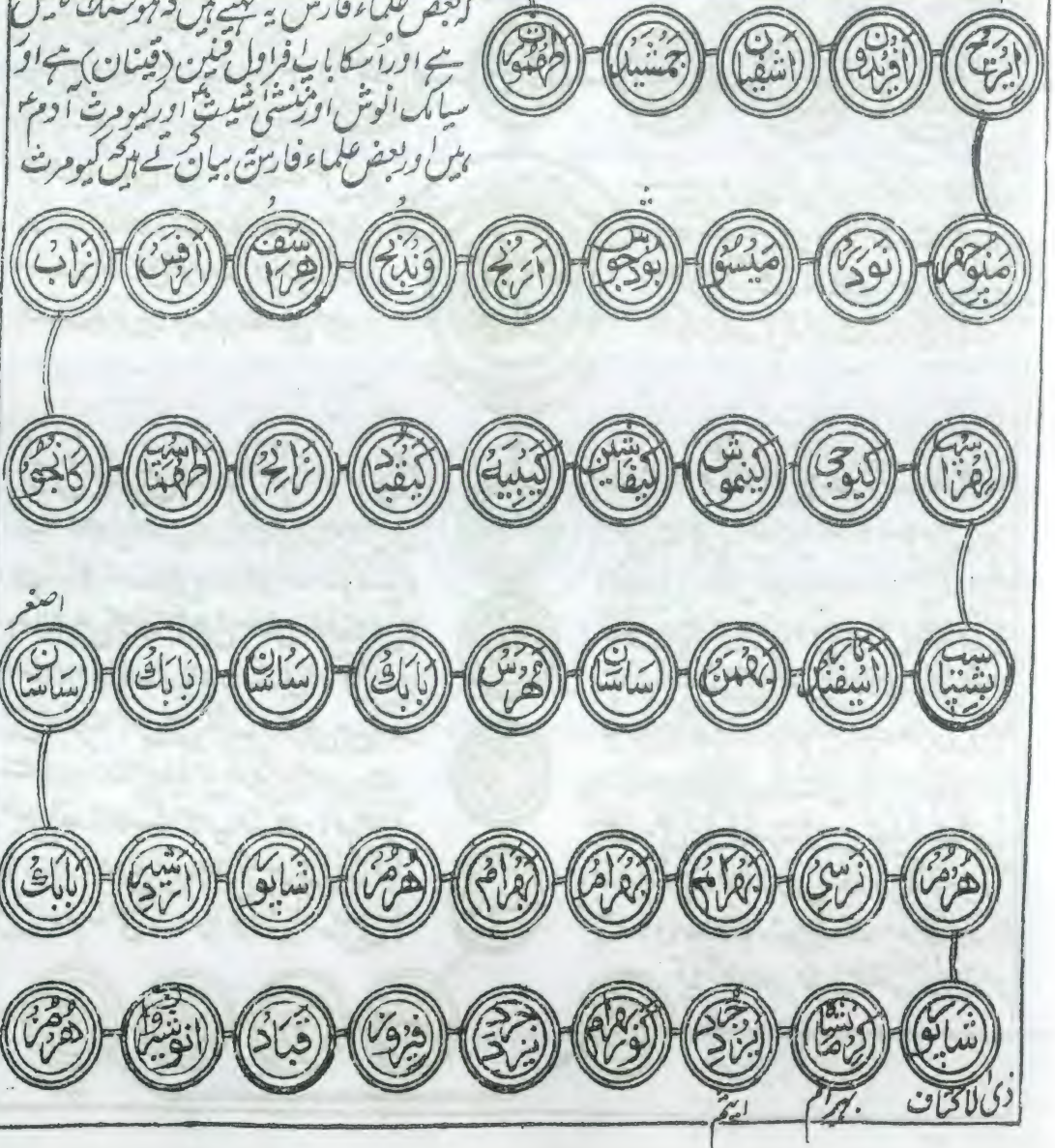
۵ جمادی الاول ۹۳۰ھ کو انتقال ہوا۔ سلاطین دہلی میں بڑا باشوکت بادشاہ تھا اسکے بعد ہمایوں جانشین ہوا شیر شاہ سوری جنگ میں اسکو شکست ہوئی ایران چلا گیا وہاں سے دوبارہ آکر ہندوستان کا بادشاہ ہوا اور ماہ ربیع الاول ۹۳۳ھ کو تخت خانہ کی چھت لگ کر راہی ملک بقا ہوا۔ اسکا بیٹا جلال الدین محمد اکبر امر کوٹ میں ۵۔ رجب ۹۳۹ھ کو پیدا ہوا اور ۱۲۔ جمادی الثانی ۱۵۵۶ھ کو وفات پائی اسکی تدبیر ملکی و رعایا نواری سے سلطنت دہلی کو وسعت ہوئی اور کثرت فتوحات سے ابو الفتح کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے نور الدین جہانگیر ۱۶ جمادی الآخر ۱۵۵۶ھ کو تخت نشین ہوا ۲۸۔ صفر ۹۶۵ھ



مہلائیل سلاطین فارس کا سلسلہ مہلائیل سے شروع ہوتا ہے علماء فارس اور دیگر مورخین کے مختلف اقوال ہیں ازاجملہ اہل فارس کا قول کاہل بن اثیر نے نقل کیا ہے اقوال - انوش کا سیامک اور شیت کو



انہی سلاسل کو بمقابلہ دوسروں کے بہتر جانتی قسم کے اقوال نقل کرتے ہیں چنانچہ علامہ ہے اور دیگر مورخین بھی علماء فارس کے اسی ابن خلدون نے بھی ان اقوال کو اس طرح لکھا ہے کہ بعض علماء فارس یہ کہتے ہیں کہ ہوشنگ مہلائیل ہے اور اسکا باپ فراول فنین (قینان) ہے اور سیامک انوش اور منشی شیت اور کیومرث آدم ہیں اور بعض علماء فارس بیان کرتے ہیں کیومرث



گوہر بن یافت بن نوح ہے۔ غرض کہ اصل حال کچھ بھی ہو یہ سب سلاطین جنگاؤں کے دائرہ سلطنت بہت سی نیا کو گھیرے ہوئے تھے۔ انوشیروان انڈین اعداؤں اور نیک خصلت بادشاہ گذرا ہے جس کے زمانہ میں حضور روحی فداہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اسی اولاد میں زید بن سہریار کے وقت میں اسلام کو ملک فارس میں غلبہ ہوا اور سلطنت فارس کا خاتمہ ہو گیا اسکا باعث یہ تھا جو امام بخاریؒ نے بروایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سندر حاکم

بحرین کے واسطے سے خسرو پرویز بن ہرمز کو فرمان لی بھیجا اسے یہ کہ چاک کر ڈالا حضور روحی فداہ اُسکے لئے بدوایا کی کہ یہ سلطنت متفرق ہو جاوے ہر فرقہ سے۔ چنانچہ شیروین نے اپنے باپ خسرو کا پیٹ پھاڑ ڈالا۔ اسی حالت میں پرویز چھ مہینے زندہ رہا جب حیات سے اسکو باہر ہوا تو اپنے دواخانہ سے ایک دبیز زہری منگائی اور اس پر لکھ دیا کہ

یہ دوا نافع جماع ہے۔ شیروین چونکہ

حرص جماع تھا باپ کے مرنے ہی اُس نے

دوا خانہ کھولا اور زہر ڈبیز میں سے

نکا لکر کھاتے ہی مر گیا۔ پرویز نے قتل شیروین

جو ادبار آنے والا ہے اُسکا آغاز میرے ہی

سلطنت فارس کی نحوست ادا با چھا گیا اور

جسوقت عراق پر متوجہ ہوئے رہی سہی



کے لئے یہ تدبیر کی تھی مگر یہ سمجھا کہ سوء ادبی ہا کہ ہے۔ شیروین کی ہلاکت سے اقبال حضرت عمرؓ کے زمانے میں سعد بن ابی وقاصؓ شوکت کسریٰ کو نیست و نابود کر دیا۔



رئیس المجتہدین قدوہ الفقہاء امام الہمام آپ سلاطین فارس میں نوشیروان عادل کی ہے اُسکا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آپ کے اسلامی میں پھیلے ہوئے ہیں اسلامی سلطنتوں کا اسلامی دنیا کا غالب حصہ انکے ہی مسائل کا پیرویت ہے حضرت انس بن مالکؓ اور سہل بن سعدؓ سے ہی نہایت احتیاط تھی اگرچہ سی صحابی سے جلیل القدر صحابہ کے تعلیم یافتہ تھے امام اعظمؒ چار ہزار تابعینؓ تبع تابعینؓ علم حدیث وفقہ کو ہمیں امام شافعیؒ کے سوا انکا کوئی فکسر نہیں ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نسل سے ہیں حضرت امام کا اسلام میں جو تہ اجتہادی مسائل تقریباً بارہ سو برس تمام ملک قانون آپ کے ہی اجتہادی مسائل تھے اور لیج ہے آپ منہ میں یہ اہوئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم عام بن مالک کا زمانہ پایا۔ مگر آپ کے مزاج میں تہ روایت حدیث نہیں کی لیکن آپ کے اساتذہ سب کیلئے یہ بھی کوئی کم شرف نہیں ہے کہ آپ نے عمداً اخذ کیا۔ آپ کے حالات میں اس قدر کثرت تصنیف آپ کے ابا و اجداد تجارت بدیشہ تھے اسوجہ کو فہم کیا مگر ۱۷۰۔ خلیفہ منصور آپ کو بغداد



کے عہدہ قضا کیلئے منتخب کیا لیکن اپنے منظور نہیں کیا اور کم کھالی اسپر خلیفہ منصور عباسی آپ پر تشکیک اور دس تا زیا
روزانہ مارنے کا حکم دیا حتیٰ کہ سوتا زیا نہ نکلتے تھے
روز تک بچا خور و نوش بند کر دیا تب اپنے
دعا مانگی بیانیچ روز بعد ماہ رجب یا شعبان یا نصف شوال شب جمعہ

قیان

عمر ۸۵ تا ۹۱ سال

۱۵۷ھ میں کائنات سجدہ اپنے وفات پائی۔
پیالہ جبر اُپلا یا گیا ابن سماک کہتے ہیں کہ ایسی

اور ایک روایت یہ بھی پایا جاتا کہ ایک نور کا
میشانی مبارک بر ایک سطر میں آیا تھا
النفس الطمئنة أرسجی الی سربابہ راضیة
مَرْضِيَّة فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي
جَنَّتِي اور اپنے ہاتھ پر آیا تارا نصیب آخر
أَجَنَّةً يَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ اور تم پر بیشمار کم
دیکھی گئیں۔ اور ایک گورستان خیزران میں دفن

أحمد

مظفر

الہم

ابوبکر

مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا أَوْرَأَيْسَ مَا تَهْ بِرَأْيِهِ فَادْخُلُوا
رَبُّكُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَفِي رِضْوَانٍ لَّكُمُ يَوْمَئِذٍ
کیا گیا۔
(صداق الحنفیہ)

حضرت
جمال الدین

ہانسوی

حضرت
برہان الدین

جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت
فرید الدین شکر گنج ہانسی شریف کے آپنے اسی روز
درجہ محبت ہوئی تھی کہ ۱۲ سال اپنے ہانسی میں
جمال جمال ماست۔ جس میں کو آپ خلافت میں
اگر آپ منظور کر لیتے تو خلافت بجالا رہتی۔ اور
فرید تنوان وخت۔ آپ سلسلہ چشتیہ فریدیہ میں
خاندان چشتیہ جمال علیہ آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔ آپ کے
مزار ہانسی میں یارنگاہ
(جو اہر فریدی)

حضرت شیخ المشائخ برہان العارفین مخدوم
امام اعظم کی اولاد امجاد سے ہیں جس روز حضرت بابا
بیعت کی۔ بابا صاحب کو آپ کے ساتھ نہایت
وجہ سے قیام کیا اور فرمایا کرتے تھے کہ شیخ
پہلے حضرت جمال الدین کی خدمت میں بھیجتے
بصورت دیگر بابا صاحب فرماتے بارہ کردہ جمال
بڑے مرتبہ کے بزرگ ہوئے ہیں۔ ۱۵۹ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ خاندان چشتیہ جمال علیہ آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔ آپ کے
صاحبزاد حضرت مخدوم برہان الدین بھی اہل خلفاء بابا صاحب سے ہوئے ہیں۔ ان بزرگوں کے مزار ہانسی میں یارنگاہ
خلایق ہیں اور مخلوق کو ہر طرح کا فیض ہوتا ہے۔

فیروز

محمد

سلطان محمود سبکتگین کا پسر سبکتگین فرخ شہرواں کی اولاد تھا۔ اتفاق تقدیر سے غلام بنکر پشتگین حاکم غزنی کے ہاتھ بکا
سبکتگین کے آثار دانشمندی دیکھ کر پشتگین نے بتدریج اپنی فوج کا سپہ سالار کر دیا پشتگین کے بعد اسکا بیٹا اسحق
جانشین ہوا مگر ایک سال کے بعد اسکا انتقال ہوئے پر افسران فوج اور رعایا نے سبکتگین کو جانشین تسلیم کیا ۳۶ھ
کو اسے بست کا قلعہ وغیرہ فتح کر کے ہندوستان پر حملہ کیا اور چند قلعہ فتح کئے اور مال غنیمت لیکر غزنی کو واپس ہوا

اس زمانہ میں راجہ جے پال لاہور بلغان اور کشمیر سے ملتان تک حکومت کرتا تھا اور بھٹ میں مقیم تھا۔ سبکتگین کا حال سن کر ملتان
کے میدان میں آیا۔ اور دھرم سے سبکتگین کو اپنے بہادر فرزند محمود کے آگے مقابل ہوا اس کے مقابلہ میں جے پال نے خراج پر
رضامند ہو کر صلح کر لی مگر راجہ جے پال نے بعد کو خلاف عہد کیا اس پر سبکتگین حملہ آور ہوا اور بشیر مال غنیمت خراج لیکر
غزنی واپس ہو گیا اور دس ہزار فوج ایک افسر کے ماتحت پیشاور میں چھوڑ کر ۳۸ھ میں ۱۲ سال حکومت کر کے
قوت ہوا۔ اس کے بعد سلطان محمود سبکتگین کا جانشین ہوا اور اسے ۳۸ھ سے ۴۱ھ تک ہندوستان پر شہرہ حملہ کئے
اور ۴۱ھ میں سخت کھسبان لڑائی کے بعد سومنات میں داخل ہوا اور یہاں دس کروڑ کا مال لیکر سومنات کو واپس
متراس کے سپرد کر کے غزنی کو واپس گیا اسی سال خلیفہ بغداد قادر باللہ عباسی نے سلطان محمود کو لوہاء حکومت
خراسان و ہندوستان مع خطاب کہت الدولہ والا سلام عطا کیا اور اس کے بڑے لڑکے امید مسعود کو شہنشاہ
وجہ مال ملکہ اور دوسرے فرزند امیر محمد کو جمال الدولہ و جمال الملکہ کے خطابات دئے ۴۲ھ میں عراق پہنچا اور جو قیوم
کافساد مٹایا اور پر وزیر پنجشنبہ ۴۳۔ ربیع الاول ۴۲ھ کو بعارضہ سوء القیہ ۴۳ برس کی عمر میں ۵۵ سال سلطنت
کے بعد خدم و خشم کو بیدہ حسرت دیکھتا ہوا اسی ملک بقا ہوا اور باغ فیروزہ میں فاتح سومنات دفن کیا گیا اسنے
اپنے حسب حال خوب ہی کہا ہے۔

ہزار قلعہ کشادم بیکاشاہ دست
بے مصاشکستم بیک فشردن پا
چو مرگ تا حقن و درویش سودا
بقا بقاء خداست ملک ملک خدا

محمود بڑا عادل نیک خصلت اسلام کی شوکت علم و ہنر کا قدردان تھا ملکوں ملکوں سے اہل علم و کمال
غزنی میں جمع کئے غنصری عسجدی فرخی وغیرہ اسکے ہم نشین تھے فردوسی بھی اسکا شہرہ سنگر غزنی آیا
اور ایک موقع پر سلطان نے شاہنامہ لکھنے کی فرمائش کی اور فی شعر ایک شہرٹی دینے کا وعدہ کیا
فردوسی نے تین سال کے عرصہ میں ساٹھ ہزار شعر لکھ کر بامید صلیب میں کیا اسکے وزیر لالائی خواجہ
احمد ابن حسن ہندو نے حسد کی بنا پر سلطان محمود کو دھوکا دیا اور یہ کہا کہ فردوسی کو اس قدر نیار سے
شادی مرگ ہو جائیگی روپیہ دیا جاوے تو ہترے۔ محمود نے ایسا ہی کیا اس پر فردوسی بول ہو کر طوس
چلا گیا اور ایک بیسہ زیلیاچہ عرصہ بعد فردوسی کا ایک شعر سنگر محمود روایا اور کہا میں نے فردوسی کے
حق میں ظلم کیا اور اسی وقت ساٹھ ہزار دینار سرخ طوس فردوسی کے پاس بھیجے مگر ایک روز وہ

خدا

خدا

بہرام

تالش

ایران

مسعود

غزنوی

سبکتگین

بوقان

خاک

فرات

فرات

طوس میں بنیاد پونجی اور دو سر دروازہ سے دست و پاء کا تابوت یعنی فردوسی کی جنازہ نکل رہا تھا۔ ملازمان سلطان یہ دیکھ کر
 اس کی بہن کو پیش کئے مگر اس علی حوصلہ عقیفہ نے انکو
 کے مقابلہ میں ایک بے بہا یادگار چھوڑی

انوش

کیلئے موزوں کئے تو زیادہ اچھا ہوتا۔

گذشت شوکت محمود در زمانہ نمائندہ جزائیں فسانہ کہ شناخت قدر فردوسی
 سلطان محمود کے بعد اس کی اولاد میں حکومت غور و ہندوستان ہی لیکن جدال قتال سے کوئی زمانہ خالی نہیں ہوا بالآخر اس کی
 اولاد میں امیر ابراہیم بن امیر مسعود تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ عادل و عابد تھا۔ ایک سال میں رمضان کے ساتھ دو
 مہینے آگے پیچھے ملا کر تین مہینے روزے رکھتا تھا۔ ایک سال میں ایک قرآن شریف لکھ کر مکہ مکرمہ بھیجتا تھا۔ دوسرے
 سال مدینہ منورہ سلجوقیوں سے صلح کر کے ۶۷۲ھ ہندوستان پر یورش کی۔ قلعہ اجودھن دیاک پٹن کو فتح کر کے
 غزنی میں ایس آیا اور ۶۸۶ھ یا ۶۹۲ھ میں انتقال کیا۔ اسکے بعد امیر مسعود ثالث بن ابراہیم جانشین ہوا اور ۶۸۵ھ
 میں انتقال ہوا اور اس کا فرزند امیر کمال الدین شہزاد جانشین ہوا اسکو قتل کر کے اسکا بھائی امیر ارسلان شاہ
 تخت پر بیٹھا۔ اسنے اپنے بھائیوں کو قتل کیا۔ اسکا ایک بھائی اسکے نیچے سے نکل کر اپنے ماموں سخر سلجوقی کی پناہ میں چلا
 گیا اور اسکی مدد سے ۷۰۰ شہزاد ۷۱۰ھ میں ارسلان شاہ کو قتل کر کے بہرام شاہ تخت نشین ہوا اور اپنے داماد قطب الدین
 غوری کو قتل کیا۔ قطب الدین محمد غوری کے بھائی محمد سیف الدین نے انتقام پر کربانہ دی۔ بہرام شاہ بغیر لڑے بھڑے
 ہندوستان چلا گیا اور وہاں سے لشکر جمع کر کے غزنی میں یا باشندگان غزنی نے سیف الدین کو گرفتار کر کے بہرام کے
 حوالہ کیا۔ بہرام نے اسکو رسوائی کے ساتھ قتل کیا اور اسکے وزیر سید مجد الدین کو بھانسی دی۔ علاء الدین سیف الدین
 کے بھائی نے غزنی پر چڑھائی کی بہرام شاہ نے مقابل ہو کر شکست کھائی دولت شاہ فرزند بہرام شاہ مارا گیا۔ بہرام
 شاہ ہندوستان چلا آیا اور لاہور میں ۷۱۰ھ میں انتقال کیا۔ اسکا فرزند خسرو شاہ لاہور میں جانشین ہوا۔ اور
 پھر غزنی آیا۔ علاء الدین سے شکست کھ کر لاہور چلا گیا اور وہاں ۷۱۵ھ میں اسکا انتقال ہو گیا۔ اسکے بعد اسکا
 فرزند خسرو ملک جانشین ہوا۔ اس سے سلطان معز الدین غوری نے لڑکے غزنویوں کا نام منادیا۔

(تاریخ افغانستان)

حضرت شیث علیہ السلام آپ کی پیدائش
عمر قیام اور قیل بائیل کو چار سو سال بعد
پیدا ہوا کہی مگر آپ اخیلے پیدا ہوئے

کے وقت حضرت آدم کی دوسو بیس سال کی
جگہ تھے حضرت آدم کی اولاد لوام
لیکن عبداللہ بن عباس سے جو پروا

حضرت
شیث
علیہ السلام

سے اسے ایسا بھی توام
حضرت آدم نے اپنی
کو اپنا خلیفہ مقرر کیا
مازل ہو ہمیشہ کہ مکرم ہیں
تھے۔ آپ کی اولاد نسل انسانی کو رتی ہوئی اور انکی زندگی میں بہت سی اولاد عبادت الہی میں گوشہ نشین ہوئی۔ اور
شیثؑ کو حضرت آدمؑ نے شبانہ روز کی ساعات اور اوقات عبادت تعلیم کئے اور دیگر معارف و طوفان فوج
سے آگاہ کیا اور یہ سب باتیں حضرت آدمؑ نے اپنی دوسری اولاد سے پوشیدہ رکھی تھیں۔ ۹۵ یا ۹۱۲ سال کی
آپنے عمر بانی اور جبل ابوقیس میں حضرت آدمؑ کے پاس دفن کئے گئے۔ (کامل بن اثیر)

ابو البشر حضرت آدم صلی اللہ علی نبینا وعلیہ السلام

واضح ہو کہ آپ سے پہلے زمین میں جنات کی حکومت اور آبادی تھی جناتے سفکے ماء اور کسری اختیار کی۔ اور ابلیس
کو جو اپنی علم و حکمت پر ناز ہو گیا تھا۔ باری تعالیٰ نے ابلیس کی یہ خیال ملائکہ پر پوشیدہ رکھا اور ملائکہ سے ارشاد فرمایا
اِنِّیْ جَاعِلٌ فِیْ الْاَرْضِ خَلِیْفَہٗ ؕ فَمِنْہُمْ مَّنْ سَبَّہٗ وَاُخْرٰی مِّنْہُمْ سَجَدَ ؕ فَلَمَّ اَنَّہُمْ سَجَدُوْا عَلٰی اَرْضِہُمْ عَلٰی اَمْرِہٖمْ
ہوئے تھے اور اطاعت خداوندی کا ملائکہ عہد کر چکے تھے غرض کیا کہ اسے رب کیا فتنہ و فساد و سفکے ماء کرنے والی
کو پیدا کر لیا حالانکہ تم یہی سبج و تقدیس میں ہیں اور سرطاعت خم کئے ہو ہیں۔ حق جل و علا کا ارشاد ہوا اِنِّیْ اَعْلَمُ
مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ط اور ملائکہ کو حکم دیا گیا چنانچہ نوبت آخر میں ملائکہ موت نے کئی جگہ سے تھوڑی تھوڑی مٹی سرخ و سیا
وسفید لیکر پیش کی اس سے حضرت آدمؑ کا چالیس شب یا چالیس سال خمیر کے بعد جسید تیار ہوا۔ آپ میں روح
دالی گئی جسوقت آنکھوں میں روح پہنچی تو اپنے امارت خود دیکھا اور پیش میں پہنچنے پر پکڑا ہوا غالب ہوئی
اور قبل کے کہ روح پیروں میں پہنچے اپنے امارت جنت کی طرف بڑھنے میں عجلت کی اسلئے واسطے باری تعالیٰ نے
ارشاد فرمایا ہے خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَیْہِ پھر ملائکہ کو سجدہ کا حکم ہوا سب سجدہ کیا لیکن ابلیس لعین نے تو مردود
ہو نیکو پسند کر لیا تھا وہ سجدہ کیسے کرتا اس نافرمانی میں ہمیشہ کھلے مردود ہوا اور جنت سے نکال دیا گیا۔ اور حضرت آدمؑ
جنت میں رہنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؑ سے مروی ہے کہ حضرت آدمؑ جنت میں چلے پھرتے تھے اور آپ کی نجات
کھلے کوئی جوڑا نہیں تھا۔ ایک وز آپ سو کر اٹھتے تو اپنے سر ہاتھ حضرت حواؑ کو ملے ہوئے دیکھا جنکو قادم طلق نے آپ کی



ہاہل کو تھیں کر دیا اور اسکے اس ترک پہ بنی نوخ انسان میں غل میں تھی کہ آنحضرتؐ۔ (کامل)

ہابیل قابیل کے قصہ کی اصل میں کئی قوال میں اور یہ لکھتے ہیں
حضرت خواکی اولاد میں توام ایٹ کی اور ایک کا بید ہوئے تھے
چنانچہ حضرت آدم کی ۲۶ یا ۲۷ اولاد میں بلین حمل سے پیدا ہوئے اور
بعد میں تھاکہ دو بہن کی جو ایک نوید ہوئے تھے وہ ایس میں مشرب ہیں
ہوئے تھے پس حضرت آدم نے قابیل کو حکم دیا کہ وہ ہابیل کی بہن نکاح
کرے اور قابیل کا ہابیل کی بہن نکاح ہو قابیل نے اس سے نکاح کیا اور

پسلی سے پیدا کیا اور ایک یہ بھی روایت ہے کہ حضرت آدمؑ پر القاء نوم کیا گیا اور بائیں پسلی آپچی نکالی گئی اس سے حضرت حوا پیدا ہوئیں اور وہ جگہ پسلی کی گوشت سے برابر ہو گئی اور حضرت آدمؑ سوئے رہے جسوقت آپ بیدار ہوئے تو حضرت حوا کو دیکھ کر یہ میری جسم و جان ہے ہو مانوس ہو گئے۔ اور باری تعالیٰ نے دونوں کو جنت میں آزاد رہنے کا حکم فرما کر ولا تقربا ہذیہ الشجرۃ فتکونان من الظالمین کی ہدایت کی (اس رخت گندم کے قریب مت جائو ورنہ اپنے پر ظلم کرنے والے ٹھہرو گے) مجاہد اور قتادہ بھی اس روایت سے متفق ہیں۔ حضرت آدمؑ و حواؑ عرصہ تک جنت میں مجلس و معاشرت کے ایام گزارتے رہے شیطان لعین ایک روز جنت میں داخل ہوا یا جاتا تھا

تھا تاکہ حضرت آدم و حوا کو نافرمانی باری تعالیٰ پر آمادہ کرے کہ خازن جنت نے روک لیا یا پھر یہ سیوا نازین پاس آیا اور
انے جنت میں پہنچا نیکی خواہش پیش کی۔ تمام حیوانات نے انکار کر دیا مگر سانپ اسکے فریب میں گر اپنے منہ میں
رکھ کر جنت میں پہنچا دیا۔ سانپ کو لکھتے ہیں یہ بہت خوبصورت تھا مگر اسکو یہ نہ اچھی لگی اسکی خوبی بصورتی سے بدل دی
گئی اور پیٹ سے چلنے کی مصیبت میں ہمیشہ کو گرفتار ہوا شیطان جنت میں پہنچ کر حضرت آدم کے سامنے رونما شروع
کیا اور کہا کہ تم دونوں مر جاؤ گے اور فراق منکوحات ہوگا تمہارے آئندہ بیچارے قسوس کر کے رہنا ہوں اور اس مہمزدی
میں **هَلْ اَدَلُّكُمْ عَلَى شَجَرَةٍ الْخُلْدِ وَ مَلِكٍ كَايْنُكِي** رکھنا بتاؤں تمکو ایسا درخت جس میں ہمیشگی اور ملک جاوید
تمکو حاصل ہو جاوے۔ طرح طرح کے فریب و قسوس کھا کر فرشتہ سیرت حضرت آدم و حوا کو لعین لے فریب لیا اور
امر ممنوع کے قریب ہو کر ساکنان جنت حضرت آدم و حوا معتوب الہی ہوئے اور وطن اصلی سے دنیائے دنی میں آنا
دینے لگے جمعہ کے روز آپ جس مقام پر اول مرتبہ آنا رہے گئے انہیں حضرت علی و عباس و قنادہ و ابو العالیہ کا یہ
قول ہے کہ ہند کی ارض سرانید میں ایک پہاڑی جسکو نو د کہتے ہیں آدم علیہ السلام آنا رہے گئے۔ اور حضرت
حوا رضی اللہ عنہا مقام جدہ میں آنا رہی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ حضرت حوا کی مفارقت
میں حضرت آدم ملائش کو بکھلے ہیں تو اس سفر میں جہاں بکا قدم مبارک پڑا وہاں آبادی ہو گئی یہاں تک کہ آپ
مقام جمعا میں حضرت حوا کے ساتھ جمع ہوئے۔ اسی وجہ سے اس مقام کو جمعا کہتے ہیں اور مزدلفہ میں ایسے
سکان نام مزدلفہ ہوا اور عرفات ایک دوسرے نے پہچانا اسی لئے اس جگہ کو عرفات کہتے ہیں۔ پھر آپ دونوں
بیت اللہ کی جگہ مقیم ہوئے اور دو سو برس تک اپنے غفوق تصور کیلئے روئے رہے اور چالیس روز تک کھائے پئے
سے باز رہے تاکہ ارحم الراحمین نے **رَبَّنَا ظَلَمْنَا انْفُسَنَا وَ اَن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ**
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ کی تلقین کی اور آپ اس نور سرمدی مقبول نزدیکی عالم کو شفیع لائے جسکے بارہ میں حضرت آدم
کی خلقت سے پہلے حکم ہو چکا تھا کہ **مُحَمَّدٌ اَوْ يٰ اَبْرٰهِيْمُ دِيْكَ كُوْنِيْ جَبِيْنِيْ مُحَمَّدٌ**۔ اور وہ نور پاک باری عز اسمہ
کا یہ خطاب سن کر۔ **فَصَارَتْ عَمُوْدًا قَبْلَ نُوْرٍ اَوْ فَصَلِيْ حَتّٰى اَن تَهْبِيْ اِلٰى حُجْبِ الْعِظَمَةِ فَسَجَدَ وَقَالَ**
رَبِّ سَجَدْ لَكَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ خَلَقْتُكَ وَ سَمَّيْتُكَ مُحَمَّدٌ۔ اور جناب
باری سے التجا کی۔ اس نور کی برکت سے آپ کی گریہ و زاری مقبول باجابت ہوئی۔ الحمد للہ کہ فضل ربانی سے حضرت
آدم و حوا کا قصور معاف ہوا اور انعامات ایزدی آپ پر عام ہو گئے۔ زمین کا ایک مالک بنا یا گیا آپ کی اولاد سے
دنیا کو آباد کیا گیا آپ کی ہدایت کو آپ نبی مرسل کیے گئے۔ ۲۱ صحیفے آپ پر نازل ہوئے اس طرح پر کہ جبریل کی تعلیم
سے آپ لکھتے جاتے تھے۔ حضرت ابوذر غفاری سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء
گذرے ہیں جن میں ۳۱۳ نبی مرسل ہوئے اور اول انکے حضرت آدم ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور
اپنی روح پھونچی پھر آدمی بنایا۔ اپنے احکام خداوند عالم اپنی اولاد کو تعلیم کئے جب آپ کا وقت آخر ہوا تو فرمادی
آپ سے منتقل ہو چکا تو آپ چارہ روز بیمار رہے اور پھر ۹۶۳ یا ۹۳۰ بقول صحیح ایک ہزار سال اس طرح زندہ پایا
میں قیام فرما کر اسی دار اصلی کو جسکی مفارقت کا ہمیشہ ایک ملامل رہتا تھا مراجعت فرمائی جنت سے آپ کا کفن آیا
اور ملائکہ نے حمیر و کھنجر کے دفن کیا اور آپ کی قبر کو پوشیدہ کر دیا اور ایک روایت یہ ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ کے روز
آپ کا انتقال ہوا اور جبریل و جیس مکہ مکرمہ میں آپ کو دفن کیا۔ غار الجحرا اس جگہ کا نام ہے اور اس بارہ میں اور بھی قول

ہیں۔ آپ کے ایک سال بعد حضرت حوا کا بھی انتقال ہوا۔ حضرت آدم کے پاس یا جہدہ میں پٹ فون ہیں۔ واللہ اعلم وعلیہ السلام۔
(کامل)

الحمد لله والمنه کہ سلسلہ نسب حضور فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
و دیگر انبیاء علیہم السلام تمام ہوا

بچے کہ شاہ دو عالم ہم آؤ صفے کہ بادی خاتم ہم آؤ کرے کہ دین است انعام و مہینے کہ نہج است از نام او

آغاز سلسلہ اولاد اطہار سادات کرام خصال علیہم السلام

واضح ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال ایک روز کی عمر میں نبوت ہوئی اور بعض اقوال میں روز دوشنبہ تاریخ ۸۔ ربیع الاول کو مبعوث ہوئے۔ اسکے بعد علی لا اعلان اپنے اطہار نبوت کیا اور دعوت حق کی۔ اور شعبا بوطالب میں معہ خاندان کے کچھ کمین سال محاصرہ کفار میں رہے اور ہجرت پچاس سال نو ماہ آپ کو معراج ہوئی تین سال کی عمر میں اپنے ہجرت فرمائی روز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کو روانہ ہوئے۔ اور روز دوشنبہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے کل دس سال یہاں قامت فرمائی اور اس عرصہ میں بتخلاف اقوال ۲۵ یا ۲۴ اپنے غزوات کی اور تقریباً پچاس مقامات پر لشکر بھیجے اور اسکے بعد آپ کی وفات ہوئی اور تین روز اور تاریخ ۸ یا ۹ یا ۱۲ میں اقوال علماء کے مختلف ہیں لیکن قول مشہور اس رہ میں آغاز کتاب میں کر دیا گیا۔ مکہ مکرمہ میں آپ خدیجہ بنت خویلد کے گھر سے ملک شام کو تجارت کی غرض سے تشریف لیکئے اور خدیجہ بنت خویلد کو آپ کی حسن معاملہ سے اعتبار بڑھتا گیا۔ اور برکات ظاہری باطنی سے بکثرت فائدہ ہوا تو خدیجہ نے آپ سے نکاح کی درخواست کی اس وقت آپ کا سن ۲۵ سال و ۵ دن دو ماہ کا تھا آپ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ سے نکاح کیا اور حضور کی ۴۹ سال ۸ ماہ ۲۱ روز کی عمر میں خدیجہ کا ابوطالب کے انتقال سے ۳ روز بعد مکہ مکرمہ میں انتقال ہوا۔ حضرت خدیجہ کے بعد آپ نے حضرت سوہد بنت زمعہ سے نکاح کیا۔ ان کے بعد حضرت عایشہ صدیقہ بنت حضرت ابوبکر صدیق سے ہجرت کے دو یا تین سال قبل ماہ شوال میں جس وقت حضرت عایشہ صدیقہ ۴ سال کی تھیں نکاح کیا۔ اور ۳ سال ۱ ماہ شوال میں آپ ہمبستر ہوئے۔ انکی ۱۸ سال کی عمر میں حضور نے وفات پائی اور ہجرت ۵ سال ۱۴۔ رمضان میں حضرت عایشہ صدیقہ کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔ حضور نے سورا انکے اور کسی باکرہ سے نکاح نہیں کیا۔ ام عبد اللہ انکی کنیت ہے۔ پھر ان کے بعد حضرت حفصہ بنت فاروق اعظم سے آپ کا نکاح ہوا۔ اور آپ کی حبشہ میں نجاشی حبش نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان نکاح کیا اور نجاشی حبش نے ام حبیبہ کا چھاپ کی طرف سے ادا کیا ۴ سال انکی عمر ہوئی پھر حضرت ام سلمہ سے آپ کا نکاح ۱۱ اور ۶ سال کی عمر میں انکا انتقال ہوا۔ ایک روایت میں حضرت میمونہ کو لکھتے ہیں انکی سبب آخر میں وفات ہوئی۔ ان کے بعد حضرت زینب بنت جحش سے آپ کا نکاح ہوا جو پہلے زید بن الحارثہ مولا رسول اللہ

از دراج مطهر رض



کے نکاح میں تھیں انکی طلاق کے بعد آپکی ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں حضور کی وفات کے بعد یہ پہلی بیوی ہیں جن کا انتقال ہوا اور جنازہ چوبی شکل گہوارہ جتنے لئے تیار کیا گیا۔ انکے بعد جو بیعت حضرت حارث جو غزوہ بنی مصطلق میں گرفتار ہو کر ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں بعض نال کتابت اپنی رضامندی سے آپکی نکاح میں آئیں ۶۵ سال انکی عمر ہوئی پھر حضرت صفیہؓ سے آپ کا نکاح ہوا جو بارون کی نسل سے تھیں اور غزوہ خیبر میں اسیر ہو کر آئی تھیں۔ انکا آزاد کرنا حضور نے ہر قرار دیا تھا۔ پچاس سال انکی عمر ہونے پر آپنے خالد بن ولید اور عبداللہ بن عباسؓ کی خالہ میمونہؓ سے نکاح کیا اور موضع سرف جہاں حضور سے انکا نکاح ہوا تھا بعمر ۵۵ یا ۶۶ سال وہیں انکی وفات ہوئی۔ اور اس تقدیر قول آخر پر از روئے انتقال کے یہ آخر ازواج سے ہونگی جیسا کہ مذکور ہوا اور یہ سب وہ ازواج ہیں جن حضور کے انتقال کے بعد موجود رہیں۔ سو حضرت خدیجہؓ کے پھر آپنے ہجرت کے تیسرے سال حضرت زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا جنکا دو تین ماہ میں انتقال ہو گیا۔ ان سب علاوہ کچھ اور غور میں بھی تھیں جسے حضور نے نکاح یا خطبہ کیا تھا ازراجملہ فاطمہ بنت ضحاک بھی آپکے نکاح میں آئیں اور یہ تحیر نازل ہونے پر آپنے انکو اختیار دیدیا تھا پھر وہ دنیا اختیار کر کے آپسے علیحدہ ہو گئیں لیکن عمر بھر انکو حضور کی جدائی

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تین صاحبزادیں حضرت زینب بقیہ اور لیکن حضرت فاطمہ زہراؓ کا حضور کی وفات حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے نکاح ہوا جنہیں حسن حسین علیہما السلام وسیدہ ابوالقاسم محمد بن حنفیہؓ جنکا سلسلہ صفحہ ۱۱



سادات کے چار سلسلے جاری ہوئے انکے علاوہ سب انہی سلسلے رابع کے فروغ ہاسمی کے علاوہ حضرت فاطمہؓ کی وجہ سے

جو شرف حاصل تھا اسکے ساتھ ہی بوجہ آپکی دیگر فضائل مخصوصہ کے آپکی اولاد کا سیادت انتساب ہونا یقینی ہے لیکن انصاف اور حق یہ ہے کہ حضرت سیدہ کی وجہ سے جو کرامت حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو حاصل ہوئی پس اسی کرامت کا ایک زائد حصہ بنی فاطمہؓ میں ضرور اضافہ کا مستحق ہے اسلئے کہ فیضیت جناب اعتبار تعلق رسالت خاص مرثیہ البشیر ضرور ہے کہ جہاں بنی فاطمہ کو یہ تخصیص ہے وہاں دیگر اولاد علیؓ کرم اللہ وجہہ بھی اس خصوصیت میں بنی فاطمہ کے سلسلہ اخوت کی وجہ سے شریک ہے۔ اور اپنا ثلویہ قول ہے۔

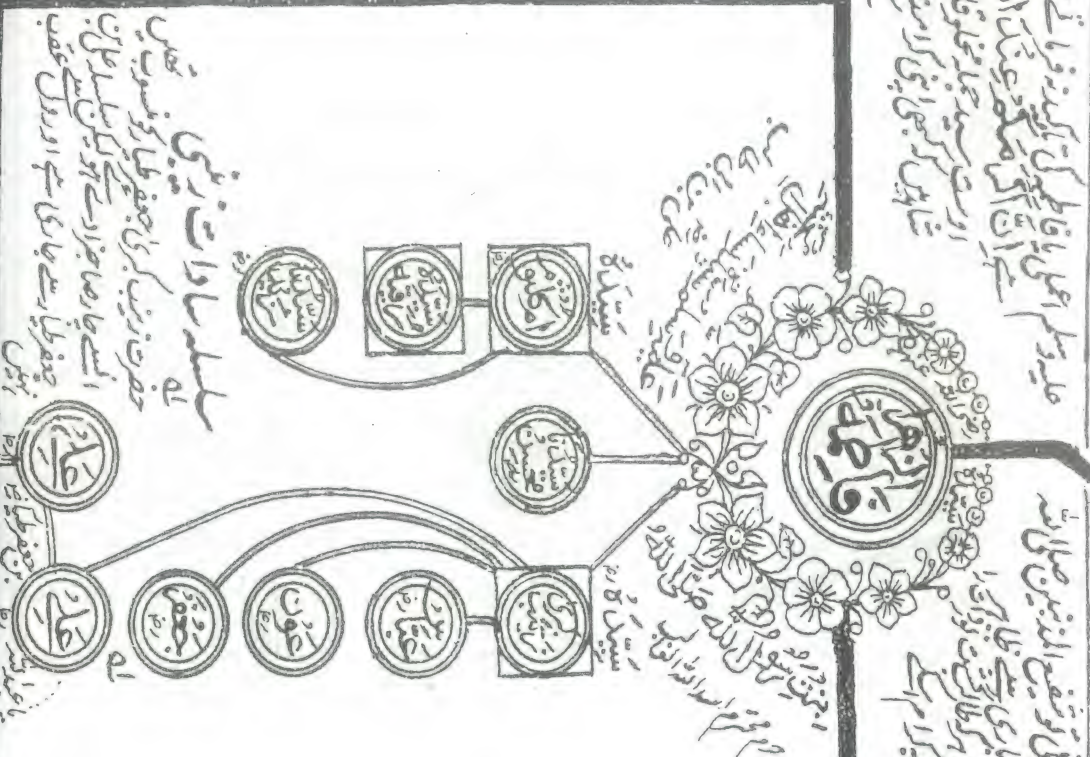
نی الجملہ نسبتہ ہو کافی بود مر بلیں ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

اظهار شرف نسب کی بہت سی امور دینی و دنیوی میں ضرور ہوتی ہے لیکن اسمیں اس درجہ غلو ہونا جو دوسروں کی تحقیر اور اپنے لئے کبر کا باعث ہو جاوے بجا ہے جیسا کہ بعض لوگوں میں اسکا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ اور حقیقتاً دیکھا جائے تو علاوہ ضروریات دین کے واقفیت نسب کا منشاء یہ ہے کہ انسان اپنی آباء و اجداد کے بہترین اعمال اور اخلاق حسنہ کی واقفیت سے انکی پیروی کرے کیونکہ یاہ کرامت اور مائتہ ناز اگر عمل نہ تو یا عمل کے مقابلے میں روز آخرت

عید و مسلم اعمال یا قافطی کی ایک نذر فرمائے معلوم ہو کہ ہر حال صالحوں کو مہیا د
سے آتے آگے ہرگز نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جسے معنی حضرت
اور ستر سید محمد مجاہد مخلوقا میں را چنانچہ خود حالات سے دیکھا
شاہیں کہ بھی اپنی کرامت پر کسی نے بغیر نہ نہیں کیا یہی وجہ
سے لئے ناری تھا لے بیٹے وہ دروست
کا جیغ با تھ میں لیکر آئے کہ وہ
فیما بینہم انکی کسمبسی کا دو سر کوئی
بہت سی مثالیں گزری ہیں اور ہمیشہ

سطح ارات میں دوا نواراج کو فریضہ
بہر نذر رسواں چلے ہر تہائی
یہ بیت امت میر جو سر کی دینی مربی
سے بوسا قاطعہ و اقباب و مہتاب
نورانی سے یہ عالم رفق بغیر سے
کے سلسلہ اسلیم کو شروع ہوئی ہیں
کتاب میں کو رہی اور اس سلسلہ کا
اسم گرامی یہاں پر درج کیا گیا
کتاب میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں

سلسلہ شادمانی



سلسلہ شادمانی
حضرت زینب کبریٰ جعفریہ کو نسب یہ
ان سے جاری رہا جو ارے آگے سلسلہ علی
جعفریہ سے جاری ہے اور ان سے عقب
آئیں

میں سیادت و شیوخ کا آمنے والی سے ہوئی تو شیخ المذنبین صالحوں
ہوئے نقی اصل سیادت میں جیسا کہ ارشاد باری ہے ظاہر
مولانا روم نے بڑی خوبی سے بیان کئے ہیں ہر گز غفلت نہ کر کے
سید المرسلین علیہ السلام کی اطہار و خصال و عطا و ہوا کر کے
ہے کہ ان حضرات کی اولاد میں ہمیشہ
روایت رکھ کر اگر وہ راہ شریعت پر
نقد و عمل کی طرف توجہ فرماتے
و غیری نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اسکی
نیش کی تہیگی۔ سب کی ازواج
بہی کو عملی اہمیت و علم کی ازواج
ہے حضرت عائشہ صدیقہ کبریٰ
کا حصہ نہیں ہو سکتی۔ انکی محبت
ہے۔ اور حضرت خدیجہ الکبریٰ
حسین علیہما السلام کی شمع
یہاں سے ان کو نذر نواہر
اولاد اطہار و سرور عالم ہو کر آغا
حضرت سیدہ ہیں اسلئے ہر نقی
باقی اولاد و ناظرین صدقہ اولیٰ غار

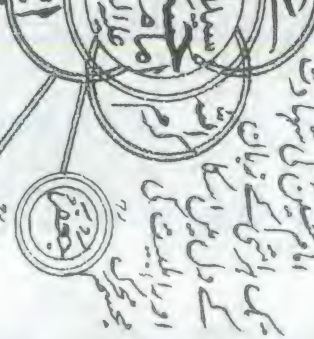
سلسلہ شادمانی

اما حسین علیہ السلام حضرت



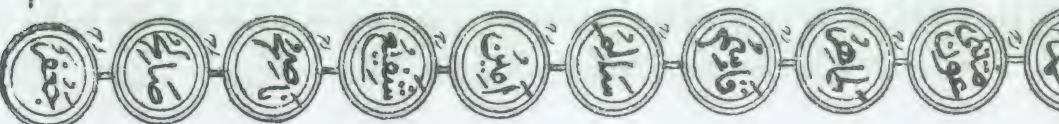
احیاء نہیں درج احیاء ہے ہر روز
میں جیسا کہ ہے۔ اصل شہادت کا وہ
میں تھا کہ ذات محبوب علیہ السلام کی تمام
خلعت تھکے ساتھ آکر اور ہر ہر
معدی ہی موزوں تھی از انجاء ایک مرتبہ
نی اتنی سروکار کم کیلئے بغا خانہ میں
اگر ایسا ہو تو غلام ہر غیر نظر دل میں
دین کی صورت ہوئی۔ اسلئے مستحبت
مختصر کے آخر تیر کی ہوا اسلئے آپ کی کسی
اسکے لئے وہ آئینہ سوال شدہ امام
سنا تھا جیسا کہ بروایت صحیح ترمذی

سید الشہداء حضرت

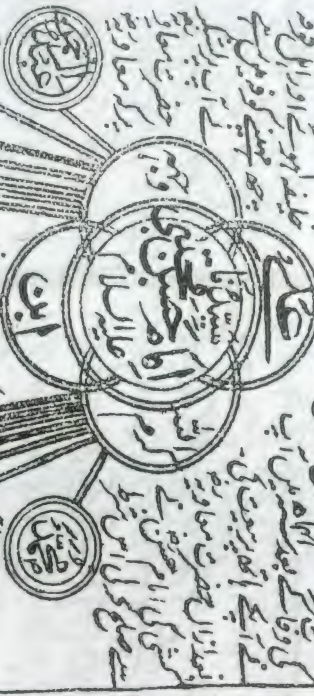


ہوئے کسی دوسرے باعث کی چند
اسی اصل محرم کی عمدہ معاون
جو ہر اطلو پر مشتمل سکا اصل فضا
کا لالہ دنیا و مرسلین کی جامع بھی بلکہ
وہ دامن عطا ہو چکے لئے ذات
شہداء ایسا تھا کہ سر کا حصول فی نفسہ
واقفنا سر کا شقا نہ مناسب تھا
کہ سر شکرنا سلام اور اختلال
ایندی ہی تھکی ہوئی کہ بعد وفات
میرت عز و ز کے اس کی کیمس ہوا تو
حسین سے زیادہ کون زول ہو

محمد

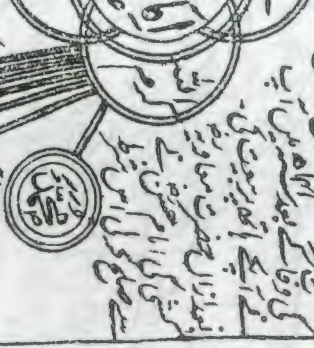


السلام حضرت علی کریم اللہ



خاندان ہوئے اور اہل عرفہ
تھوچنے کو فرمایا ہے
نے آپ پر لشکر
حضرت معاویہ
برکھ معاویہ
آپ نے
اور آپ نے
تسلیت
خیر اچھا
کرتے تھے
لئے تھے
مکہ عار دلائی
تھے اگ سے
اور فرمایا میں
ہوں کہ لکے
جس وقت آپ نے
سپر کردی
کام سنت دیکھتے
ایک میر کے ساتھ
ہوئی اور آنحضرت

حضرت امام محمد باقر علیہ



کی وفات کے بعد کس میں آپ
نے آپ کے بعد پرست کی۔
نہاد زل حضرت معاویہ
شرعی کی امام حسین نے
سے صلح کر لی اس شرط
کے بعد
ہوں میں
اہل بیت کے
کی جگری
دل آپ کو
سے آپ نے
سچا آپ فرمایا ہے
عار بھی ہے
کر دہ جانتا
لئے لڑوں
آپ نے حضرت معاویہ
اس وقت اہل اسلام
مقرر ہو گیا یعنی
مستفی ہو۔ آپ کی ولادت ستھ میں

سے صوری کی معنوی منشا بہت سہل ہے
 ام حسن اور سیدہ برور کی امام حسین
 امام حسن پر شہادت دینی اور سیدہ
 تاملنے لگے تھیں کہ دینی و حضور کے
 و معنوی تواریر کیے گئے اور یہ بات
 مصلحت بھی جسک حضرت امام حسین
 جسکی شہادت و ظہوری پر بی خون ہوا
 خون بر سے عالم غیب میں گھرنا
 دہندے جسکے جسد مبارک کی حفاظت
 قاتلوں کی ناک میں سانس لکھنا
 کے ساتھ اگر یہ واقعہ پیش آتا تو کیا
 تھا۔ وہ سر سے حضرت امام کی
 جسکے لئے شہادت ضروری ہے بلکہ
 کے باعث ہو اور قیامت تک ذکر
 ان نعوس قدر سیر کو قدرت اسی میں
 لہذا انکے حواش لکایا اندازہ ہو
 کہ قدر افراد است کو خاتم موت
 مصائب اندوہ است موجود کی نازاں
 انہر شراہو بجز سیدہ السدا خلاصہ
 تحیتہ وسلم۔
 چھوٹے تھے۔ ستر ہجری یوم محمد بن
 (سمر شہادت)

سے صوری کی گائیے تھیں
 تھے خاتمہ شہادت
 حضور کے شہادت لہذا
 امام حسین پر بلا ہری
 دونوں پہاڑ میں صوری
 کیا بھی کو باقیاء عالم کی
 شہادت کے پیچھے ہے کیونکہ
 جائے اور اسمان سے
 ہوتی اس واسطے ہوں
 کو اگر دلوں میں جسکے
 اسکے نانا سرور و درجہ
 زمین اہل قاف میں کہنا
 شہادت جو گزرا ہری بھی
 اسباب مذکورہ اسکی شہادت
 زانوں پر جاری ہریگا
 کام کیے تھیں کہ یہاں
 ہے اور انکے طفل میں
 اندازہ کر سکتا ہے جسکے
 ہیں۔ رحمت حق علیہم الف الف
 موجودات علیہم الف الف
 آپ امام حسن سے کچھ کہتے
 محرم کو ایک شہادت ہوں

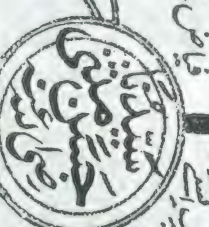


ساتویں ان والاد کے بعد
 کہنے پر امام حسن کو بھائی اور
 بھی اسکو دوست کہہ۔ ابو بکر
 امام حسن اپنے پاس گھر سے تھے
 ان کے گھر کی طرف دیکھتے تھے
 اسکی وجہ دورہ مسلمانوں
 دونوں بھائی ان جنت کے سرور
 دوست تھے تو اسکو دوست
 ایک فقرہ حق مانے کہدے
 دعا جتنے کہا دی سوا دی
 اچھا ہے۔ بعد ازاں بن
 تھے۔ کبھی حضرت نماز میں ہوتے
 تھے۔ جبکہ امام حسن خود نماز
 بہت عظیم الطبع اور بڑے سخی
 نسبت سخت کلمہ نہیں کہا تھا
 حضرت علی کی شان میں کہتے تھے
 جواب دے تھے ایک فقرہ مولیٰ
 کہ حضرت علی ایسے اور اسکی
 حسن نے اس شخص کو جو دنیا
 میں کچھ نہیں کہتا میرا سریر دنیا
 اندر لے لے جھگڑا میرے ہونے
 اندر لے لے سخت ملے تھے۔

سلسلہ سادات سی
 سے روایات حدیث میں آتے حضرت نے آپکا
 کیا۔ براہ سے صوری سے کہ حضرت نے پتھر
 کہا اسے اندر میں اسکو دوست کہتا ہوں
 سے صوری کہ حضرت منہ پھرتے ہو اور حضرت
 ایک فقرہ آپ امام حسن کی طرف دیکھتے تھے اور
 اور فرماتے تھے میرا بیٹا سرور دنیا و اندر لے
 میں کر دے کہ اور حضور نے فرمایا کہ حضرت حسین
 ہیں۔ اور دعا کا یا اللہ جو شخص ان کو دلوں کو
 کہے۔ ابن عباس سے صوری کو حضرت
 پر لکھا ہوتے تھے ایک شخص نے کہا اے
 عمدہ ہے۔ حضرت نے فرمایا سوا ہی بہت
 کہتے ہیں امام حسن حضرت کے بہت مشا
 تھے اور امام حسن اپنی گردن پر لکھتے تھے
 تھے حضرت امام حسین نے فرمایا کہ
 تھے۔ اپنے پیچ پیادہ پاؤں کے کبھی کسی
 لہذا انکے زانوں میں مدینہ منورہ میں ہجرت
 کیا کہ ایک کتب میں لکھا ہے کہ حضرت اور نہ
 نے حضرت کی طرف ایک آدمی کو بھیجا کہ وہ کہلا
 تھے اور آپ سے کہتے تھے کہ حضرت
 کہو کہ مروان کو کہہ دیجئے کہ میں اسکے معاف
 اللہ کے سامنے پیش ہوں گا کہ کوسجائے تو
 کی جزا دیکھا اور اگر تم جھوٹ کہتا ہے تو

سلسلہ صرف ایسے جاری ہے یعنی امام محمد باقر

حضرت امام حسن نے اپنے مال سے دو تین
مال اللہ کی راہ میں صرف کر دیا۔ آپ اپنے



1

۱۸۹۱


...

1895

وفات میرزا



10



کے بغیر

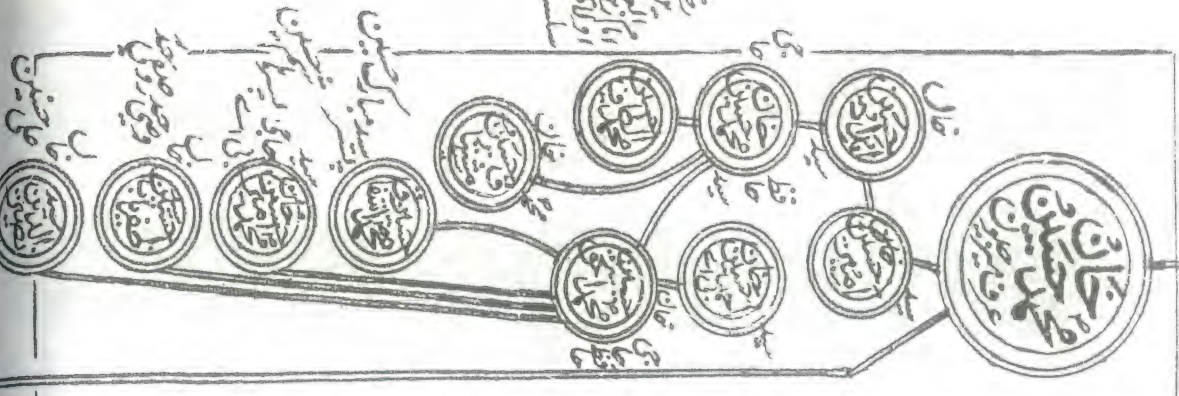
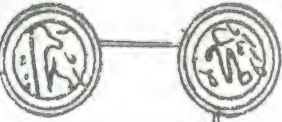
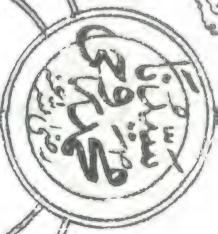
م

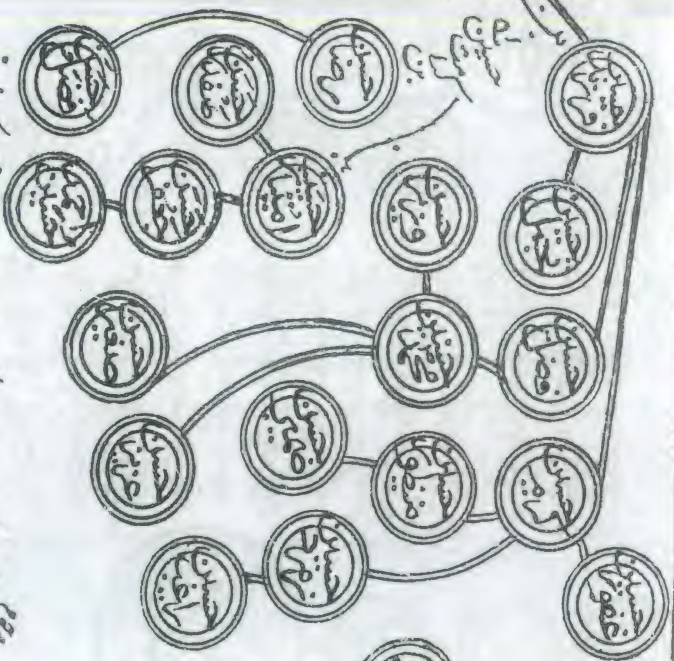
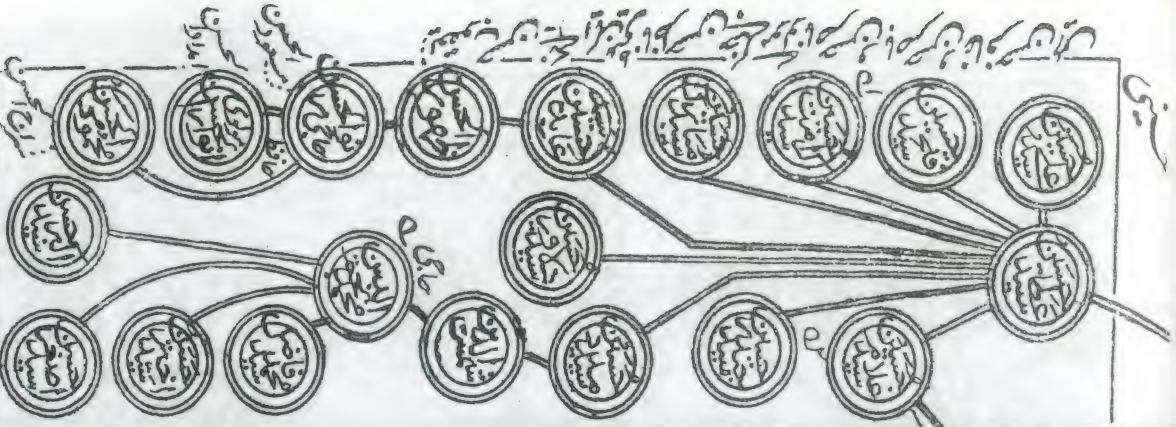


احوال سادات بارگاہ

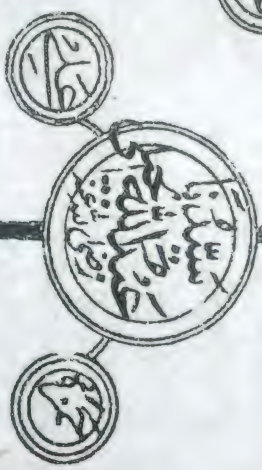
سید محمد حسین خان وقت میر جلیون سادات بارگاہی
 پرشاد سادات تغیری و غیرہ کے مورث اعلیٰ ہیں ہندوستان
 میں خاندان ہمیشہ سے معزز اور نام آور رہا ہے بحیثیت
 سادات بارگاہ کے مورث اپنی معاشرہ یا ستوں کے ہر شخص کو
 سلاطین ہمالی کے دربار میں مراتب جلیلہ و زار ت نصیب
 سے سرفراز رہے صلہ خدات میں ینکائی حاصل کی
 زمانہ فروغ میں بھی امیر الہام سید حسین علی خان
 جو بہادر رہے اور فریخ سیر کو تخت نشینی میں سے بڑی امداد ہوئی اور
 اسی صلہ میں انکو صوبہ کیا گیا تھا۔ شاہان کی سخت مہمات میں انکو متقابل
 واسطے بھیجا گئے تھے۔ امیر الہام کو مذکور کے نائب و دربارہ زادہ سید
 عالم علی خان ۹۔ شوال ۱۲۳۵ھ نوادہ بالاپور میں نظام الملک کے مقابل
 ہوئے اور بہت سے موقعوں کے انکے بھیجا دیا گئے انکے کسب تواریخ
 میں موجود ہیں یہ خاندان کثیر الشعبہ و تقریباً سب کی
 رئیسہ تھیں سب موجودہ حکام میں بھی عزت و توقیر کی
 نظر سے دیکھے جاتے ہیں بالخصوص ہمدی علی خان متحر
 اصغر علی خان منظر علی خان سید اللہ خان اسحاق خان
 حاجو انکے گھریلو بلوانا رہتے تھے خاص طور قابل
 تعریف ہیں۔ نوادہ مظفر نگر میں تھے نصیب موہا کلاں
 خور و منظر یوز و درگھری جو عام طور پر ہمدیوں میں
 سے نوازے گئے انکے اطفال موجود ہیں سب معزز و معتد ہیں جو انکے مورث ہمدی

نوکریاں میں آباد ہیں۔





۴
محکم الدین جہانگیر نے بھی ایک خزانہ فیاض منس ڈاکٹر شاہ علی
حاجی سیدیم کے خاندان پر مشتمل حضرت حاجی امداد اللہ صاحب
محمدا اور پابند اوقات تھے۔ ان کے صاحبزادے ابھی نو عمر ہیں حاجی سید لویا حسن صاحب
سے بیعت تھے۔ ان کے صاحبزادے ابھی نو عمر ہیں حاجی سید لویا حسن صاحب
ان کے سرپرست ہیں حاجی صاحب موصوف اپنے اوصاف جمیدہ اور رمضا
غیر میں اپنے غنیمت محض ہیں۔



حضرت غوث احمد قادری مدظلہ العالی

رہانی محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی درجہ عالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا حضرت ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو جعفر محمد تقی رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
علاء الدین علی محمد صاحب

بیان کردی

ایمان

اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ابو محمد علی محمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ابو حسن علی محمد

ذکر فرائض و احوال

مگر روانہ ہو روانہ اے اہل جہان کو ہدایت اور نصیحت سرور
کی جہان راہ پر جو کون کھنکھائے آہوش ایکے ارشاد کی پریدہ
نیکی اس گستاخی سے جہان ٹوٹ کر غرق ہو گیا اور آپ ایک
مختصر بیچھے ہوئے کنارہ پر رہا یہ چوتھے وصال تک شخص
غیبی نے حضرت شاہ مدار کو واپس غداہ ملک کی کھلا کر
اور لباس پہنی پہنا یا جب آگ کو تیرے عطا ہوئی کر بھی
لکھانے بیٹے کی خواہش نہیں تھی آپ ہندوستان آئے اول حجرات
اور برہانا ہوتا تھا ہمارے آپ ہندوستان آئے اول حجرات
کا تجربہ ہوئے چند روز قیام کیا اور بہت سی مخلوق کی ہدایت
وفیضان سے داخل سلام ہوئی پھر آپ حج کا ارادہ کیا
اور شاہ مدار میں چند روز مسکن ہوئے حضرت غوث پاک
کی تشریف آوری کے اولاد نہیں ہوئی تھی انہوں نے اپنے نکاح کی
حضرت مدار کی دعا پر حرکت سے ان کی اولاد ہوئی حضرت
شہادت مبارک حج و زیارت کا مسخ ہو کر پھر ہندوستان تشریف
آئے اور آخر حج بیت میں کرکھ پاٹری پر قیام فرمایا۔ اور
حضرت خواجہ برجگ سے ملاقات ہوئی یہاں سے آپ کا بی بی شہر
آئے اور اکثر مفاہیم اور غرض بہت خلوت و دروہا کرتے ہوئے
میں پلا مزار مرتضیٰ خلائق سے ۳۳ھ ۱۲۰۰ جمادی الاخریٰ
آجکل وصال ہوا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت
سے آپ کو فیض ہوا تھا اس واسطے آپ اویسی ہیں۔ آپ کی شہادت
و کرامات و عبادت اسلام بیانیات باہر ہیں۔ یہ مرقۃ الملکری

کریم گندری ہیں آپ کی ہی طرف منسوب ہے۔
حضرت شہد دوم علاء الدین علی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سیدہ سراج الدین کہ آرا دل بہا ہوا ہے
سلسلہ قادریہ کا بیٹھنے جاری تھا تھا
جہاں نہیں کہ بریں جہاں تیرے محمد رسول اور شاہ
حضرت رسالت بنا کھڑے عالم صلی اللہ علیہ وسلم
اور وہ شہادت لائے اور ہوا کی دی کی سلسلہ
ادری آپ پلا بسلسلہ غوث پاک کی طرف سے بی بی
فاطمہ ولادہ غوث پاک بنت سیدہ عیسیٰ
ابو جمال بن محمد بن پولا ہر بن ابی جمال
بن محمد شہین بولہاں بن سید عیسیٰ بن ابی
جمادہ بن سید محمد بن سید علی بن غرض بن امام
جعفر صادق علیہ السلام کی اولاد میں بہت دیر
شاہی میں صلب عالی سے ہوا فرزند
اور بہت سے جاوہر کی آریا پر سنی
کہتے تھے عدم فدا و بولہاں کے جامع کی لاطریقہ سے آراستہ تھے
آپ کے انتقال پر کثیرین کے بعد میں کرکھ پاٹری
کو شش کی کردار کے جنازہ لکھا گیا۔ بعد نماز پھر چند لوگوں
طلوع دی انہوں نے کہا بیچھا کر کے نہیں گئے ہو تو میں دانی ہوں
مسعود بن جہاں کو پر جہاں سنا کر اٹھا یا جنازہ فوراً اٹھ کر گیا کہنے سے
مقام اور میں آپ کا مزار ہے۔ آپ کے سلسلہ میں یار شہ علی قادی
اور مولوی سید مرصقان علی کی اولاد محمد کوٹ میں علم اور صاحب شریعت
ہو رہی ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ایمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
السنی



سلسلہ قادریہ

یہ مال بیچ کر شکر اور اولوالعزم خلفاء سے تحفے کیے والدین بزرگوار کے بعد انتقال ہوئی والدہ حضرت
 حضرت خدیجہ فاطمہ ان خاص گھنٹہ سے فیضیاء ہوئے رہے اور تقسیم کر کے خدمت حضرت صاحبزادہ
 یا بقول بعض بارہ سال تک ان کا تقسیم کیا لیکن حضرت خدیجہ دوسرے ایک روز رکھنا نہ دکھایا یا وجہ یہ
 پکا کوئی وقت خالی نہیں رہتا تھا جس طرح ہر ایک کا ہمارے لاء جو کیا اتفاقاً ہوئی والدہ پھر حضرت بابا
 بسا بڑے لاء اور تحفے دیکھ کر بہت بخیرہ ہو گئیں حضرت بابا سے شکایت کی اور کہا کہ علماء اہل
 حضرت بابا دینی ہی مشورہ سے زیادہ محبت رکھتے تھے یہ شکایت سن کر حضرت صاحبزادہ کو بلا کر دریافت
 تمام لکڑیوں کا کوئی محتاج نہ رکھا ہے اس تکلیف کی کیا وجہ ہوئی آئیے حضرت صاحبزادہ کو بلا کر دریافت
 ہوا تھا چیلے انازہ نہیں ہوتی تھی اس وجہ سے میں نے رکھنا نہ کر کے نہیں رکھا یہ سن کر حضرت
 لالان سے آگے لایا کر دیا اور دیکھے حق میں بہت سچی دعا کرتی تھی۔ سلسلہ صاحبزادہ کی طرف
 سے ہر سال ایک ہزار روپے مال ہوا۔ پیرانہ کھیر نہ صرف ایک ہزار روپے۔ ہر سال اچھے عرصے


(بجواب حضرت مولانا)

[illegible]

رحمہ اللہ علیہ کو بیض




کے باعث



مورخین۔ حسن ابن سید ابراہیم
بن نام علی بنی لکھا ہے لیکن
ابوالحسن محمد بن حسن



هو بن بن محمد بن حسن بن حسن



حضرت امام موسی
کاظم رضی اللہ عنہ

هـ ا ب ك ا ح ط ف هـ
(سیرت مولانا)

وہو
نہو
الہو

چند افراد الحقت میں جس سے حکوم
نہیں تھا۔ کوہا دات شہزادہ سلسلہ
لیکھن۔ جدا جدا قبائل اس لالہ اور


وہم سے نہ بڑا لڑی عیب
مدی تک پھر بخائے ہیں
جانب جمہور اسکاوی

منورہ

۱۲ھ میں یحیٰی بن عمر بن عبد بنہ
ایک بچہ ملا دھوئی اور یحیٰی ۵
۱۸۳۵ھ تک رہا

قصود
دو قول بزرگوار
خداست

۵۷۱



تحقیق میں البراءۃ اسم کو فرزند ان
کہ وہ جس شخص کے بیٹے کا جن کا
بزرگ محمد امین علیہ السلام


ہے علی سے لکھے ہیں
ہے علی بن ابی طالب
وہ رسول مصطفیٰ

١٠٠

بغداد و شریفیہ میں ایک مزار ہے
وہاں بقیہ کے ۲۳ صاحبزادے

کے جائزہ اور فیضانِ حق

سے منہ ہو
حکیمانہ
۱۷۱۱



ابو رها حرب مؤلفه الامام رشيد
بن ديس بن مامعوني قاطره

ہندو الخیر نذر کو اپنا ابراہیم
تھے ہیں انہیں خوالاں

۱۰۰

سلسلہ جاری ہے۔
خلیفان محمدہ الطالبی

خا ۱۵۱۵

١٥٩

سیدنا ابوالحسن
علی رضا
علی رضوی

ہادی

محمّد

سیدنا ابوالحسن
علی رضا رضوی

جنتی

انعام

الشکوہ

العیاذ

عسیر

جنتی

سیدنا

محمّد

علی رضا

علی رضا

علی رضا

علی رضا

علی رضا

نہیں ہوگی جو شے زیادہ ضروری ہے۔
نیز ازاد و مرفیہ نہ کشا سے طہیم برادر و سبب و مراد طہیم

اچھا صحبت کے بقاء سلسلہ اولاد میں منتالافات
ہے پیش رس ہے ہیں اسلئے چنے صرف حضور کی
بہی اولاد تک آیا سلسلہ درج کیاب کیا ہے

صل اختلافات جو چہرہ بھی اور۔
ایکے صاحب اول میں حضرت خواجہ محمد الیقین کا بیڑہ
الجمیر سے سو کہوس سا بھگتے چرب آیا مزار مستور

بہر صورت سہ اول خواجہ محمد الیقین سو چہرہ
رہے ہر حال میں شال ہو گئے پیسہ سے خواجہ محمد الیقین
یہ جو مسجد آیا مزار حضرت خواجہ کے پائیں میں ہے

نہیں ہوگی جو شے زیادہ ضروری ہے۔
نیز ازاد و مرفیہ نہ کشا سے طہیم برادر و سبب و مراد طہیم

اچھا صحبت کے بقاء سلسلہ اولاد میں منتالافات
ہے پیش رس ہے ہیں اسلئے چنے صرف حضور کی
بہی اولاد تک آیا سلسلہ درج کیاب کیا ہے

ایک رات دیا یا یا
شوال شہرہ
ملا ہا ہر چہ کے نہ
ہوئی مدینہ منورہ میں
خلیفہ مومل کی صحرانوردی
سے آپ کی شادی ہوئی
خلیفہ مومل نے آپ کو
نفل و کمالات کا بکھر
سے بڑی عزت کی اور
جسوت خلیفہ مومل میں
تھے ۳۳ ہزار بیویاں
کر جمع کیا اور حضرت
کے ہاتھ بیعت کی
خلافت بنیاد رکھے
سپر و ہوئی اور سب
عباس کے اس پرورد
سیاہ لباس کی اور
سیاہ علم بھی بدل دیا

میں بکھا ہے۔ اُسے کہا ہاں۔ فرمایا کہ یہی کافی ہے۔
اسے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو بعد از سالک بھائی ان
بزرگوں سے ہو۔ امید ہے کہ آخر الامر آپ سے بھی بیگانا اور
وہ انکی مخالفت و بریلندی درجات کا سبب ہو جائیگا۔
آپ کی وفات میں شب ۳۰ ماہ ربیع الاول ۱۹۱ھ
میں ہوئی۔ مزار بخارا (فجرات الانس)
مجاہد ذیل میں حضرت خواجہ نقیبند کے پیران اور آپ کے
اولیاء و طریقہ حضرت مولانا خالد رحمتہ اللہ علیہ سے
ترتیب فرماتے ہیں درج ذیل

بسمو زینبہ صدیق البکر
نیز ازاد و مرفیہ نہ کشا سے طہیم برادر و سبب و مراد طہیم
اچھا صحبت کے بقاء سلسلہ اولاد میں منتالافات
ہے پیش رس ہے ہیں اسلئے چنے صرف حضور کی
بہی اولاد تک آیا سلسلہ درج کیاب کیا ہے

نہیں ہوگی جو شے زیادہ ضروری ہے۔
نیز ازاد و مرفیہ نہ کشا سے طہیم برادر و سبب و مراد طہیم

اچھا صحبت کے بقاء سلسلہ اولاد میں منتالافات
ہے پیش رس ہے ہیں اسلئے چنے صرف حضور کی
بہی اولاد تک آیا سلسلہ درج کیاب کیا ہے

صل اختلافات جو چہرہ بھی اور۔
ایکے صاحب اول میں حضرت خواجہ محمد الیقین کا بیڑہ
الجمیر سے سو کہوس سا بھگتے چرب آیا مزار مستور

بہر صورت سہ اول خواجہ محمد الیقین سو چہرہ
رہے ہر حال میں شال ہو گئے پیسہ سے خواجہ محمد الیقین
یہ جو مسجد آیا مزار حضرت خواجہ کے پائیں میں ہے

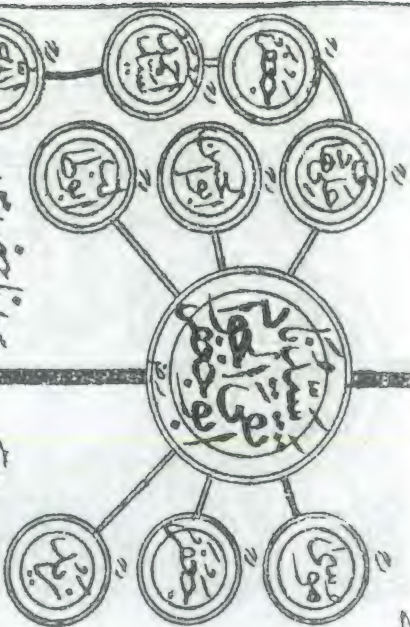
نہیں ہوگی جو شے زیادہ ضروری ہے۔
نیز ازاد و مرفیہ نہ کشا سے طہیم برادر و سبب و مراد طہیم

اچھا صحبت کے بقاء سلسلہ اولاد میں منتالافات
ہے پیش رس ہے ہیں اسلئے چنے صرف حضور کی
بہی اولاد تک آیا سلسلہ درج کیاب کیا ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

در روز دهم الی نهم و یوم
سبعه و نهم و ده الی یوم





صورتی معنوی کے جامع علوم شریعت طریقت کے

اہل نظر شریعت کے اہل انوار و نظر فائز اپنے بہت ظہور میں ہے۔ ابوجوہر لکھ چکے ہیں کہ ادا ہے اسکا سر عین میں کھلی تھوڑا سیے نہیں ت ہوتا تھا اب بادہ حج روانہ ہو کر شاہ ماہ میں ایک مقام پر شیخ احمد نامی مجذوبے لے۔ انہوں نے حکایت کیا کہ ایک صلیبی شعلہ علیہ وسلم دلی جانے کی ہلاکت کی اور اسی بادہ میں حضرت شاہ ابن کریم حضور کی جانبے بنائے ہوئی آپ جگے حج کے دلی ہو گئے اور حضرت علاء الحق والدین خواجہ قطب الدین رابطہ خلاص تھے اور قریب مسکے لقب سے مشہور تھے اپنے بیعت کی اور خود خلافت کا بیج بخت حاصل کیا اور پھر ہر بعد امروہہ مستحق لائے طور پر شیعہ کا فیصلہ ایسے جاری ہوا۔ خلفاء و مریدین بھی آپکے بڑے بڑے صاحب مجال ہوتے رہے ہیں

سیدنا حضرت ابوجعفر محمد تقی ابوجوہر صدیق شریف آیت نبوی کم الفضل بنف بامول کے پیر ہ معارف کے خلیفہ معظم بالشیخ کے زمانہ میں بغداد آئے اور یہاں فائز بائی آپ اعادیت کی دانا کرتے تھے حضرت علی بن سے کتب مشہور ہیں آپکے انجا و روحانہ کوریت سے مروی ہیں پیر زندہ یا ۱۵۰۰ مصنفات مشہور ہیں لادت مولیٰ اور پیر

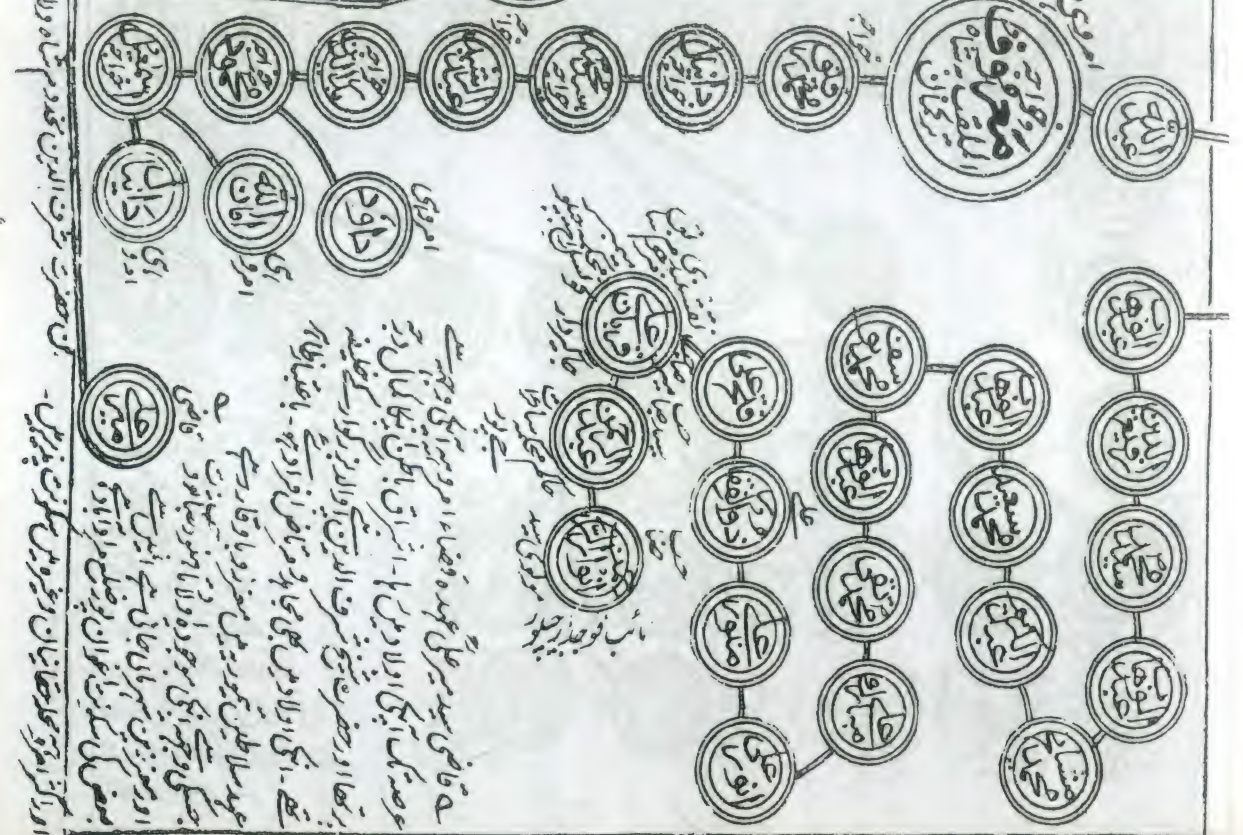
۱۴۵ حضرت نظام الدین

آپکا وصال ہوا درود شہاہ ابن ابیہ مرہم آپکا مزار ہے اور کچھ سال آپکے عرصہ میں مخلوق کا جوہم ہوا۔ آپکے پانچ ہا بیرواد دی عیب ہوئے جیسا کہ قورہ آپکے ہا بیرواد سے کی نسبت لکھتے ہیں وقت سام میلہ آپکے سینہ سے ان نکل کر پڑے بل جال کر تھے۔ شاہ جہانگیر کو اسکی خبر ہوئی اور اندر میں محتاج آپکو طلب کیا آپ نے دربار میں بہو نکھر کر ماما کسماع فقیر کا زانو پر قیام ہوا کہ آپ اس پر جہانگیر نے ناماضی کو اسکی تفسیر کیا کہ بھید ایک خزانہ میں غمی زیادہ ہے وہاں اہل حلاج جو بیانی و دہاں آپسے حواریں و کرات غلام کواد و دربار جہانگیر میں آپکی کزنہ صدمے لادت و صدمات صورت نبیل پر ہا ہوئے۔ آپکی اولاد میں تباہ فقر و درویشی کا امر موروث حضرت شاہ ابن کے اور خاندان

محمد ہا بدآں والا منافق بشیر اللہ یرن حبیب شاہ ارشد ہایت جھوٹا مذاہب شاہ ارشد انزال شدنا محمد شاہ شاہ ارشد سرور صفیہ شاہ ارشد فرات شاہ ارشد آتش علیاق صغیرل کر در آتش علیاق صغیرل معاشے یافت ہر نام از نوکر نگاہ عیش مراف و درانی کر دست لاد و شاہ پورانی جو کس مشکل شاہ نور و بیکش کر ہری کر شہر جوہر در لیش دو عالم را می جدید کاستہ زمین کمریت باری عزرائل اگر زبیری جو کس مشکل کن گنہ زبیری دین حق نیاید ملامت سے زوال لادام روزخ خوشترم از کسکام بر سولانی سب دراز مقام قیامت ہا از حدیش کرم خوشترم باریہ نقص ہوو

بعض فضل لوامیہ و امم نوخو و سد مودہ امر کا نام

بیشتر عدا لا حدال نجر ناقب بسیدت لدین ال نور ابو محمد شیکرہ اگر حبیب اندر زمانہ شہر نشہ جوہر بندگی را مگام شہر نکو ہوا انکالا شہر جوہر است ہو الا عشا و عدا الرحمن روز خلاق شد عالم از نوکے باب شاہ کر شد فانی پائی نا مشہور ایک دفرمانی غریبہ و بیکہ مبرم بنجنا کر ویکہ شہر ہے از خوشنوری بیکہ کس انکر کرم دی نکاہ ہے زبجو کوہر غصہ کشت ریزان برکت جوہر ہم بر دل کن زمین اگر زندہ کا، سے کہ باہ زامال بد تو دینہ سام جوہر جوہر سیم از کسکام سیامیزو ہر سال نکا رفاہم اگر چہ کن ہم بخوشترم نکا جوہر اندیشم از کسکام جوہر



سید محمد علی

موضع شد گاؤں پر گئے کہ ضلع صوبہ
الہ آباد میں تشریف لائے اور افاقہ
فرمایا اس نواح میں حضرت میراں
کے وجود باوجود سے اشاعت اسلام
ہوئی اور فیض طغی آجسے جاری ہوا
اس سلسلہ میں اکثر بزرگان دیوبند
صاحب کھونا اور اکابر دیوبند جو ہیں
تفصیلی حال میں بہت سی کتابیں ہیں
سلسلہ قلندر محمد ان حضرات فروع
ہوا۔ (ضمیمہ سوم)

مغزری بیست
سید علی ظفر
خان کاغذی
ابا برادر
مغزری بیست

اور سید احمد
حسن خرم
ایمان
افق
الله
مفتوح
مفتوح

شاهنشاهی زمانه این منصب چو دهرانی آنکه تفریض هوا
 در این سلسله سکه‌ها، عبارت از سکه‌های زر و نقره است که در دوره صفویه و قاجاریه ضرب شده است.

اشٹا ہی زمانہ میں منصب چودھڑائی انکو تفویض ہوا

[illegible]

مخزن اسرار عرفانی عظیم المصطفیٰ قدس سرہ اللہ تعالیٰ فرجہ العالیہ حضرت سید مرتضیٰ الدین ہاشمی مدظلہ العالی حضرت شیخ شہاب الدین ہروردی کے خلفائے

سے تھے یہی صحابی کا قصہ جو بلوستان میں ہے
 ایکے ویدیا نے ہر حصہ رو مار
 کہہ دیا کہ میں نے اس کے ہر حصہ کو رو مار
 کہہ دیا کہ میں نے اس کے ہر حصہ کو رو مار
 کہہ دیا کہ میں نے اس کے ہر حصہ کو رو مار

حسن اولاد و حج علیہ السلام بنو

غیری لکھا ہے کہ حضرت لوح علیہ السلام
ملک آسمانوں کا عابد نامی سب مخلوقان

ط ۱۸۰. ریحان جنتنا مریا ط ۱۸۱. ریحان

ہر سچے کہ سلسلہ نور الذی و متا صل الہم علی

وہ کہی بعد ازاں بدست ثانی نوح علیہ السلام
 علیہ السلام - حضرت نوح کے خزانہ کی زیادہ مقدار محمد
 علیہ السلام پر ہے۔

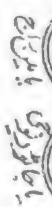
[illegible]

ہوا مشک کرب ہندی سے ملا ہے

五

۱۶۷

سے مابعد چھوٹی اور میرا قیام ایک دو سنگدہ پرستہ پھر آج کی ممانعت تو ضعیف حال



12





三

مقام پندرو اول مدفن

مرسل جھادی
 ۱۳۱۶ھ کو انتقال
 ۱۳۱۶ھ جمادی الثانی
 ۱۳۱۶ھ جمادی الثانی

A circular library stamp from the National Diet Library, Tokyo, Japan. The text inside the circle reads "国立国会図書館蔵" (National Diet Library Collection) and "東京" (Tokyo).

Handwritten text in Persian script, likely a title or chapter heading, with decorative circular motifs below it.



CONFIDENTIAL

1

...

۲۰ - رمضان ۱۳۱۵




10

رہے ہیں اور ہمیں
عاقبت میں کام آئیگی

A circular library stamp from the National Diet Library, Tokyo, Japan. The text "National Diet Library" is written in a circular path around the top, and "Tokyo, Japan" is written around the bottom. In the center, there is a stylized emblem.

میرا اصرار تھا کہ لڑکھو۔ لڑائی ہو جائے
تجسّی جاؤ ہزار ایک پھر قرینہ سمجھ
خطاب خان پہ در عطا فرما
عند میں کیوں رہا تو صحرایہ
خطاب نواب عطا ہو رہا ہے غور سے
کہیں حج تیری عرصہ نہ جہان میراث



۱۰۸

۱۰۹

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

۱۳۷

۱۳۸

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱

۱۴۲

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۷

۱۵۸

۱۵۹

۱۶۰

۱۶۱

۱۶۲

۱۶۳

۱۶۴

۱۶۵

۱۶۶

۱۶۷

۱۶۸

۱۶۹

۱۷۰

۱۷۱

۱۷۲

۱۷۳

۱۷۴

۱۷۵

۱۷۶

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

۱۹۹

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۶

۲۰۷

۲۰۸

۲۰۹

۲۱۰

۲۱۱

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۴

۲۱۵

۲۱۶

۲۱۷

۲۱۸

۲۱۹

۲۲۰

۲۲۱

۲۲۲

۲۲۳

۲۲۴

۲۲۵

۲۲۶

۲۲۷

۲۲۸

۲۲۹

۲۳۰

۲۳۱

۲۳۲

۲۳۳

۲۳۴

۲۳۵

۲۳۶

۲۳۷

۲۳۸

۲۳۹

۲۴۰

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۳

۲۴۴

۲۴۵

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۸

۲۴۹

۲۵۰

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۳

۲۵۴

۲۵۵

۲۵۶

۲۵۷

۲۵۸

۲۵۹

۲۶۰

۲۶۱

۲۶۲

۲۶۳

۲۶۴

۲۶۵

۲۶۶

۲۶۷

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۰

۲۷۱

۲۷۲

۲۷۳

۲۷۴

۲۷۵

۲۷۶

۲۷۷

۲۷۸

۲۷۹

۲۸۰

۲۸۱

۲۸۲

۲۸۳

۲۸۴

۲۸۵

۲۸۶

۲۸۷

۲۸۸

۲۸۹

۲۹۰

۲۹۱

۲۹۲

۲۹۳

۲۹۴

۲۹۵

۲۹۶

۲۹۷

۲۹۸

۲۹۹

۳۰۰

۳۰۱

۳۰۲

۳۰۳

۳۰۴

۳۰۵

۳۰۶

۳۰۷

۳۰۸

۳۰۹

۳۱۰

۳۱۱

۳۱۲

۳۱۳

۳۱۴

۳۱۵

۳۱۶

۳۱۷

۳۱۸

۳۱۹

۳۲۰

۳۲۱

۳۲۲

۳۲۳

۳۲۴

۳۲۵

۳۲۶

۳۲۷

۳۲۸

۳۲۹

۳۳۰

۳۳۱

۳۳۲

۳۳۳

۳۳۴

۳۳۵

۳۳۶

۳۳۷

۳۳۸

۳۳۹

۳۴۰

۳۴۱

۳۴۲

۳۴۳

۳۴۴

۳۴۵

۳۴۶

۳۴۷

۳۴۸

۳۴۹

۳۵۰

۳۵۱

۳۵۲

۳۵۳

۳۵۴

۳۵۵

۳۵۶

۳۵۷

۳۵۸

۳۵۹

۳۶۰

۳۶۱

۳۶۲

۳۶۳

۳۶۴

۳۶۵

۳۶۶

۳۶۷

۳۶۸

۳۶۹

۳۷۰

۳۷۱

۳۷۲

۳۷۳

۳۷۴

۳۷۵

۳۷۶

۳۷۷

۳۷۸

۳۷۹

۳۸۰

۳۸۱

۳۸۲

۳۸۳

۳۸۴

۳۸۵

۳۸۶

۳۸۷

۳۸۸

۳۸۹

۳۹۰

۳۹۱

۳۹۲

۳۹۳

۳۹۴

۳۹۵

۳۹۶

۳۹۷

۳۹۸

۳۹۹

۴۰۰

۴۰۱

۴۰۲

۴۰۳

۴۰۴

۴۰۵

۴۰۶

۴۰۷

۴۰۸

۴۰۹

۴۱۰

۴۱۱

۴۱۲

۴۱۳

۴۱۴

۴۱۵

۴۱۶

۴۱۷

۴۱۸

۴۱۹

۴۲۰

۴۲۱

۴۲۲

۴۲۳

۴۲۴

۴۲۵

۴۲۶

۴۲۷

۴۲۸

۴۲۹

۴۳۰

۴۳۱

۴۳۲

۴۳۳

۴۳۴

۴۳۵

۴۳۶

۴۳۷

۴۳۸

۴۳۹

۴۴۰

۴۴۱

۴۴۲

۴۴۳

۴۴۴

۴۴۵

۴۴۶

۴۴۷

۴۴۸

۴۴۹

۴۵۰

۴۵۱

۴۵۲

۴۵۳

۴۵۴

۴۵۵

۴۵۶

۴۵۷

۴۵۸

۴۵۹

۴۶۰

۴۶۱

۴۶۲

۴۶۳

۴۶۴

۴۶۵

۴۶۶

۴۶۷

۴۶۸

۴۶۹

۴۷۰

۴۷۱

۴۷۲

۴۷۳

۴۷۴

۴۷۵

۴۷۶

۴۷۷

۴۷۸

۴۷۹

۴

دفعه

9

جہاں میں سری لکھنؤ کے کئی سال سے
 آئے ہوئے رہتے ہیں مگر اسے اذکار سے
 دروغ آئیں نہیں یہاں صلا میں کھتا ہوا دھرم
 سر از بل پاد بھی بھڑکتی سرور سے
 افسانہ کے۔ سی۔ وی۔ اکا ہوا گناہ جہاں
 ہوا ہے بھگت سیراب ہے فیض کے چھلے
 بنایا لوئے مستغنی آئے دنیا و دین
 ادا کیا ہوئے سیری ستا جہاں جہاں

وفایت اپنے بندوں کی حد، بھگت سیری
 شعیوں کی یہ حالت ہے کہ تیرا بھگت
 مثال کر رہے ہیں بنایا ہوئے شعیوں
 امیر از لقب نواب اور جہاں نشین
 عروج منزل کا تیرے چہرے پر راتیں
 یقیں نے میں ہو کر تیرا دل بے نام بھگت
 صفات دلی یہ ہے تیری گرا دیا ہوئے
 شنایا دین نہیں جہاں تیرے دریا حقیقت
 مبارک ہو قوت و حق جو یہاں ملے ہوئے

محکم کا ہو سادہ فرقی خاص علی خاں
 نے لوح و خضر کی تحریر میں اسم اعظم سے

قوم جو ہماں

اولاد و مہساں جہاں پھر راج

توصیف منہ اور راج المور میں اس خاندان کے مورث اعلیٰ برادر صاحبی جیہاں دست ۱۹۹۹ء کی بکری میں بھگت فیروز شاہ مشہور کے اعوان
 شہزادی سے شادی ہوئی اسی عشق کی بنا پر بیکل شاہی خانہ منڈا ساہی اڑے اور انجا مکارا سی اڑائی میں شہادت پائی۔ انکی اولاد میں سے راجو مہساں علی خاں
 صاحب کا خاندان ریاست مذکورہ کے سرور اعلان و نظمی اور معززین خاص میں دل درجہ ہیں نہایت مہاراجہ المور انکی بڑی حد کر کے ہیں۔ آپ اپنی ذات
 قیابیت اور اخلاق میں ممتاز پرتوان ہیں۔ راجو کو بھی عرصہ سے آپ سے نیاز حاصل ہے بڑی غولی کے آدمی ہیں۔ آپکے ایک ہی صاحب جزا ہیں جو ریاست المور کی نظر
 سے مہساں جہاں جہاں پھر راج

شیر شاہ انگلستان کا ریکہ کے مورث اصل تھا
 ستائست نکتہ سخی کا رو دانی اور سخن جہاں
 اگر تختہ و زارت پر نہ نور و فی فرما
 خطا ہے نہ خطا بول کے زبان پر نام لانا
 یہی کیا کے۔ سی۔ وی۔ اکا ہوا گناہ جہاں
 ہوا ہے تیرے اعزاز کے لشکر کا یہ مقدمہ
 ہماں کی جہاں بول کے و محو رائے چھائیں
 حصول مدعا ہے نہ صہ تیری ہوئے



15

[illegible]

سازمان

جنگل



ملا بستان
ملا بستان

۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶

انکے پاس
اور ان کے
کے پاس

انکے مہیے اور مہکے
مہا خیال۔ مہا بی خیال
تہا بی خیال۔ اہل اندھا
طالع مہا خیال۔

قطعة تاریخ نتیجہ طبع سلیم فکر مستقیم عالم معقول منقول جاوی فروع و اصول مکرمی جناب مولوی عبد الواحد صاحب فاروقی تھانوی میرپشتی دربار الوداع بالمدینہ الفضائل

آپہا الان خوال! شرع میں ہے گو، فخر یا لا بامنی عنہ
اس سے کسی کو ہونہ یہ شبہ، حکم بالاضداد اس کی حاشا
بات ہے احکام شریعت۔ جتنے ہیں سب ہیں معنی محبت
فخر و تعالیٰ اپنے نسب پر۔ کبر کا اک شعبہ ہے مقرر
کوئی گنہ۔ ایسا نہیں صاحب، کبر جس کا ہوا عت و عز
ایکے سوا ہرگز نہیں کچھ ہے، یہ کہ فلاں شخص ابن فلاں ہے
نفس علم علم نسب کا۔ حال نہیں جس حال میں اس
ہوتی ہے معلوم اسے قرابت بڑھتا ہے اسے جو محبت
اصل تمدن گرنے کوئی شے غور سے دیکھو گے تو یہی ہے
شبہ نہیں، کچھ تو میں بھی اصلا۔ علم نسب اور حال سیر کا
رازی ہی ہے انہیں کہ کچھ ہو۔ ذکر سلف نافع ہے خلف کو
انہیں جو تھے عاقل کامل، اور تھے اچھے جتنے مسائل
اور جو بری بھی کسی کی تھی تھی۔ ذکر سے اُسکے ہو گئے عت
خاص کر ایسوں کا ذکر کہ جیسے، سلسلے بھی ملتے ہوں سب
ایسا مبارک علم عزیز و نفع رسالہ اس حد تک جو
ہائے مسلمانان جہاں میں۔ اب جو نہیں گلوں کی شانیہ
دین جب تک پورے تھے قائم، رو بہ ترقی رہتے تھے دایم
جیسے ہوئی ہے اس غفلت، حال ہے اپنا قابل عبرت
اب بھی جو چاہیں ہم کہ ہماری، بدلیں یہ حالت حضور باری
کیونکہ جناب اب الغر، انہی بدلتے ہی نہیں حالت
اسلئے بہتر ہے کہ مسلمان، دل سے ہوں دین تابع فرا
علم نسب کا سیکھا بھی جب، مانتے ہیں مامور بہ سب
بھول گئے تھے ان قبائل، اپنے نسب ناموں کے سلاسل
بسکہ جناب فخر اجداد، حامی ملت عابد و زاہد
رکھتے ہیں درد دین منور، اپنے دل شفاف میں ضمیر
آپنے اور علوم دیں میں، عالموں کے لکھو ا کے کتابیں
ویسے ہی۔ سرکار دیشاں، علم نسب کے لیے تھو کوئی

پھر بھی تعلم علم نسب کو، شرع نے ٹھہرایا ہے ضروری
جو ہے محال اور ہونا جسکا۔ شان شریعت کے ہونائی
چاہئے لیکن چشم بصیر۔ مصلحتیں سب نیکی دکھائی
اور ہے کبر اسے جان برادر، اصل اصول جمع منافی
نہی تھی اس سے عین مناسب، ہوتی نہ یک ممانعت
جسکہ ہے نیک ہر نسب وحی۔ وہ ہونہ رکھتا ہو جو فرانی
بلکہ ہیں اسمیں فائدہ صدمہ۔ جو ہیں نمایاں فریدی
اور صلہ رحم اسکی بدولت۔ ہوتا ہے آسان سب کو کہی
نشہ الفت رکھتی ہے یہ۔ رہنا ہے ملکہ خیا اسکی
دل میں ہر اک کے کرتا ہے پیدا خود بخود اک تحریر تھی
گذرے ہیں اپنی واقعات جو جو۔ انکے لئے ہیں بہر ہاد
ایسوں کے ذکر خیر کا حاصل، یوں تو بہر حال اچھا ہے ہی
دونوں میں ہے القصة نصیحت۔ اہل سعادت کیلئے حکمی
و لو لے پیدا کرتا ہے جیسے۔ شرح عیال شریعت ان کی
کیوں نہ بھلا مامور یہ ہو۔ شرع شریعت کی وسعت قطعی
اسکا سبب کہ غور سے دیکھیں، پائنتے ترک سرائے دیں ہی
کرتے تھے پورے اپنے عزائم، روکن سکتا تھا ہمیں تھی
جہاں سے ہر خاک ذلت، راہ سیر ہیں جانب پرستی
پھر جو یہ غفلت ہم پہ ہے طاری، چاہئے پہلے ہم کو یہ
اپنے قلوب کی جو کیفیت، وہ نہ بدلنا چاہیں خود ہی
حکم ہیں جتنے حتی الامکاں، دھیان رکھیں تعمیل کا سبکی
فکر بھی اسکی بھی سب کو نسب، اسمیں ہر ایک وقت یہ تھی
اور نہ تھا ہر شخص کے قابل، آپ ہی سلجھ لیتا یہ کبھی
حاجی محمد عبد الواحد علیہ الخال سرکار مدینہ النبی
اسلئے ساعی رہتے ہیں اکثر۔ ہر رواج شرع دینی
جیسے بتائی ہیں دین کی بایں، اور دکھائی ہوئے تھی
شکر ہے آج وہ کار نمایاں، ہو گیا ختم بغض الہی

جنگے سپرد یہ کام ہوا تھا، قابل تحسین کام ہے انکا
والد ماجد شیخ طریقت، جنگے ہیں حضرت والا درجہ
انکی یہ تالیف اللہ اللہ، قابل داد ہے ماشاء اللہ
کام کیا ہے دیکھو کیسا۔ رکھ دیا بھر کر گورہ میں دریا
نام بھی مراۃ الانساب اسکا، رکھا ہی کیسا صاف جتنی
حکم حضور رسول مکرم، صلی اللہ علیہ وسلم
اب وہ ہلال ملت بریضا، مطلع مطہر سے لونکا
اسمیں نسب کے شجر کے شامل، ہی یہ کمال لفظ کمال
سے یہ عجاۃ نافعہ گویا، علم نسب دانی کیے علاوہ

اور ہیں وہ صاحبزادہ والا، خواجہ ضیاء الدین مروی
خواجہ بہاء الدین والمملکت قطب زمان مہاجر کی
اس سے ہر ایک کو انشاء اللہ، ہو چکا بیشک نفع کلی
کیوں ہوا ہے کس باپ کا بیٹا، اس سے یہ حد کیوں بنی
دیکھنے کے اسمیں، سب آئندہ سا، شکل و شمائل اپنے نسب کی
بہر نسب دانی جو تھا محکم، سہل ہوئی تمیل اب اسکی
دیکھیں مسلمان جلوہ اسکا، اور منائیں عید قومی
تذکرے بھی کچھ کر کے داخل، ڈالی ہو طرح حال میر کی
کنز علوم رجال و سیر کا، خوبیاں جبین ہیں نامتناہی

اسکا سینہ طبع جو جاہر سب سے یہی فاروقی کہہ دو
مراۃ الانساب اب ہر عزیز، مطلع عکس جاں سیر بھی
۱۳۳۵ھ

تقریر طہ لہیز و الفضل الکام عالی مینا والا مبتا محبی جبا محمد محمود علی خا نصبا صاحبزادہ ریا نو بان زان محمد
تمام حمد و ثنا اس ذات کو ہے جو پیتا ہے اپنی ذات صفات میں اور یگانہ ہے اپنے بقا و نبات میں اور درود و سلام ہی سرور کائنات
محمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اولاد و اصحاب پر جنکا اتباع ہدایت عظمیٰ ہے۔ ا مابعد

اہل عرب میں۔ علم الانساب ہمیشہ قدر و منزلت و ضرورت کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ جو مرتبہ فن بیادگری و شاعری کو عام نظروں میں
حاصل تھا وہی حیثیت علم انساب کو بھی حاصل تھی۔ عربوں نے نہ صرف اپنے خاندان کا صحیح نسب یاد رہتا تھا بلکہ دیگر قبائل کے انساب بھی حفظ
یاد رکھتے تھے۔ اکثر مواقع تفاخر پر اپنے نسب فخر پر اشعار پڑھا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ انکی عورتیں بھی اس فن شریف سے خوب واقف ہوتی تھیں
اس میں کلام نہیں ہندوستان کے مورخین مسلمانوں اسلام کے خلاف اس فن شریف ضرور تغافل برتا حالانکہ بوجہ امتداد زمانہ اور بضرورت احتلاط اقوام
ونسل خاص اعتنائی ضرورت۔ تاہم ہزار ہا خاندان ایسے ہیں جنکے انسان کا بونیج ہو چکے ہیں اور ہزار ہا ایسے ہیں انکے نسب نامہ انکے پاس
محفوظ ہیں۔ ہندوستان میں عام وسیع کتب خانوں کی کمی بلکہ فقدان مصنفین و لکھنے جوصلوں کو بہت اور انکے کاموں کو تنگ دیتا ہے۔ یہ سب کچھ
بہر صنف تصنیف تالیف میں۔ فاضل مؤلف کی انگوٹھی واسطے ضرورت تھی کہ ہر حیثیت سے انکو استفادہ حاصل ہوتا۔ میر کرم مولف جو بصدافت
و عرقیزی حضور سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کا شجر لکھا ہے وہ بہت سی خوبیوں کے لحاظ سے قابل تحسین قدر۔ باقتضاء تربیت شجرہ تو مناسب تھا
کہ سیدنا حضرت آدم کا ہم کرامی مقدم ہو کر یہ شجرہ قرار پاتا اور پھر انشعاب سلاسل ہوتا مگر ملحوظ تریب کوین عالم سم اقدس (نور اول) صلی اللہ
علیہ وسلم الفائق سب اول درج کرنا فاضل مؤلف کی بہت اچھی حدت ہے اور سادات محمد ام کے سذاس علیحدہ درج کر لینے سیدنا حضرت آدم
صلی اللہ علیہ وسلم بھی صحیح رہتا ہے۔ مراۃ الانساب میں دم نلیہ السلام لیکر ایک ہم اپنے آبا و اجداد کے نام دیکھ رہے ہیں۔ صدم اولیا۔
علماء و فضلاء حکماء سلاطین۔ نور اول کے نام اور بہتوں کے مختصر کام ہمارے پیش نظر ہیں مگر آدم علیہ السلام سے لیکر ایک کی ایک دنیا
کو ہم عالم مثال میں دیکھ رہے ہیں۔ یا اولاد آدم کا ایک چھوٹا سا مگر نہایت مخز و مقدر مرقعہ ہمارا سامنے ہے۔ اسلام ہمارا مول اور
کاموں کو نہیں جانتے مگر ہم انکے ناموں اور کارناموں واقف ہو رہے ہیں۔ اگر فاضل مؤلف جیسے حضرت دنیا نیل ہیں تے تو ہم کو دور ہیں کیسے

کیسے میسر آتی جس سے ہزار ہا برس گزشتہ کے بزرگوں کو ہم آج دیکھ رہے ہیں۔ کتاب کا ہر ورق عبرت اور معرفت کا منظر ہے
ہر ورق سے دفتریت معرفت کے درکار

تحقیق حالات و صحت انساب میں فاضل مؤلف نے محنت ادا کیا ہے۔ اکثر سلاسل اپنی خاص تحقیق کے مطابق لکھے ہیں
بعض حضرات کے مسائل نسب نامے فاضل مؤلف کی تحقیق میں غیر صحیح ثابت ہوئے اور اپنی تحقیق کے مطابق لکھے ہیں محض مسل کے کچھ بچے
پر اعتبار نہیں کیا۔ نہایت استقصا سے کام لیا ہے تقطیع موزوں کاغذ عمدہ غرض ہر طرح قابل تحسین قدر ہے۔ احقر فاضل
مؤلف کی حسن سعی کی داد دینے میں دعا کرتا ہے کہ کتاب مرآۃ الانساب کو مقبولیت عام حاصل ہو اور قدر دان کے ہاتھ
اسکی طرف کو شوق سے بڑھیں۔ مجھے امید ہے کہ کافہ انام خاص عام ضرور قدر کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ طبع ثانی میں بہت
سے حضرات اپنے نسب نامے درج کر نیکو بھیجیں گے۔ میں ان حضرات کی خدمت شریف میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں جو اپنے نسب
اور اسلاف کے ناموں اور کاموں کے تغافل برتتے ہیں۔ وہ ایسی کتابوں کی طرف بھی ضرور توجہ فرمائیں اور اپنی قدر شناسی
فاضل مؤلف جیسے حضرات کے واسطے اعلیٰ علیٰ قوی کاموں کی زبردست تحریک ثابت ہوگی ورنہ ہمارے توجہ کا آئینہ نتیجہ
اور درگزر رفتہ حریفانِ خبر سے نیست فردا است درین دم کہ از ما اثرے نیست

یا اللہ العالمین ہم کو ہمارے صالح اور سیرے مقبول بارگاہ اسلاف کا سچا احلاف بنا د اور "کیسے میں اھلک" کے مصداق اور اوصاف
ہم کو در رکھ۔ رَبَّنَا اِنَّا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةٌ وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقَبْلَ عَذَابِ النَّارِ فَقَط

تقریر طبعی فکر نقد و طبع وقادادیب اریب جناب نشی ظفر احسن جہا علوی نوی مقیم دہلی دائرۃ الادب

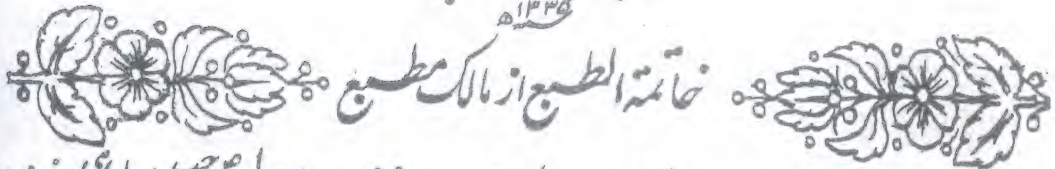
بجدا اللہ تاریخ مسلمانوں کا مخصوص فن ہے۔ مسلمان اگر اُس پر فخر کریں تو خود ستائی کے مجرم نہیں ٹھہرائے جاسکتے کیونکہ گذشتہ
زمانے کو زندہ و حاضر رکھنے کا صحیح طریقہ دنیا کو اگر کسی نے بتایا تو وہ صرف فرزندانِ سلام ہی ہیں۔ مرآۃ الانساب کو دیکھ کر
مجھ کو اس کے مرتب تالیف کرانوالے عالی حوصلہ اور ستودہ صفات بزرگ نواب محمد عبدالواحد علی خاں صاحب
علم فیض کی علم دوستی اور تاریخ نواری پر پہلے خوشی ہوئی پھر تعجب (۱) خوشی اسلئے ہوئی کہ تاریخ کا بہت بڑا جزو علم الانساب
ہے۔ اس عظیم الشان صنف میں اب تک کوئی مستقل تصنیف اس تہذیب آئین کے ساتھ اور دور میں تھی۔ اور میں بلا خوف و ہراس
کہہ سکتا ہوں کہ مؤلف نے مختلف سمندر و ملکوں کے کوزہ میں بند کر دیا۔ بلاشبہ وہ خانوادے جو تہذیب حاضرہ کی ہلک
شعاعوں میں اثر ہو کر اپنی نسبی وجاہت و شرافت کو ناقابل التفات سمجھ کر اپنا درختہ کر چکے تھے پھر زندہ اور تاریخ لکھنے والے
انساب کی تلاش و تحقیق کی فکر سے اسی کیلئے ہمیشہ کیلئے واسطے اور استقبال کیلئے کم از کم دو صدیوں تک سبکدوش ہو گئے۔
بہت کم حضرات ایسے ہونگے جن کا سلسلہ یا جن کے اجداد اعلیٰ کا نام اسمیں ہو یعنی صرف اب اپنا سلسلہ معلومہ درج فرما کر اس کتاب کو اپنا
نسب نامہ بنا سکتے ہیں۔ درحقیقت نواب صاحب کی اسلامی دنیا اور فن تاریخ میں یہ ایسی یادگار ہے جس پر آئندہ نسلیں فخر کریں گی
(۲) تعجب کیونکہ کس جان اللہ اس زمانہ میں بھی ایسے علم دوست افراد اہل دولت میں موجود ہیں جو ہزاروں روپے علمی کاموں میں بلا
کسی اثر و ادب کے شہرت طلبی سے بے نیاز ہو کر محض علم پروری کیلئے عہد ماضی کی مثال میں دوسروں کے لیے صرف فراہم کر سکتے ہیں
حقیقت یہ ہے کہ مرآۃ الانساب کی واقعی تعریف جو اسکے بیش بہا فوائد پر حاوی ہو۔ میری زبان اور قلم سے ممکن نہیں

جناب نواب صاحب کی ذات کیلئے میں حضرت رب العزت کا شکر ادا کرتا ہوں اور کہہ سکتا ہوں کہ موصوف کا وجود بجز افضال خداوندی کے ایک فضل ہے۔ مرآۃ الانساب کی ترتیب تالیف کہ حبیب جلیل مولانا ضیاء الدین صاحب علوی مروی کی فکر و کوشش کا نتیجہ ہے۔ جو حضرات تاریخی مشکلات سے واقف ہیں وہ ہمارے مغز و دست کی محنت و تلاش و تحقیق کا اندازہ فرما سکتے ہیں ایک ایک نام کیلئے ہزاروں ورق پھیرنے پڑتے ہیں۔ بنیادوں کا استوار کرنا تھا جسکو مولانا نہایت اچھے اسلوب کے چکے اور اسیرہ قوم کی جانب سے مبارکباد کے مستحق ہیں اس قدر فخر اس کتاب کے مجھ کو حاصل ہوا کہ یہ ہضم بالشان کا زمانہ میرا ایک ہفت روزہ کے قلم سے وجود پذیر ہوا۔ میں ان بزرگوں کے ساتھ دائمی ہم نشینی کی خوشی میں حضرت رب العزت سے مدد ملی ہوں کہ بطفیل رحمۃ اللعالمین نواب صاحب اور مولانا ضیاء الدین علوی اور مجھ کو اپنی دینی برکت عنایت فرمائے۔ آمین

قطع تاریخ ناریستان ناظم باکمال طباع بے نظیر وقف اصول و فروع جتنا چودھری امتیاز علی صاحب جہل نقشبندی مجددی خلیفہ حضرت محمد عثمان صاحب سجادہ نشین نقاہہ موسیٰ زئی و خانقاہ غمدان متصل قلات

بارشاد جناب عہد و احمد
عجائب نسخہ دلکش کتابے
جداد لہا و تدبیر دوائر
زہرا اصل و فرع چوں شجر طوبی
بصرف نقد و جسد جہد بالغ
ضمیاء الدین احمد کردار شا
بالفاظش درنا سفتہ سفتہ
زیر کار سے خود کار سے کفہ
ہمہ صفحات را در برگرفتہ
بدار الطبع جیسو طبع گشتہ

چگفتہ امتیاز خستہ تاریخ
کتاب مرآۃ الانساب علیہ



خاتمۃ الطبع از مالک مطبع

علم انساب کی غالباً اردو زبان میں ایسی کتاب ہے جسکو مؤلف مولانا ضیاء الدین احمد صاحب علوی مروی نے نہایت محنت شاقہ و جانکاه کوشش سے ایک عرصہ میں فراہم کیا۔ فی الواقع یہ ایک بجز خدا دریا با پیدائش نہ تھا جسکو متعدد اوراق میں جمع کر کے ہدیہ ناظرین کیا۔ جس سے مؤلف کی قابلیت علمی و لیاقت ذاتی کا کافی ثبوت واضح و لاخ ہو تا ہے اس پر یہ جدت ہے کہ ہر قرن کے مشاہیر زمانہ حال سے تاحضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مخصوص طور پر بطور جداگانہ عجیب و غریب طریق سے موجود حالات ضروری مستثنیٰ پیرایہ میں درج فرمائے ہیں کہ جسکے دیکھنے سے ہر صاحب علم کو علاوہ معلومات تاریخی و سلسلۃ انساب ایک خاص مرقعہ مہبوط آدم علیہ السلام سے زمانہ حال تک گذشتہ واقعات و موجودہ حالات کا معلوم ہو گا۔ اگرچہ کتب تاریخ صفحہ بہتی پر اس ضخیم و مطول مدون ہیں مگر ان کے دیکھنے سے ہمارے طبائع کو جیسی سیجی سیری نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اجل شانہ مؤلف اور معاون کو اس عظمیٰ ریزی و محنت کے صلہ میں بخیر نبی کریم و جمع انبیاء اکرام علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام و اصحاب کبار و آل اطہار شہداء و صلحا و ائمہ و اولیاء و اشراف و ارباب قبولیت و افرنجینے اور جزائے نیک عطا فرمائے

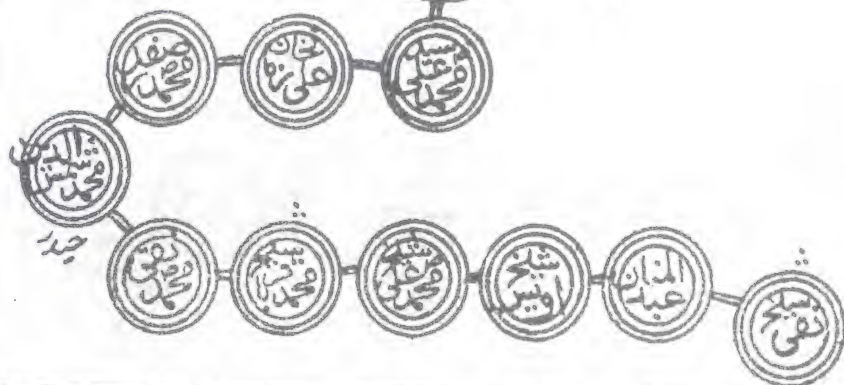
ایں عاء از من و ز جملہ جہاں میں باد

ہیں اپنے فرائض کو خدا و لیاقت اور دانائی سے انجام دیتے ہیں۔ آپ کے آباء کرام
 پیش میر عابد خان بعد شاہجہاں دشاہ دہلی میں اگر شہزادہ اور رنگ زیب کے
 مقبروں میں داخل ہوئے جب اورنگ زیب اورنگ رائے سلطنت ہو تو عابد خان
 کو تدریج منصب پنہزاری عطا فرمایا اور دوبارہ منصب رت کلج فائز ہو۔ ۲۲
 ربیع الاول ۹۸ھ کو محاصرہ قلعہ گوکنڈہ میں حصہ گو کہ توپ بگڑائے عالم بھا ہوئے
 انکی شادی دختر سعد اللہ خان زیر شاہجہاں ہوئی تھی جنکے بطن سے میر شہزادہ
 پیدا ہوئے۔ انکو پیشگاہ عالمگیر سے تدریج منصب ہفت ہزاری و خطاب غازی لکین
 خیاں بہادر فیروز جنگ عطا ہوا۔ اور ۱۰۲۲ھ میں انتقال ہوا۔ انکے بعد آخر فرزند
 میر محمد الدین خاں جنگو بادشاہ عالمگیر نے خطا چین قلیج خاں منصب پنہزاری عطا
 کر کے صوبہ دار پنجاب و مقرر کیا۔ شاہ عالم نے خطاب خان ورا خاں اور صوبہ
 دار اور عطا کی مگر انہوں نے کچھ عرصہ بعد بوجہ ناموافق امراء حضور شاہی سے ترک
 منصب کر لیا اس فقیری بہن کر دہلی میں گوشہ نشینی اختیار کی جہاں دار شاہ نے کچ
 عباد سے نکال کر منصب بقیہ پر بحال کیا۔ محمد فرخ میر نے خطاب نظام الملک فتح
 جنگ۔ و منصب ہفت ہزاری و صوبہ داری دکن عطا کی۔ اور کچھ عرصہ بعد ۱۰۳۱ھ
 کو ملک دکن بزور شمشیر تسخیر کیا سلسلہ نسب آپکا جو تاریخ دکن میں لکھا ہے
 ۱۰ اس میں اسماء اسطر جبر ہیں۔ حضرت شیخ شہاب الدین بن شیخ محمد بن بہاء الدین
 بغدادی بن عبد اللہ بغدادی بن عبد الرزاق بغدادی بن عبد اللہ بغدادی بن
 بن محمد سعید کشکی بن قاسم علی رومی بن نصیر الدین بصری بن محمد قاسم کشکی بن
 عبد اللہ بصری بن عبد الرحمن بن ابی القاسم بن ابی محمد بن محمد بن حضرت
 ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور آداب المریدین تصنیف حضرت ابوالنجیب
 ضیاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ میں سلسلہ لکھا ہے وہ من سب میں
 ہے۔ (تاریخ جامع و تاریخ دکن)

میں انکے مراتب و اعزاز ہمیشہ سے نہایت عالی رہے۔ انکی اولاد
موجودہ بھی مثل اپنے آباء کرام کے معزز و باوقار ہے۔ سلسلہ نسب
انکا فاروق اعظم سے ملتا ہے۔ اکثر سلاسل فاروقی راقم کی نظر سے
گزرے لیکن کمی بیشی اور بعض بعض اسماء کا فرق ہر سلسلہ میں پایا جاتا
جس میں کوئی رائے قائم کرنا دشوار امر ہے اسلئے مجدد صفا کا سلسلہ جو
حضرت ضیاء معصوم صاحب تصحیح فرمایا تھا متن کتاب میں درج ہے۔
اور طبع جدید مکتوبات امام ربانی میں خواجہ یوسف اور شہاب الدین
ماہین خواجہ محمد اور خواجہ شہاب الدین و نصیر الدین کے درمیان خواجہ محمد
نہیں لکھا ہے۔ اور تاریخ دکن میں واعظ اصغر اور شیخ مسعود
درمیان شیخ عبداللہ ثالث اور لکھا ہے جو دیگر سلاسل میں نہیں دیکھا
گیا اور شیخ مسعود کے بعد شیخ نصیر الدین محمود سمعان بن شیخ
شہاب الدین احمد فرخ کابلی لکھے ہیں۔

(تاریخ دکن)

آصف جاہ ناصر الدولہ کے عہد میں اول عہدہ دیوانی پر مامور ہوا اور دیگر خدات
بھی انجام دیں آپ ریاست الوالعزم رؤساء سے تھے سلسلہ نسب آپکا
خیر التابین حضرت اولیس رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے جبکہ قبر
اظہر من الشمس ہیں اصحابہ بروایا صحیحہ نقل کیا ہے کہ حضرت اولیس کی نسبت
حضور نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس میں سے ایک شخص آدیکھا جسکا نام
اولیس ہوگا اور اسکی صرف والدہ ہوگی (اُسکے سوا کوئی عزیز نہ ہوگا) اُسکو جس
کی بیماری ہوگی اللہ تعالیٰ اُس (اولیس قرنی) کی دعا سے شفا دیگا
مگر ایک دینار کے برابر سفیدی باقی رہے گی (گویا حضور نے انکی یہ علامت
بتلائی تھی) پس تم میں سے جو کوئی اُسکو دیکھے اپنے لئے مغفرت طلب
کرے۔ بہت روایات میں اپنی تفصیلات آئی ہے حضور روحی فداہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے عاشق زار تھے۔ غلہ محبت میں شہادت دندان مبارک حضور
کا حال سنکر اپنے تمام دانت توڑ ڈالے۔ عالی مرتبہ بزرگوں سے ہوئے ہیں
حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہمراہ جنگ صفین میں آپ شہید ہوئے۔ (اصبا)
(تاریخ دکن)



ضمیمہ صفحہ ۱۶ شاخ سادات نقوی محمودی ولاد سید کرم علی

سید کرم علی سادات سنبھل میں مشہور و ایمان سے گذرے ہیں شاہی باپ میں انکو جاگیر عطا ہوئی ضلع علیگڑھ میں بھوج پور لوگانوہ نیٹری روڑا پور وغیرہ سلا بعد نسل انکی اولاد میں ہی آخر میں میر وزیر علی صاحب مشاہیر روزگار ہوئے انکے مزاج میں آزادی تھی مگر لطیفہ غیبی سے

زمانہ ملازمت رتیا شاہ صبا کے القاء فیض سے آپکو ہدایت ہوئی اگر خوارق و کرامات آپکی طر منسوب ہیں ورنہ انکی دعاء دولت دینی و دنیوی سے کام لے رہے ہیں۔

عزیز اللہ

سید عبدالقدیر

سید عہد

سید ناصر

محمد عفو سید موسیٰ عبدالاعلیٰ میر علی بنیاد علی

چاند سید سلطان کرم علی محمد علی نظیر اللہ بشیر احمد

محمد علی میر علی میر علی اصغر علی عبدالحلیم

قادر علی آفتاب علی

بنات بنت علی

علیگڑھ میں آپ ممتاز و نواس سے شمار کئے جاتے تھے اگر مجازیب فقراء انکو فیض و ظاہری باطنی لحاظ بزرگ ستودہ صفا بزرگ تھے

انکی قدیمی جاہلاد عرصہ

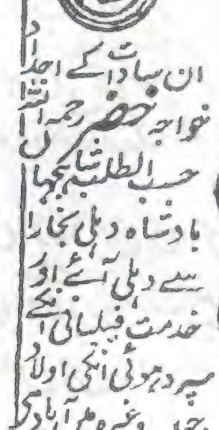
انکی اولاد میں ہی اسی تعلق کی بنا پر انکی اولاد علیگڑھ میں مقیم ہو گئی ضامن علی ضامن انکی اولاد ریاست جیلور میں عہدہ نائب بخشی پر مامور ہیں نہایت خلیق اور بامد و شخص ہیں۔ اور اپنے اوصاف حمیدہ میں آباء کرام کی یادگار ہیں حضرت ضامن صاحب

(از خوارق مستان)

سید کرم علی سادات سنبھل میں مشہور و ایمان سے گذرے ہیں شاہی باپ میں انکو جاگیر عطا ہوئی ضلع علیگڑھ میں بھوج پور لوگانوہ نیٹری روڑا پور وغیرہ سلا بعد نسل انکی اولاد میں ہی آخر میں میر وزیر علی صاحب مشاہیر روزگار ہوئے انکے مزاج میں آزادی تھی مگر لطیفہ غیبی سے

رفقہ میں منورہ

69-



۱۵ انکے بیٹے عبد الوہاب
عبد السار عبد الخالق
عبد الرحیم - عبد الوہاب کے
عبد السلام انکے سید محمد اور
سید احمد - عبد السار کے
عبد الصمد و عبد القدوس و
سید ابو ظفر - اور عبد الصمد کے
ابن حسن - سید عبد الخالق کے
عبد الرشید انکے ابوب اور عبد الرحیم کے
دو بیٹے ایک اقبال شاہ اور ایک میر شاہ
۱۶ غشی سید الدین احمد سید محمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نامور و باکمال شخصیات کے تذکرے و سوانح عمریاں عموماً ان کی وفات کے بعد لکھی جاتی ہیں تاکہ ان کے مکارم اخلاق و کارنامے آئندہ نسلوں کے لئے مشعل راہ کا کام دیں، یہاں جن نامور شخصیات کا تذکرہ کیا گیا ہے، ان کی مجملہ دیگر خصوصیات، ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ انہوں نے غیر علمی شہر میں رہ کر اپنی اولاد کی تربیت کچھ اس انداز سے کی کہ ان کا مزاج سراپا علمی و تحقیقی بن گیا اور ان کا فیض دور تک پہنچا، نیز یہ بھی ان کی حسنت سے ہے کہ ان کے خاندان کا تذکرہ پہلی بار قلمبند ہوا۔

ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ خاندان کے بعض افراد کا ذکر بھی اس میں آیا ہے وہ بجد اللہ بقیہ حیات ہیں، انہیں میں نے جب دیکھا اور پایا ان کے متعلق اپنے تاثرات و مشاہدات صفحہ قرطاس پر نقل کرتا چلا گیا، میں انہیں اس دور میں خیر خلف خیر سلف کا مصداق سمجھتا ہوں، ممکن ہے اخلاف میں کسی کی طبع نازک پر کوئی بات گراں گذرے لیکن یہ بات یاد دہنی چاہیے کہ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آدمی کے فخر کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کی خامیاں بتائی جائیں تاکہ لوگ سمجھ سکیں کہ ان چند باتوں کے سوا اس میں سب خوبیاں ہیں، یہ باتیں دراصل اس کے کمال کا اعتراف ہے۔

میں عقیدت کو حقیقت سے بالاتر نہیں سمجھتا چنانچہ میں نے اپنی دانست میں اس مختصر تذکرے میں بزرگوں کی خوبیاں و خامیاں بیان کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے جہاں تک ہو سکے تصویر کو اپنے اصلی رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ ہم ”خدا صفا و ددع ما کدر“ (وہ جو سترہا ہے جو میلا ہے چھوڑو)۔ پر عمل کر کے اپنے اسلاف کا نمونہ بن سکیں، یہی وہ دعا ہے جس کی ہمیں تعلیم دی گئی ہے۔

رب اوز عنیی ان اشکر نعمتک التی
انعمت علی و علی و الدی
اے میرے رب، مجھے توفیق دے کہ میں تیرے
اس احسان کا شکر ادا کرتا رہوں جو تو نے مجھ پر
اور میرے والدین پر کیا ہے اور اپنی رحمت سے
مجھ کو اپنے صالح بندوں میں داخل کر۔

و ان اعمال صالحات رضاه و ادخلنی

برحمتک فی عبادک الصالحین

(سورۃ النمل: آیت نمبر ۱۹)

محمد عبدالحلیم چشتی

۱۷ اپریل ۱۹۸۵ء

سینٹر لائبریرین بیرونیورسٹی، کانو، نائیجیریا۔

یہ تحریر چوبیس برس پہلے لکھی تھی جن کے متعلق لکھا تھا ان میں سے اکثر اللہ کو پیارے ہو گئے۔ میں نے اب ان میں چند مفید معلومات کا اور اضافہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس سے پڑھنے والوں کو فائدہ پہنچے اور اسے حسن قبول حاصل ہو۔ (آمین)

محمد عبدالحلیم چشتی

۲۸ رزی الحجۃ ۱۴۳۰ھ بمطابق ۱۶ دسمبر ۲۰۰۹ء

مشرف تخصص فی الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرہ رحیمی

از

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی

ہیں حسیں اور بھی پر تجھ میں ہے بات نئی

دھج نئی، گھات نئی، وضع نئی، بات نئی

میں نے جب آنکھیں کھولیں گھر کا کیا ذکر آس پڑوس تک سے صبح سویرے قرآن شریف پڑھنے کی
آواز آتی تھی۔ اپنے بزرگوں کو قرآن مجید پڑھتے، خوشنویسی اور اللہ اللہ کرتے دیکھا کسب معاش کے لئے
سوداگری کرتے تھے، یہی ان کا آبائی مشغلہ تھا، دس گیارہ بجے دن چڑھے دکان پر جاتے اور دن چھپے گھر
آتے کھانا کھاتے نماز پڑھتے یا اللہ کرتے کرتے سورتے تھے۔

محمد بخشؒ :- ہمارے دادا محمد بخشؒ المتوفی ۱۲۳۷ھ بمطابق ۱۹۱۹ء کے اللہ بخشے تین بیٹے اور تین
بیٹیاں تھیں۔ سب سے بڑے محمد عبدالغنیؒ، منجھلے حافظ محمد عبدالکریم اور سب سے چھوٹے محمد عبدالرحیم تھے۔

محمد عبدالغنیؒ :- غالباً ۱۲۷۷ھ بمطابق ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے جنہیں ہم بڑے ابا کہتے تھے، کتابی چہرہ
اور دراز قد تھے، ڈاڑھی لمبی اور رنگ صاف تھا، ممکن ہے جوانی میں ڈیل ڈول اچھا ہو میں نے انہیں بڑھاپے

میں دیکھا تھا جب وہ ڈھل چکے تھے، صوم و صلوٰۃ کے پابند نیک و متقی تھے، اپنا دھندا کرتے اور مست رہتے تھے، ان کی پہلی بیوی کا انتقال ہو گیا اس کے بطن سے دو بیٹیاں ہوئیں ایک کا نام صفیہ اور دوسری کا نام حمیدؑ تھا دونوں صاحب اولاد تھیں صفیہ کا انتقال مٹھرا میں ہوا اور حمیدؑ کا انتقال کراچی میں ہوا، دوسری شادی غالباً ۱۸۹۸ء میں کی، جن سے ایک لڑکی فاطمہ تھی اور تین لڑکے محمد عبدالغنی، محمد عبدالحق اور مصطفیٰ تھے، مصطفیٰ سب سے چھوٹا تھا۔ اس نے میٹرک کیا پھر تجارت کرنے لگا لیکن عمر نے وفات کی جوانی ۱۹۳۹ء میں داغ مفارقت دے گیا، بڑے ابا کو جب اس کی یاد آتی تڑپ اٹھتے سچ ہے۔

ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مرد

محمد عبدالغنیؒ:۔ موصوف ۷ شعبان ۱۳۱۸ھ بمطابق ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے، ۱۹۲۳ء میں بی۔ اے کیا، ۱۹۲۴ء میں منشی فاضل کیا، ۱۹۲۸ء میں فارسی میں ایم۔ اے کیا، ۱۹۳۰ء میں آبکاری کے محکمہ میں ملازم ہوئے، کچھ ہی دنوں بعد ۱۹۳۰ء میں مہاراجہ کالج جے پور میں لیکچرار کی آسامی پر ان کا تقرر ہوا، ۱۹۳۶ء میں ایم۔ اے کو پڑھانے لگے اور پروفیسر ہو گئے، جب ۱۹۴۷ء میں راجپوتانہ یونیورسٹی کا جے پور میں قیام عمل میں آیا تو عربی و فارسی کے صدر شعبہ رہے، ۱۹۵۲ء میں اس منصب سے سبکدوش ہوئے، اس زمانے میں یہ ڈگریاں اور یہ منصب شہرت کا اچھا ذریعہ تھے، یہ وہ دور تھا جب انگریز بہادر کا طوطی بولتا تھا، اور اس کی قلمرو میں سورج نہیں ڈوبتا تھا مسلمانوں میں انگریزی تعلیم کا بہت کم چلن تھا پھر راجستھان اور جے پور میں خاص طور پر مسلمانوں میں کسی کالج سے۔ بی۔ اے کر لینا ہی بڑی بات تھی۔ ایم۔ اے اس دور میں بہت بڑی بات تھی، ایم اے کرنے والا اس دور میں بڑا خوش نصیب ہوتا تھا، میں اگر یہ کہوں کہ راجپوتانہ میں پروفیسر صاحب پہلے ایم۔ اے تھے تو کچھ مبالغہ نہ ہوگا۔ دوسرے مسلمان پروفیسر حامی الدین خان تاریخ کے ایم۔ اے تھے۔

موصوف نے ۱۹۳۷ء میں جب ہماری زیریں منزل پر بالائی منزل تعمیر کرائی، جس کے استعمال کا انہیں جدی اعتبار سے حق حاصل تھا، اس منزل کے بالائی حصہ پر نہایت جلی حروف میں ابامیاں نے ”محمد عبدالغنی۔ ایم۔ اے۔ منشی فاضل، پروفیسر مہاراجہ کالج جے پور“ بھی لکھ کر کندہ کرایا تھا جسے ہر آتا جاتا

پڑھتا اور ان کے منصب سے آگاہ ہوتا تھا۔

انہوں نے معلوم ہوتا ہے طالب علمی کے زمانے میں اتنا پڑھ لیا تھا کہ پھر انہیں کتاب سے مراجعت کی کم ہی حاجت ہوتی تھی میں نے انہیں ایم۔ اے کے پرچے جانچتے دیکھا ہے کتاب پڑھتے کم ہی دکھائی دیئے، صوم و صلوٰۃ کے پابند اور ذاکر و شاعری بزرگ تھے، حضرت حافظ شبیر علی چشتی اور حضرت شیخ عبدالقادر رائے پوریؒ کے مجاز بیعت بھی تھے۔ (۱)

ان کی زندگی بہت آسودہ و خوش حال گذری ہے یہ ”دنیا خور و عقبیٰ برد کا مصداق تھے، میری سب سے بڑی بہن عائشہ آپا کے جو ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئی تھیں، ان کے شوہر تھے۔ ۱۹۴۷ء میں اہلیہ کے ساتھ حج کیا پھر ۱۹۶۷ء میں انہیں دوبارہ یہ سعادت حاصل ہوئی، سو یہ بھی چل بسے، اللہم اغفر لہ و ارحمہ و انت خیر الراحمین۔ ان کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں، سب سے بڑے بیٹے۔ محمد عبدالقدوس ہیں۔

محمد عبدالقدوس:۔ یہ ۱۳۴۴ھ بمطابق ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے، منشی فاضل کیا اور پھر ایم۔ اے کیا یہ عمر میں مجھ سے تین برس بڑے ہیں، کمشنر آفس کراچی میں گورنمنٹ ملازم تھے، بھٹو کے دور حکمرانی میں جب شریفوں پر بن آئی تھی، عزت سے سبکدوشی حاصل کی، موصوف کی پنشن پر گذر بسر ہے کنبہ بڑا نہیں رکھتے ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہے، لڑکی بھی ایم۔ اے تھی، اس کی شادی آغا بھائی کے لڑکے حافظ محمد عبدالودود ایم۔ اے سے ہوئی تھی اس کا بھی انتقال ہو گیا، یہ بینک میں اسٹنٹ ڈائریکٹر کے عہدہ پر ممتاز رہے اور ان کا بیٹا محمد عبدالقوی ہے اس نے بھی ایم۔ اے کیا ہے اور اس کے بعد سینڈوز کمپنی میں ملازمت اختیار کی بعد میں کسی اور پرائیویٹ کمپنی میں ملازم رہا، اور اب اپنے والد کے ساتھ مستقل مسی ساگا کینیڈا منتقل ہو کر وہیں کی سکونت اختیار کر لی ہے اور الحمد للہ بقید حیات ہیں۔

محمد عبدالوہاب:۔ یہ ۱۳۴۸ھ بمطابق ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوئے، ایم۔ اے کیا ہے۔ بھولے بھالے

(۱) تاریخ وفات مورخہ ۷ جمادی الثانی سن ۱۴۰۷ھ بمطابق ۸ جنوری ۱۹۸۷ء۔ یہ چاشت کی نماز کے لئے وضو کر رہے تھے دایاں پاؤں دھویا تھا کہ دل کا دورہ پڑا اور دن گیارہ بج کر بیتا لیس منٹ پر ہوا تھا غسل کے فرائض مولانا نعمانی کی نگرانی میں بھائی غنفر صاحب نے انجام دیئے۔ اللہ مغفرت کرے۔ آمین۔

ہیں ریش مبارک بالکل سفید ہو گئی ہے۔ جو دیکھتا ہے کسی خانقاہ کا درویش سمجھتا ہے اسکول میں پڑھاتے تھے، باتیں مزے کی کرتے تھے مردوں سے زیادہ خاندان کی خواتین اور لڑکیاں ان کی باتوں سے مزے لیتی تھیں، یہ بزرگ دیدنی و شنیدنی تھے، بہت ہی مختصر کنبہ رکھتے ہیں نہ پوچھیں تو اچھا ہے ایک لڑکا عبدالقادر ہے اسے بزرگی و سادگی میں باپ سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ عبدالوہاب کا بھی مورخہ ۱۰ مئی ۲۰۰۹ء کو انتقال ہو گیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہم اغفر لہ و ارحمہ و انت خیر الراحمین۔

ڈاکٹر محمد عبدالباری عرف شمیم :- یہ ۱۳۵۳ھ بمطابق ۱۹۳۴ء میں پیدا ہوا۔ ۱۹۵۹ء میں ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کیا عابدہ خاتون سے جو ایف۔ آر۔ سی۔ ایس تھی شادی کی پھر لندن جا کر خود بھی ایف۔ آر۔ سی۔ ایس کیا، ناک، کان، حلق کا اختصاصی ڈاکٹر تھا۔ پھر مسقط صلالہ میں ملازمت اختیار کی۔ عابدہ خاتون سے ایک لڑکی ہے جس کا نام ڈاکٹر عارفہ ہے اس کی شادی بھی اس کے والد ہی نے کی تھی اس کے بعد ۱۹۸۸ء میں ڈاکٹر عابدہ خاتون کا بھی انتقال ہو گیا، دوسری شادی شمیم نے اپنے عزیزوں میں کی جس سے ایک لڑکا عمر ہے۔

محمد عبدالباسط عرف نسیم :- یہ ۱۳۵۹ھ بمطابق ۱۹۴۰ء میں پیدا ہوا، ایک اسکول میں استاذ ہے، اس کا کنبہ بڑا ہے، بیگم بھی ایم۔ اے ہے اور خود بھی ایم۔ اے ہے۔ اب میاں بیوی دونوں رٹائرڈ زندگی گزار رہے ہیں اور خوش ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں خوش رکھے۔
پروفیسر صاحب کی چار لڑکیاں ہیں۔

زہرہ :- یہ حافظہ ہے عبدالتواب سے اس کی شادی ہوئی ہے، اس کے آٹھ لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں، جن میں دو عالم ہیں۔ عبدالمعز اور دو لڑکیاں حافظہ ہیں اور باقی ڈاکٹر انجینئر ہیں۔

قدسیہ :- اس کی شادی عبدالرؤف سے ہوئی، اس کی چار لڑکیاں ہیں اور چار ہی لڑکے ہیں، اس کی بھی ایک لڑکی خالدہ حافظہ ہے اور فرح بھی حافظہ ہے۔

اُمّ الخیر عرف زاہدہ :- یہ ایم۔ ایس۔ سی ہے اس کی شادی ڈاکٹر عابدہ خاتون کے بھائی حفیظ الرحمن سے ہوئی یہ نواب شاہ گریڈ میڈیکل کالج سندھ میں لیکچرار تھی اور میڈیکل کالج سندھ کراچی سے رٹائر ہوئی۔ اس کے تین لڑکے ہیں۔

اسماء :- یہ سب سے چھوٹی ہے، ایم۔ اے ہے دہلی اسکول کراچی میں پڑھاتی تھی۔

محمد عبدالخالق :- پروفیسر صاحب سے چھوٹے ہیں ۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے، ۱۹۳۱ء میں بی۔ ایس۔ سی کیا، ۱۹۳۵ء میں ریلوے میں ہیڈ کلرک رہے اور ۱۹۶۹ء میں سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ سے سبکدوش ہوئے۔

ان کی شادی عائشہ آپا کی چھوٹی بہن ہاجرہ آپا سے ہوئی تھی وہ ایک لڑکی سردار زمانی کو چھوڑ کر جوانی میں اللہ کو پیاری ہو گئی غفر اللہ لہا وجعل الجنة مثواھا، یہ محمد عبدالقدوس صاحب کے عقد نکاح میں تھی، اس کا انتقال ۱۹۹۸ء میں ہوا۔ محمد عبدالخالق صاحب فارغ اوقات میں طلبہ کو میٹرک کی تیاری کراتے تھے، یہ چھوٹا موٹا تعلیمی ادارہ ان کے گھر ہی میں قائم تھا، یہ ادارہ اپنی نوع کا غالباً پہلا ادارہ تھا اور علم کی بقا اور ان کی آمدنی کا اچھا ذریعہ تھا، اس عارضی تعلیمی ادارہ کا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ بے پور میں ان کے شاگردوں کا سلسلہ پھیلتا چلا گیا اور ۱۹۴۷ء کے بے پور میں پڑھے لکھے اکثر ان کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہیں۔

قوم جو حکمرانی کرتی ہے محکوم قوم اس کی تہذیب کو اپنانا فخر سمجھتی ہے، خاندان میں پروفیسر صاحب کو پتلون پہنے ہیٹ لگاتے کبھی کبھی دیکھا، گھر میں انہیں انگریزی بولتے نہیں اخبار پڑھتے دیکھا تھا۔ بھائی عبدالخالق صاحب کو انگریزی بولتے خوب دیکھا، ہیٹ لگانا اور نیکر پہننا تو گویا ان کی عادت سی تھی یہ اس وقت کی بات ہے لیکن قوم میں ایسے افراد کی کبھی کمی نہیں رہی جو شعوری یا غیر شعوری طور پر نظریہ درجیٹ دار (چلو ادھر کو ہوا ہو جدھر کی) کے قائل و عامل رہے ہیں۔ جزیسی سے انہیں اپنے بھائی بہنوں میں زیادہ حصہ ملا ہے، آدمی اچھے اور مرنجان مرنج تھے، تقریباً ۱۹۵۷ء میں انہوں نے دوسری شادی کی اب ماشاء اللہ بڑا کنبہ ہے، ان کا ایک لڑکا محمد ذاکر مظاہر العلوم سہارنپور سے فارغ التحصیل ہے اور (مولانا حکیم

مفتی احمد حسن خان ٹوکی کے زیر نگرانی مفتی بھی بن گئے، باقی بچے انگریزی پڑھتے پڑھاتے ہیں۔

آہی غیب اسید بنا

گلی از روئے جاوید بنا

نخندان از لبان غمخیز باغم

در شکل عطری و روغن دماغ

شفیقہ خیرین قضا محبہ الکریم غفرلہ

مادہ تاریخ وفات غمخیز

حافظ فرقان مجید محمد عبدالکریم خلیپوری

۱۹۶۳ء

حافظ محمد عبدالکریم:- یہ ۱۲۹ھ بمطابق ۱۸۶۲ء میں پیدا ہوئے تھے۔

حلیہ:- درمیانہ قد، آفتابی چہرہ، چوڑی پیشانی، چند یا صاف، موٹے اور توانا تھے، میرے بچپن میں ڈاڑھی میں مہندی لگاتے تھے، مزاج میں حدت تھی، سردی میں بھی کبھی پیشانی پر پسینہ آتا تھا، خوش خوراک و خوش پوشاک تھے، بچپن میں قرآن شریف حفظ کیا پھر حافظ ظفریاب خاں کوسنایا، انہیں قرآن مجید ایسا پختہ یاد تھا کہ پورا قرآن مجید محراب میں سناتے حفاظ سنتے رہتے کہیں متشابہ نہیں لگتا تھا، قرآن مجید سے انہیں بہت شغف تھا تجوید سے قرآن نہیں پڑھا تھا، لیکن ان کے مخارج ٹھیک تھے اور پڑھتے رہتے تھے، قرآن مجید سے انہیں سیری نہیں ہوتی تھی۔

خوشنویسی:- منشی بہاری لال جی اور ان کے چھوٹے بھائی منشی ہیرالال جی سے خوشنویسی سیکھی تھی۔ خط پختہ و پاکیزہ تھا بطور پیشہ اس فن کو کبھی نہیں اپنایا تھا لیکن فن کو قابو میں کیا ہوا تھا، بڑھاپے میں بھی ان کی مشق جاری تھی۔

ابتداء میں ترپولیہ بازار بے پور میں دکان پر سوداگری کرتے تھے، غالباً ۱۹۳۰ء میں دکان چھوڑی اور قرآن مجید کی خدمت میں لگ گئے ۱۹۳۰ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام بے پور سے ایسے وابستہ ہوئے کہ آخر دم تک بچوں کو قرآن مجید پڑھاتے اور حفظ کراتے رہے، فارغ اوقات میں گھر پر بھی یہی مشغلہ تھا، خاندان کے بچوں کیوں کو قرآن اور اردو فارسی پڑھاتے لکھنا سکھاتے تھے، اور خود بھی خوشنویسی کی مشق کرتے رہتے تھے، موصوف نے مدرسہ سے وابستہ رہ کر قرآن مجید کی ایسی خدمت کی کہ کم کسی کو نصیب ہوگی۔

جوانی میں رنگین مزاج تھے ستار بجاتے تھے، اور دل بہلاتے تھے، میں نے بچپن میں انہیں ستارہ بجاتے دیکھا تھا، لیکن (التائب من الذنب کمن لا ذنب له) جس نے گناہ سے توبہ کی اس نے گویا گناہ کیا ہی نہیں کا مصداق تھے۔ بہت وضع دار بزرگ تھے دوستوں اور ان کی اولاد کے حقوق کی بھی رعایت کرتے تھے ہر ایک کے دکھ درد میں کام آتے، صلہ رحمی ان کا شعار تھا سب قرابت داروں کا خیال رکھتے تھے سب سے ملتے، سب کی خدمت کرتے تھے، ان کی شخصیت بہت بارعب تھی، چھوٹا بڑا ہر ایک ان کا ادب و

لحاظ کرتا۔ قرآن ان کے سینے میں نقش تھا ہر شخص ان کی تعظیم کرتا اور عزیز رکھتا تھا، طبیعت میں ایثار، مزاج میں انکساری تھی، کاموں کا تجربہ تھا بصیرت اچھی تھی ان گونا گوں صفات کی وجہ سے خاندان میں بڑوں کی موجودگی میں سربراہی انہی کو حاصل تھی سچ ہے۔ بزرگی بعقل است نہ بسال۔ غرض خاندان میں ہر مرض کی دوا حافظ جی تھے، ہم انہیں حافظ جی ابا کہتے تھے۔

حافظ جی ابا کے کوئی اولاد نہ تھی ان کی اہلیہ شکور آبی بی اور میری اماں بی حبیبی بی دونوں سگی بہنیں تھیں، میری سب سے بڑی ہمیشہ عائشہ آپا اور میرے سب سے بڑے بھائی مولانا محمد عبدالرشید نعمانی کو انہوں نے گود لیا تھا، عائشہ آپا کی شادی میری ولادت سے بہت پہلے ہو گئی تھی، اس لئے ان کو تو میں نے ان کے مکان میں رہتے نہیں دیکھا، ابا میاں کو چچا جان کہتے سنا ہے ابا میاں کو ان کے شوہر بھی چچا جان کہتے تھے، ممکن ہے اسی نسبت سے وہ بھی ابا میاں کو چچا جان کہتی ہوں مولانا نعمانی کو میں نے حافظ صاحب کے یہاں کھاتے پیتے رہتے سہتے دیکھا ہے لیکن ان کی زبان سے ہمیشہ ابا میاں کو ابا میاں کہتے ہی سنا اور دیکھا ہے۔

حافظ صاحب ہم سب کے مربی تھے ہمیں غصہ کے ذرا تیز لگتے تھے، مگر میں نے انہیں مولانا نعمانی یا بڑے بھائی مولانا عبدالعلیم ندوی صاحب پر کبھی خفا ہوتے نہیں دیکھا یا تو یہ دونوں سدا کے نیک تھے کہ ان کے خلاف مزاج کوئی بات نہیں کرتے تھے یا وہ ازراہ شفقت و محبت ان سے چشم پوشی کرتے تھے یا ہمارے سامنے ڈانٹنا خلاف مصلحت سمجھتے تھے، یا ان کی طرف سے مطمئن تھے، اللہ انہیں غریق رحمت کرے مجھ پر تو بہت ہی مہربان تھے پاپوش مبارک سے میری تواضع کرتے تھے کیا مجال ہے ابا میاں، اماں بی، یا کوئی چھڑائے یا ان سے دو لفظ کہے یا میری ہمدردی کرے، گھر میں ایک بڑی بوڑھی تھیں جنہیں ہم منی اماں کہتے تھے اور ابا میاں انہیں پھوپھی منی کہتے تھے اللہ انہیں جنت نصیب کرے ان سے نہیں دیکھا جاتا وہ بیٹھی صدالگاتی کہ بہت پتھر دل ہے اس کے اولاد نہیں دوسروں کی اولاد کا اسے کیا درد ایسا مارے ہے توبہ توبہ کبھی چوک میں جوتے پڑتے تو وہی آکر چھڑاتی تھیں۔ ہائے وہ دوسروں کی اولاد کو کب مارتے تھے وہ تو اپنی اولاد سمجھ کر مارتے تھے ان کے یہاں دوئی کب تھی اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے وہ

میری خیر خواہی کرتے تھے، انہوں نے بہت کوشش کی کہ مجھے قرآن حفظ کرائیں لکھنا پڑھنا سکھائیں تجارت سکھائیں لیکن میں ایسا بدشوق اور نکما، نالائق واقع ہوا تھا کہ پٹنا تھا میری سسکیاں بندھ جاتی تھیں مگر سبق یاد ہی نہیں کرتا تھا سچ ہے۔ تہی قسمت راجہ سودا زرہبر کامل

اپنی جہالت میں اضافہ ہی کرتا رہا ان کی عنایت و مہربانی کا یہ عالم تھا کہ وہ جب کہیں جاتے مجھے ساتھ لیتے، راستے میں سبق یاد کراتے، میلے ٹھیلے میں لے جاتے، کھیل تماشے دکھاتے، مٹھائی دیتے، دلجوئی و دلداری کرتے طرح طرح سے بہلاتے، وقت ضائع نہ ہونے دیتے، اپنی گرفت میں رکھتے، غیرت دلاتے مگر میری روش میں فرق نہیں آتا، میں نہیں کہہ سکتا کہ انہیں میری اس روش سے کیسا کچھ دکھ پہنچا ہوگا اور میں نے انہیں کتنا آزرہ کیا ہوگا، ان کی برداشت و خیر خواہی دیکھئے، اور میری بدخواہی ملاحظہ فرمائے، میں انہیں دل میں کوستا، اللہ معاف کرے ایسے ناصح و مشفق کو کیا کچھ دل میں کہا ہوگا میری کیفیت بالکل ایسی ہی تھی جیسا قرآن نے کہا ہے۔ (و لکن لا تحبون الناصحین) تم خیر خواہوں کو نہیں چاہتے، اللہ تعالیٰ انہیں ان کی دسوزی و ہمدردی کا اپنی شایان شان بدلہ دے وہ کیسے شفیق و محسن تھے اور ہم کیسے نالائق و ذلیل۔ اللهم اغفر له ووسع مدخله وارجحه، و اجزه عنا خیر الجزاء۔

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ انہوں نے میری نالائقی و بدشوقی کو دیکھ کر معلوم نہیں بارگاہ الہی میں میرے لئے کس درد و اخلاص و مجموعی سے دعائیں کی ہونگی کہ میں اس لائق ہوسکا کہ آج ان کے متعلق دو لفظ لکھ سکا ورنہ اس کے سرچشمہ و فیض سے کتنے بندگان خدا سیراب ہوئے یہ سعادت کس کے حصہ میں آئی۔ اللهم واعف عنه و ارفع درجته، و اجعل الفر دوس منزله۔

میں جب ۱۹۴۲ء میں حیدرآباد دکن سے آیا، منشی کیا اور عربی پڑھنے لگا تو ایسے پیار سے مجھے اچھے میاں کہہ کر یاد فرماتے کہ دل پیسجے لگتا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی مراد برائی جو چاہتے تھے وہ پالیا باتیں اس انداز سے کرتے جیسے کوئی اپنے بڑے سے کرتا ہے، میں ان کے اخلاق کریمانہ کو دیکھ کر دل میں پشیمان ہوتا اللہ اکبر کیا اخلاص و للہیت تھی۔

بہت نفاست پسند تھے ان کا کمرہ اور بسترہ نہایت صاف اور ستھرا رہتا ہر چیز قرینہ سے جگہ پر رکھی ہوتی

تھی کمرے کی دیواروں پر طعنے آویزاں تھے قرآنی آیات و سبق آموز و عبرت انگیز اشعار سے جو نامور خوشنویسوں کے لکھے ہوئے تھے، کمرہ سجا ہوا تھا یہ چیزیں ہر آنے والے کے قلب و نظر کو اپنی طرف کھینچتی تھیں، سرہانے گھنٹہ لٹکا ہوا تھا اس کے پاس ایک وصلی پران کے ہاتھ سے یا کسی خوشنویس کے قلم سے نہایت خوش خط حسب ذیل شعر لکھا ہوا تھا۔

غافل تھے گھڑیاں یہ دیتا ہے منادی گردوں نے گھڑی عمر کی ایک اور گھڑادی
ان کا ذکر بھی مولوی احترام الدین شاعلی عثمانی مرحوم نے اپنی کتاب ”صحیفہ خوشنویسیاں میں حسب ذیل الفاظ میں کیا۔

حافظ عبدالکریم:- جے پور وطن تھا۔ بساط خانہ کی تجارت کرتے تھے، منشی احسان الہی ناروٹی کے شاگرد تھے اور عبدالرحیم خاطر کے برادر کلاں، صرف خط نستعلیق لکھتے تھے، خفی و جلی دونوں کی یکساں صفائی و شان تھی۔ جے پور میں انتقال ہوا۔

وفات:- آخری وقت برادر محترم آغا بھائی سورہ یسین سنار ہے تھے کہ ایک جگہ متشابہ لگا تو دوبارہ پڑھنے کا اشارہ کیا اور جب صحیح پڑھا بس آخری بجلی آئی اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مادۂ تاریخ وفات

حافظ فرقان مجید محمد عبدالکریم (۱۹۴۶ء) علامہ روزگار حافظ عبدالکریم (۱۹۴۶ء)

حافظ عبدالکریم (۱۳۶۶ھ) (۱۹۴۶ء)

محمد عبدالرحیم خاطر جیپوری

نام و نسب :- محمد عبدالرحیم بن محمد بخش بن بلاتی بن چراغ محمد بن ہمت رحمہم اللہ تعالیٰ۔

ولادت :- موصوف نے تقریباً اٹھتر ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی تھی اس حساب سے سال ولادت ۱۲۹۵ھ بمطابق ۱۸۷۸ء قرار پاتا ہے۔

حلیہ :- گول چہرہ، دراز قد، کشادہ پیشانی، کشادہ سینہ، چند یار تھوڑے تھوڑے بال، موٹی آنکھیں بھری اور لمبی ڈاڑھی گلابی روادور ڈیل ڈول اچھا تھا، بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے، ماں باپ کے فرمانبردار اور لاڈ لے تھے۔

تعلیم و تربیت :- ابا میاں نے حافظ ظفریاب خان صاحب رام پوری سے قرآن شریف پڑھا تھا اور منشی تک مہاراجہ کالج بے پور میں تعلیم حاصل کی، اس کالج سے فارسی میں منشی کا امتحان بھی پاس کیا تھا۔ (۱) ابا میاں کو اردو فارسی دونوں زبانوں میں اچھی دستگاہ حاصل تھی۔ زبان وادب کا ذوق ان کی فطرت میں ودیعت کیا گیا تھا، ان کے ادبی ذوق سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اردو فارسی ادب کا گہرا مطالعہ کیا تھا، عربی کی تحصیل کسی مدرسہ میں رہ کر نہیں کی تھی، انگریزی اور ہندی کی عبارت بھی لکھتے تھے جو ان کی زبان وادب سے طبعی مناسبت محنت و ذہانت کی روشن دلیل ہے حافظہ و یادداشت اچھی تھی جو پڑھتے یاد رہتا تھا۔

(۱) شمس العلماء مولانا عبدالرحمن بے پوری :- صاحب مرآۃ الشعراء اور مترجم مقدمہ ابن خلدون جو دہلی کے مشن کالج میں عربی و فارسی زبان کے پروفیسر تھے اس میں ۲۰ برس پڑھایا تھا کراچی میں ۱۹۵۳ء میں انتقال کیا۔ یہ ابا میاں کے مہاراجہ کالج بے پور میں بمسقط تھے۔ میں بھی مولانا نعمانی کے ساتھ ان سے ملا تھا دراز قد و چہرہ خوبصورت و خوب سیرت تھے اردو و فارسی کے ادیب و شاعر اور ادب عربی کے بالغ نظر عالم تھے بے پور کے وہی ایسے عالم تھے جنہیں انگریزی سرکار نے شمس العلماء کے خطاب سے نوازا تھا۔

تلاوت قرآن و ادعیہ ماثورہ:- انہوں نے قرآن مجید اگرچہ تجوید سے نہیں پڑھا تھا لیکن قرآن صاف اور خوش الحانی سے پڑھتے تھے اور مخارج بالکل درست تھے، ان کی قرأت میں درد و کیف اور دلکشی و جاذبیت تھی، وہ تلاوت شاہ عبدالقادر و شاہ رفیع الدین دہلوی کے اردو ترجمہ والے مصحف میں کرتے تھے، نماز میں جو رکوع اور سورتیں پڑھتے تھے ان کے معانی و مطالب سمجھتے تھے، اس لئے جب پڑھتے ان پر کیفیت طاری ہو جاتی تھی جس سے سننے والا بھی لطف اٹھاتا اور متاثر ہوتا تھا، وہ پارہ تبارک الذی کے علاوہ سورۃ التغابن، سورۃ یسین، سورۃ الطارق، سورۃ الحشر، سورۃ القف، سورۃ المنافقون، سورۃ الجمعہ، سورۃ یوسف، سورۃ لقمان و سورۃ الفتح عموماً نماز میں پڑھتے تھے، انہیں حدیثیں بکثرت یاد تھیں، حدیثوں کے سینکڑوں چھوٹے چھوٹے جملے انہیں زبانی یاد تھے، اسی طرح ادعیہ ماثورہ کا بیشتر حصہ انہیں یاد تھا۔ الحزب المقبول از برتھی۔ نماز کے بعد دعاؤں میں ادعیہ ماثورہ پڑھتے تو بلند آواز سے پڑھتے تاکہ بچوں کے کان ان دعاؤں سے مانوس ہو جائیں، اور یہ دعائیں انہیں بآسانی یاد ہو سکیں، کھانا کھانے کے بعد کی دعا، مسجد میں داخل ہونے اس سے نکلنے وقت کی دعا، سوتے وقت کی دعا ہمیں ان کے زور سے پڑھنے سے یاد ہوئی تھیں۔

شعر و شاعری:- طبیعت موزوں پائی تھی، شعر و ادب سے طبعی مناسبت تھی، زبان و ادب کا ذوق پاکیزہ و بلند تھا، اردو و فارسی کے نامور شعراء کے ہزاروں شعر انہیں زبانی یاد تھے، بر محل پڑھتے تھے، گاہ بگاہ خود بھی شعر کہتے اور خاطر خلص کرتے تھے، چنانچہ شاعری عثمانی نے موصوف کا تذکرہ صحیفہ خوشنویاں میں کیا ہے نمونہ کلام ہدیہ ناظرین ہے۔

حمد

تو نے ہی پیدا کیا سنار ہے
نام تیرا ساترو ستار ہے
ہے تو ہی رحمان، تو ہی قہار ہے

حمد کے لائق تو ہی کرتا رہے
کرتا ہے تو عیب پوش خلق کی
رحم کرتا ہے تو ہی اور تو ہی قہر

عمر گزری ہے گنہ کرتے مجھے میں ہوں عاصی اور تو غفار ہے
 ہوگی طے کس طرح راہ پل صراط سر پہ عصیاں کا بہت سا بار ہے
 کچھ نہ کی نیکی اے خاطر جزبدی اس کی رحمت پر ہی بیڑا پار ہے
 (مطبوعہ غنچہ نور بہار مطبع ابوالعلائی، آگرہ ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء/۱۹۶۱ء بکرمی ہندی۔ ص ۲۸، ۲۹)

نعت

سلام اللہ وصلی اللہ اے فیضان ربانی تری صورت سے ظاہر ہے مکرّم رحم و رحمانی
 ترے دربار اقدس میں ہر اک کو باریابی تھی نہ پہرہ تھا، نہ چوکی تھی، نہ حاجب تھا، نہ در بانی
 تری وہ شان ارفع ہے کہ جبریلؑ میں جیسے کیا کرتے تھے آآ کر خوشامد سے مگس رانی
 خدا تو فیق دے تم کو تو اے خاطر کبھی تم بھی
 شریک بزم اقدس ہو کے کر لو قلب نورانی
 (مطبوعہ ”مظہر معرفت“، طبع شدہ ۱۹۳۵ء بحوالہ تذکرہ شعرائے جے پور۔ ص ۳۶ مرتبہ احترام الدین شاعلی)

نعت

ملا ہے تجھ کو پتہ دو جہاں کی پاسبانی کا بجاتا ہے دو عالم ڈنکے تیری شہجہانی کا
 گرے بے ہوش ہو کر طور پر حضرت کلیم اللہ کھلا پھر بھی نہ کچھ عقدہ انہیں راز نہانی کا
 برہمن ہو گیا مومن، شجر آیا، حجر بولا بیاں کیا ہوشہا مجھ سے تری معجز بیانی کا
 ہوا منظور جب شاہ دو عالم کو وصال حق نہ رہنا پھر پسند آیا انہیں اس دارِ فانی کا
 یہ نعت احمد مرسل ہے اے خاطر، ادب سے لکھ ملے گا حشر میں ثمرہ تجھے اس جاں فشانی کا
 (مطبوعہ غنچہ نور بہار مطبع ابوالعلائی، آگرہ ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء/۱۹۶۱ء بکرمی ہندی۔ ص ۲۸، ۲۹)

(مطبوعہ غنچہ نور بہار مطبع ابوالعلائی، آگرہ ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴/۱۹۶۱ء، بکرمی ہندی۔ ص ۲۸، ۲۹)

نعت بخسور سرور کائنات ﷺ (بزبان فارسی)

اے شہنشاہ جمال و اے کمالِ دلبری
ہر دو عالم جاں نثارِ زرِ گس شہلائے تو
خادمِ درگاہِ والائے تو جبریلِ امین
جلوہِ معراج تو اندرِ مکانِ ولا مکان
حضرتِ موسیٰ کلیم اللہ خُدا برکۂ طور
تم باذنی و انا الحق خود ازیں جاگفتہ اند
ایں تمنا دار خاطر از خدائے لایزال

وے شہِ خوبانِ عالم، سرورِ بینبری
زرِ گسِ بیمار کے آردِ نکِشمتِ ہمسری
عاشقِ شیدائے تو جنّ و بشرِ خُرو پری
از ملکِ ہم بہتری از انبیاءِ خُدا برتری
تو کلیم اللہ شدی بر عرشِ خاصِ دادری
دردِ دلِ منصورِ ستمی کردہ جلوہ گری
بہرِ خلاقِ جہاں بر سُوئے عاصی بگری

آخری نظم

اے مری اردو زبان اللہ رے تیری یہ دھوم
جرمن و امریکہ جاپان و فرانس و اندلس
قائد ملت (۱) نے تیرا خود کیا تھا انتخاب
سندھی پنجابی بلوچی بنگلہ و انگلش بھی سب
تیرے سرسہرا بندھا اور تو ہی سرکاری ہوئی
رشتک آتا ہے اسے اب ہائے میں سوکن بنوں
شور و غوغا اب مچاؤ تاکہ ہووے کچھ فساد
یہ اشعار بالکل آخری ایام کے ہیں۔ جب کہ بنگالی اور اردو زبان کے درمیان تنازعہ پیدا ہو گیا

کابل و زابلِ مدینہ اور مکہ شام و روم
سب جگہ پر بولتے ہیں تا بہ لندن بالعموم
جانے تھے گوزبانیں اور بھی عالی جناب
سب کی سب موجود تھیں پیشِ نظرِ رینصاب
اوج پر اردو ترے بنگالی اب حاسد ہوئی
کیونکہ یہ تو سب جگہ جاری و ساری ہوئی
ہے یہی بنیاد بنگلہ دیش کی اے خوش نہاد
یہ اشعار بالکل آخری ایام کے ہیں۔ جب کہ بنگالی اور اردو زبان کے درمیان تنازعہ پیدا ہو گیا

تھا۔

(۱) قائد ملت لیاقت علی خان شہید مرحوم وزیرِ اعظم پاکستان۔

خوشنویسی :- نامور خوشنویس منشی ہیرالال مولس بہار گوانجہانی سے سیکھی تھی، خط پاکیزہ و پختہ تھانوک پلک، کشش اور دائرے دیکھنے کے لائق تھے، اس فن کو شوقیہ سیکھا تھا، پھر اسے بھی کسب معاش کا ذریعہ بنایا، فن خوشنویسی میں انہیں کمال حاصل تھا، خط نسخ و نستعلیق کے استاد تھے، خط غبار و شفیعیہ کیا ہر نوع کا خط لکھنے پر قادر تھے، انگریزی ہندی لکھنے پر بھی پوری قدرت حاصل تھی، جلی و خفی دونوں خط بلا تکلف خوب لکھتے تھے، ان کے نوشتے پر کسی شاعر کا حسب ذیل شعر صادق آتا ہے۔

قابل دید اس کی ہے قدرت نظر آتی خدا کی ہے قدرت

ان کے قطعات و وصلیاں دیکھئے مرصع نگاری کا اعلیٰ نمونہ ہیں، حرفوں کی ساخت اور ان کے جوڑ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے جواہر جڑے ہوئے ہیں۔

کاتب نہ انہیں ہے مرصع نگار ہے حرفوں کو کیا کہوں جو جواہر جڑے نہیں
وصلیوں پر اردو فارسی کے عبرت انگیز و سبق آموز اشعار لکھتے تھے جن سے ان کے پاکیزہ مذاق، للہیت و دین سے شیفنگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے جس میں بعض بطور گلے از گلزارے۔ مرقع رحیمی میں ملاحظہ فرمائیں۔

موصوف نے خوشنویسی کے فن میں ایسی بصیرت پیدا کی تھی کہ نامور خوشنویسوں اور ماہر خطاطوں کے قطعوں اور وصلیوں کو ان کے دستخطوں کے بغیر ایک نظر دیکھتے ہی طرز خط سے پہچانتے اور اساتذہ فن کے نوشتوں کے مابین فرق و امتیاز کو بتاتے تھے، ان کے طرز نگارش و خصوصیات قلم کو خوب جانتے تھے فرماتے تھے یہ عبدالرشید دہلی کا قلم ہے یہ میر پنج کش کا لکھا ہوا ہے۔ یہ آغا مرزا کی تحریر ہے، یہ اعجاز رقم کا شاہکار ہے، یہ پروین رقم کا نوشتہ ہے۔

ایسے ارباب بصیرت اور اساتذہ فن متحدہ ہندوستان میں معدودے چند تھے، جے پور میں ان کا اس فن میں کوئی ہمسر نہ تھا، حیدر آباد دکن میں ان کا سارا وقت دفتر میں پورا ہو جاتا تھا، فن کے مظاہرہ کا وہاں کوئی موقع نہ تھا، ساری عمر جے پور میں گوشہ گمنامی میں بسر ہوئی اس لئے ان کی شہرت پورے ہندوستان

میں نہ ہو سکی۔

شادی: والدین نے ان کی شادی ان کے بڑے بھائی حافظ محمد عبدالکریم صاحب کے ساتھ کی تھی دو حقیقی بھائیوں کو دو حقیقی بہنیں شکورابی بی اور حبیبابی بی بیاہی گئیں۔

دکان: غالباً ۱۹۰۰ء میں کسب معاش کی خاطر ترپولہ بازار میں نواب فیاض علی خان صاحب کی حویلی کے نیچے بساط خانہ کی ایک دکان کی تھی، یہ دکان کیا تھی بے پور کی نامور شخصیات کی بیٹھک اور چھوٹی موٹی علمی اکیڈمی تھی، یہاں سوداگری و کتابت کی جاتی اور خوشنویسی سکھائی جاتی تھی، علمی چرچا رہتا تھا سہ پہر کو یہاں علماء، شعراء، صوفیا اور ہندوستان کے مشاہیر اہل علم جن کا ورود بے پور میں ہوتا آتے تو علمی گفتگو شعرو سخن کی باتیں ہوتیں لطیفے بیان ہوتے تاریخی واقعات معرض بحث میں آتے تھے۔ بے پور میں یہی اس دکان کی وہ خصوصیات تھیں جن میں یہ سب سے ممتاز دیکھتا تھی۔

میں نے بچپن میں صوفی ہدایت علی نقشبندی راپوری مولانا قدیر بخش بدایونی صدر مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام المتوفی ۱۹۵۲ء (۱) مولانا بدر الدین سہوانی داماد مولانا شبیر احمد سہوانی، حافظ حمید اللہ پیش امام جامع مسجد بے پور حامد حسن خان ان کے بڑے بھائی حامی الدین خاں راپوری، مولانا حیدر حسن خان شیخ الحدیث ندوۃ العلماء لکھنؤ (۲) برادر خوردمولانا محمود حسن خان ٹوکی صاحب معجم المصنفین، سید طلحہ پروفیسر اور ٹیل کالج لاہور اور ہندوستان کے نامور لغوی ادیب مولانا ابو عبد اللہ محمد سورتی المتوفی ۱۹۴۴ء جیسی نادرہ روزگار ہستیوں اور پاکیزہ نفوس کو گفتگو کرتے دیکھا اور بھی شخصیات تھیں جن کی صورتیں یاد ہیں نام حافظہ میں محفوظ نہیں۔

ایک زمانے میں اس دکان پر اہلحدیثوں نے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے، ابامیاں دیندار و خدا ترس انسان تھے، حافظ یوسف مرحوم صاحب حقیقۃ الفقہ آتے انہیں حدیثیں سناتے دکھاتے کہتے یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے اسے مسلم نے نقل کیا ہے اور امام ابو حنیفہ کا مسلک اس حدیث کے سراسر خلاف ہے، انہیں حدیثیں سننے کے بعد مجال سخن نہ تھی سر تسلیم خم کرتے اور عمل پیرا ہو جاتے ان کی یہ کیفیت تھی۔

اگر بخشہ زہے قسمت، نہ بخشے تو شکایت کیا

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔

بچپن میں ابامیاں کو رفع یدین کرتے اور بلند آواز سے آمین کہتے دیکھا تھا، یہ اسی کا اثر تھا، اس دور میں ان پر اہلحدیثوں کا رنگ چڑھا ہوا تھا چنانچہ حافظ یوسف کی کتاب حقیقۃ الفقہ کی کاپی ابامیاں نے لکھی تھی، اس کے آخر میں ایک قطعہ میں اس کی تاریخ طبع چھپی ہے فرماتے ہیں۔

اس سے ان کی حدیث و سنت سے گرویدگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے بھائی جان (مولانا نعمائی) نے دوران تعلیم دکان پر جب اہل حدیث کے دلائل کو سنا اور ابامیاں کو حنفیہ کا مسلک جن احادیث و آثار پر مبنی تھا، ان سے آگاہ کیا، انہوں نے حافظ یوسف کو وہ حدیثیں دکھائیں بتائیں دونوں طرف سے احادیث کا تبادلہ ہونے لگا جس طرح شاہ عبدالقادر دہلوی کے جواب نے ان کے بھتیجے شاہ اسماعیل شہید گولا جواب کیا تھا کہ ایک مردہ سنت پر عمل کرنے سے سو شہیدوں کا اجر اس وقت ملتا ہے جب اس کے مقابلے میں کوئی دوسری سنت موجود نہ ہو یہاں دوسری سنت آہستہ آمین کہنے اور رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی موجود ہے یہ بات جب ابامیاں کے علم میں آئی، انہوں نے دونوں باتیں چھوڑ دیں۔ (۱)

امیر دیرو حرم سے الگ جو جاتے ہیں وہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بناتے ہیں یہ دکان جس کی حیثیت ایک مجلس علمی (Academi) کی تھی اس نے مولانا نعمائی کو مناظرانہ ادب کے مطالعہ پر مائل کیا انہوں نے احناف کی کتابوں کو غائر نظر سے دیکھا ان کی بالغ نظری اور تفقہ کے قائل ہو گئے اسی تعلق سے وہ اپنے آپ کو نعمانی لکھتے ہیں۔

(۱) اہل حدیث اور ظاہریہ میں فقہی بصیرت و گہرائی نہیں ہے اس لئے یہ (امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل) کے مسلک سے گریز کرتے اور شاذ حدیثوں پر عمل کر کے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بناتے ہیں۔

یہ دکان ہم خرماء و ہم ثواب کا مصداق تھی اس سے گھر کا خرچ چلتا اور ان کے علمی ذوق کی تسکین ہوتی تھی اس لئے انہوں نے ۱۹۴۲ء میں دکان اس وقت چھوڑی جب ان کی آنکھیں جواب دے رہی تھیں اور اس پر بیٹھے والا کوئی نہیں رہا تھا، یہ دکان جے پور میں پالیس ۴۲ برس تک اہل علم کی بیٹھک رہی اور یہاں علم کا چراغ روشن رہا۔

مطبع رحیمی :۔ ابا میاں کے استاد منشی ہیرالال جی نے غالباً ۱۹۰۰ء میں ایک پریس اپنے نام پر (ہیرالال پریس) ترپولیہ بازار میں قائم کیا تھا۔ جس سے ہندی اور فارسی کی متعدد کتابیں شائع کی گئی تھیں، اُنپنڈ اور داراشکوہ کی 'میر اکبر' اس پریس میں اشاعت پذیر ہوئی تھیں، منشی ہیرالال جی کے مرنے کے بعد ۱۹۳۱ء میں اس پریس کو ابا میاں نے خریدا، اور اس کا نام رحیمی پریس (مطبع رحیمی) رکھا یہ ترپولیہ بازار میں نواب صاحب کی حویلی کے سامنے واقع تھا، اردو کی بعض کتابیں اس پریس سے شائع کی گئی تھیں، مرآۃ الانساب، مؤلفہ ضیاء الدین امر و ہوی جس کی کاپی بھی ابا میاں نے لکھی تھی، ۱۹۳۵ء میں اس پریس میں چند رہبر کی تعداد میں سفید اور حنائی کاغذ پر طبع کی گئی تھی، میں نے بچپن میں وہ پتھر دکان اور گھر پر دیکھے تھے۔

اس دور میں جن پریسوں نے جے پور میں اردو کی خدمت کی ان میں رحیمی پریس کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، انہی وجوہ سے شائع جے پوری نے اس پریس کا تذکرہ اپنی کتاب 'صحیفہ خوشنویاں' میں کیا ہے۔

دفتر معجم المصنفین سے وابستگی :۔ ۱۹۳۸ء میں جب مولانا محمود حسن خان ٹونکی (۱) کی تالیف معجم المصنفین (جو عربی زبان میں ان علماء اسلام کے تذکرہ و تراجم پر مشتمل ہے جن سے کوئی تصنیف و تالیف یادگار ہے) کی تدوین و ترتیب نو کے لئے حیدرآباد دکن میں دائرۃ المعارف العثمانیہ کے زیر انتظام دفتر کا قیام عمل میں آیا اس میں مولانا نعمانی اور ابا میاں کا تقرر بھی ہوا موصوف نے کم و بیش چھ ۶ برس یہاں کام کیا

اور ۱۹۴۴ء میں جے پور آ گئے۔

اخلاق و عادات :- اخلاق و عادات ایسی تھیں کہ ہر شخص ان سے مل کر خوش ہوتا کبھی کسی کو ان سے شاکی نہیں پایا۔ جو احباب و اہل علم دکان پر آتے نہایت خندہ پیشانی سے انہیں خوش آمدید کہتے خوش اخلاقی و انکساری سے باتیں کرتے خود بھی ہنستے اور ان کو بھی ہنساتے تھے۔

شفقت و محبت :- وہ بہت نرم دل و نہایت شفیق تھے اولاد پر بہت شفقت فرماتے تھے آیت شریفہ

یا ایہا الذین آمنوا ان من ازواجکم
واولادکم عدوا لکم فاحذروہم وان
تغفوا وتصفحوا وتغفروا فان اللہ
غفور الرحیم۔

اے لوگوں جو ایمان لائے ہو، تمہاری بیویوں اور تمہاری
اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں، ان سے ہوشیار
رہو، اور تم غفور و درگزر سے کام لو اور معاف کرو تو اللہ
غفور رحیم تمہارے مال اور تمہاری اولاد کو ایک آزمائش
ہیں اور اللہ ہی ہے جس کے پاس بڑا اجر ہے۔

(آیت نمبر ۲۴ سورۃ النبا)

اس آیت پر عمل کرتے تھے، بڑے سے بڑا نقصان کرتے کچھ نہ کہتے، خفا نہیں ہوتے ہاتھ لگانا جانتے نہ تھے مارنا پیٹنا آتا نہ تھا۔ بہت پیار محبت سے باتیں کرتے، اور ساتھ بٹھا کر کھلاتے تھے، ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانے میں مزہ آتا تھا، ادلے کی بوٹیاں، گودے والی نلیاں، گردے اور سینے کی کڑیاں مجھے بہت پسند تھیں۔ فرماتے بیٹے کھاؤ روٹیوں میں گھی لگواتے، دکان سے تشریف لاتے، مجھے کندھوں پر بیٹھا کر لاتے، راستے سے مٹھائی کے دوئے دلواتے جن سے صبح کا ہمارا ناشتہ ہوتا تھا۔

اللہم الرحمہما کما ربیانی صغیر ۱ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۴)

ترجمہ :- پروردگار عالم ان پر رحم فرما، جس طرح انہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے پالا تھا۔

صبر و شکر اور رضا بالقضاء :- وہ بہت ہی صابر و شاکر تھے، جو ان بیٹی ہاجرہ کا انتقال ہوا بعض لڑکے اور لڑکیاں بچپن میں مر گئیں، صبر کیا، اماں بی سے سنا تھا کہ پیارے میاں کا جب انتقال ہوا، بہت دل

گرفتہ ہوئے اور دعا کی! بار الہی بہترین نعم البدل عطا فرما۔ اس کے بعد میں پیدا ہوا۔ آنکھیں جیسی نعت چھن گئی، پڑھنے لکھنے سے جاتے رہے، دنیا تار یک ہو گئی، گھر پکڑ لیا کبھی حرف شکایت زبان پر نہیں آیا، میری والدہ ماجدہ جوان کا ہر طرح خیال رکھتی تھیں، جب انتقال کر گئیں، دم نہ مارا۔ ان کے معمولات میں کوئی فرق نہیں آیا اس کی رضا پر راضی اور ہر حال میں شاکر رہے، یہی شان عبدیت ہے، یہ اونچا مقام ہے۔

تخل و برداشت: - تخل و برداشت کے پیکر تھے، خلاف مزاج بات پر انسان کو جلد غصہ آجاتا ہے، بعض اوقات اپنے آپ کو قابو میں رکھنا مشکل ہوتا ہے، عزت نفس ہر ایک کو عزیز ہوتی ہے، اس پر جب بن آتی ہے انسان جان کی پروا نہیں کرتا، برسر عام مجمع میں کسی شریف کو برا بھلا کہنا گالیاں دینا اور اس کا سب کچھ سننا کچھ نہ کہنا، انتقام کی قدرت کے باوجود خاموش رہنا اور اپنوں کو بھی خاموش رہنے کی تاکید کرنا بہت برداشت ہے، ایک بار میں نے دیکھا کہ ان کے عزیز اور چھوٹے نے انہیں گالیاں دیں، انہوں نے اس کے ارمان نکلنے دیئے، یہ انہی کا ظرف تھا۔

جگر میں چٹکیاں لیتے ہیں وہ دل کو مسلتے ہیں

جو کچھ کہئے تو کہتے ہیں میرے ارماں نکلتے ہیں

ایک مرتبہ غالباً ۱۹۴۶ء میں مظفر میاں انہیں بتائے بغیر میرے پاس دیوبند آ گئے جو اس سال جگر گوشہ جو ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہتا ہوا اس کا گھر میں اطلاع کیے بغیر پردیس چلے جانا کیا کچھ ماں باپ کی پریشانی، رنج و ناراضگی کا موجب ہوگا اس امر کا اندازہ ایک باپ ہی کر سکتا ہے۔

اس نے جب مجھے یہ بات بتائی، میں نے اسے جلدی واپس بھیجا، یہ جب ان کے پاس پہنچا اس سے یہی کہا، شاباش بیٹا شاباش۔ ان کا یہ طنز بھی بہت شفقت آمیز تھا، مقصد یہ تھا، ہائے کوئی ایسا کام کرتا ہے، طنز بہت لطیف کرتے تھے، جوشی لطیف سے بہرہ ور ہوتا ہے وہی اس سے لطف اٹھاتا ہے، یہ اسلوب شفقت و محبت کی وجہ سے اختیار کیا تھا کچھ اور کہتے تو اس کا دل آزرہ ہوتا اور اسے آزرہ پاتے خود بھی آزرہ ہوتے، خاموش ہو گئے۔

جگر کو داغ، کلیجے کو زخم، دل کو ملال جناب عشق نے بھیجے ہیں ارمغاں کیا کیا

اماں بی:- بہت بھولی بھالی، سیدھی سادھی خاتون تھیں، ہیرا پھیری، چالاکی جانتی نہ تھیں ابامیاں کے خلاف مزاج کوئی بات ہو جاتی، ان پر خفا ہو جاتے تھے، میاں بیوی میں اس قسم کی نوک جھونک ہو جاتی ہے۔

ایثار و سخاوت:- طبیعت میں سخاوت تھی کوئی فقیر دکان پر آتا کہتا اللہ کے نام پر دو جو ہوتا دیتے، ورنہ معذرت کرتے، مجھے یاد ہے، ایک مرتبہ گھر میں آٹا نہ تھا دکان سے واپسی پر آٹا گھر لانا تھا تاکہ گھر میں چولہا جلے، اور روٹی پک سکیں، راستہ میں فقیر ملا، اس نے کہا، میں فاقہ سے ہوں، اللہ کے نام پر دو، جو پاس تھا اسے دے دیا اور خالی ہاتھ گھر آ گئے۔

و یو ثرو ن علی انفسہم
و لو کان بہم خصاصہ (سورۃ الاحشر آیت نمبر ۹) جگہ خود محتاج ہوں۔

دکان سے جولا تے گھر میں دیتے یا راہ خدا میں، پاس کچھ نہ رکھتے تھے، اللہ پر توکل تھا۔ فرماتے تھے جس نے صبح دیا وہ شام کو بھی دے گا پھر حدیث پڑھتے۔

تغد و اخما صا و تروح بطانا
پرندے صبح خالی پیٹ بھوکے نکلتے ہیں اور شام پیٹ بھرے لوٹ جاتے ہیں۔

خود داری و بے نیازی:- طبیعت میں خود داری و غیرت اور مزاج میں بے نیازی تھی، زندگی میں انہیں اولاد سے کوئی مالی فائدہ نہیں ہوا، نہ انہوں نے کبھی کسی سے کوئی توقع رکھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسب ذیل دعا ان کے درد زبان رہتی تھی۔

اللہم اکفنی بحلالک عن حرامک
و اغنی بفضلک عن من سواک
اے اللہ حرام کے بدلے تو مجھے بقدر حاجت حلال روزی عطا فرما اور اپنے فضل سے اپنے ماسوا سے بے نیاز کر۔

انہوں نے خوب کمایا اور خرچ کیا ان کے جب تک ہاتھ پاؤں چلتے رہے قرض لیا تو ادائیگی کیا

جب گھر بیٹھ گئے پھر اپنی اولاد سے بھی کسی کام کے لئے نہیں کہا نہ کسی قسم کی خدمت لی، ان کا اصول ہی یہ تھا۔۔۔ دیکھو اپنی بات اپنے ہاتھ ہے۔ انہوں نے اپنے اخلاص و صدق نیت کو کبھی مجروح نہیں کیا۔ ان اجوی الا علی اللہ اللہ ہی اجر دے گا پر نظر رکھی۔

وعدہ کی پاسداری و پابندی :- وعدہ کرتے نہاتے، وقت دیتے پابندی کرتے، کوئی کچھ لکھواتا جو وقت کسی کو دیتے اس کا کام وقت سے پہلے تیار کر کے رکھتے، وہ وعدہ خلافی سے بچتے تھے، کسی کو شکایت کا موقعہ نہیں دیتے کسی وجہ سے تاخیر ہوتی، شرمسار ہوتے، وجہ بتاتے، معذرت کرتے تھے۔

قرض کی ادائیگی اور قرض داروں سے خاموشی :- تاجروں میں لین دین ہوتا ہے تجارت اس کے بغیر نہیں ہوتی ابامیاں کا ابتدائی دور نہایت خوشحالی کا دور تھا، پریس تھا، دکان تھی، نوکر چاکر تھے، آمدنی خوب تھی، بیٹیوں کی شادی دھوم دھام سے کی دولت ٹھکانے لگی، پریس چھوٹا، دکان اور کتابت سے گھر کا خرچ چلنے لگا، سیر چشم تھے، خرچ خوب کرتے تھے، جو سامان لیجاتا روپے دینے میں ہیرا پھیری کرتا نوبت قرض کی آگئی، ادائیگی جب ہو جب قرض داروں میں وہ لے لوٹ ہو گئے جن سے لیا تھا ان کی ادائیگی رہ گئی، دکان میں سامان گھٹنے لگا، آمدنی کم اور تنگ دستی بڑھنے لگی ۱۹۳۸ء میں مولانا محمود حسن خان ٹوکی کی مجمع المصنفین کی تدوین و ترتیب نو کے سلسلہ میں دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن گئے، تو مجھے دکان پر بٹھایا گیا، میں لا ابالی، نہ علم نہ تجربہ نہ ہر وقت کسی بڑے کی سرپر موجودگی، حافظ صاحب نگرانی کرتے تھے، لیکن ان کے اوقات مقرر تھے مجھے کھلی چھٹی مل گئی اس طرح دکان کی بربادی میں جو کمی رہ گئی تھی وہ میرے ہاتھوں پوری ہوئی، حیدر آباد میں سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ہر ایک کا قرض ادا کیا جن پر قرض تھا انہیں دو چار بار یاد دہانی کرائی، انہوں نے کچھ اثر نہ لیا، فرمایا ان کی نیت ادا کرنے کی نہیں، خاموشی اختیار کی تقاضا کرنا بھی چھوڑ دیا، اللہ مغفرت کرے کھا کر ہی مر گئے۔

تصوف و سلوک :- غالباً ۱۹۰۸ء میں سلسلہ نیاز یہ نظامیہ چشتیہ میں مولانا محمد ابراہیم روحی ٹوکی المتوفی

۱۳۵۲ھ بمطابق ۱۹۳۶ء سے بیعت ہوئے انہی سے منازل سلوک ملے کئے اور خرقہ خلافت سے سرفراز

ہوئے، (۱) انکساری و فروتنی اور اخفاء حال طبیعت میں بہت تھا کسی کو یہ بھی نہیں بتاتے تھے کہ وہ کسی سے بیعت میں یا کسی صاحب نسبت بزرگ کے خلیفہ و مجاز ہیں نہ کسی کو بیعت کرتے تھے، فرماتے تھے، تصوف کا حاصل، احکام شریعت کی بجا آوری کرتے رہنا اور کسی لمحہ یا دالہی سے غافل نہ رہنا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ بات کہنا آسان ہے اس پر عمل کرنا اسے نبھانا آسان نہیں، وہ اپنے معمولات کے بہت پابند تھے، نماز و خجگانہ مسجد میں جماعت سے ادا کرتے، جلد مسجد جاتے اور کوئی کام نہ ہوتا تو دیر سے آتے تھے، نماز بہت اطمینان سے پڑھتے تعدیل ارکان کا خیال رکھتے تھے، جے پور میں دکان پر ہوتے تو ظہر و عصر نواب صاحب کی حویلی کی مسجد میں پڑھتے مغرب کا وقت راستے میں ہو جاتا تو کسی بھی مسجد میں پڑھ لیتے، ورنہ عموماً مغرب و عشاء اور فجر منھیروں کی مسجد میں ادا کرتے تھے، تہجد کا بہت اہتمام فرماتے تھے، رات میں جلد سوتے اور آخر شب میں جلد اٹھتے تھے۔

حیدر آباد دکن میں صوفی صاحب سے شہرت کی وجہ :- اللہ کی شان ہے انہوں نے جتنا اخفاء حال چاہا اتنی ہی ان کی شہرت و قبولیت ہوئی ۱۹۴۰ء میں جب میں ابامیاء کے ہمراہ حیدر آباد دکن گیا تو معجم المصنفین کے دفتر میں ہر شخص کو انہیں صوفی صاحب قبلہ کے لقب سے یاد کرتے پایا یہ لقب میرے لئے اجنبی تھا، میں نے اپنے ہوش میں کبھی ابامیاء کو صوفی صاحب کہتے کسی کو نہیں سنا تھا کچھ دنوں بعد معلوم ہوا کہ یہ دارالشفاء (بلدیہ حیدر آباد) کی مسجد میں تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے، بجلی کڑکی یہ اس کی زد میں تھے، اس کے گرتے وقت یہ ذرا جگہ سے ہٹے منارہ مسجد کا کنارہ اسی جگہ آکر سجدہ ریز ہوا۔

توڑی واعظ نے اگر گردن مینا ناخ
مے پرستوں نے بھی مسجد کا منارہ توڑا
سچ ہے، جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے، ورنہ کبھی کے واصل بحق ہو گئے ہوتے صبح جب اس واقعہ کی شہرت ہوئی تو مولانا عبدالقدوس صاحب ہاشمی ندوی نے انہیں صوفی صاحب قبلہ کہنا شروع کیا پھر کیا تھا اس لقب سے مشہور ہو گئے۔

تر بیت :- ابامیاء کی تربیت کا انداز نہ الّا تھا۔ راست کم ہی سمجھتے جب موقع پاتے ایسا انداز اختیار

کرتے کہ بات بچے کے ذہن میں نقش ہو جاتی، کہیں دو میں تکرار ہوتی، ایک دوسرے کو برا بھلا کہتا ہوتا، فرماتے جو کسی کو برا بھلا کہتا ہے ویسا ہی سنتا ہے، جو گالی دیتا ہے گالی کھاتا ہے، ذوق نے کیا خوب کہا ہے۔

بدنہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

کبھی صائب کا مصرعہ پڑھتے۔

۔ ایں زر قلب بہر کس کہ وہی باز دہد

یہ کھوٹا سکے تو جسے دے گا وہ تجھے لوٹا دے گا۔

دکان پر سائل و فقیر آتا رہتا تھا میں جانتا تھا کہ یہ روز آتا ہے پیشہ ور فقیر ہے، کہتا بابا آگے بڑھو، کبھی

لہجہ بدل جاتا، فرماتے فقیر سے نرمی سے کہتے ہیں پھر آیت شریفہ پڑھتے۔

وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ جو مانگتا ہو اس کو نہ جھڑک۔

بچوں کی عادت ہوتی ہے، راہ چلتے جانور کو چھیڑتے مارتے ہیں، میں تھا ہی نالائق چھیڑ دیتا، فرماتے،

جانور کو نہیں ستاتے اور یہ شعر سناتے۔

چہ خوش گفت فردوسی پاک زاد کہ رحمت بر آں تربت پاک باد

میا زار مورے کہ دانہ کش است جاں دار دو جان شیریں خوش است

دیکھا گیا ہے بعض لوگوں کو بات بات پر غصہ آتا ہے، ذرا سی بات میں آپے سے باہر ہو جاتے ہیں،

حدود کا خیال نہیں رکھتے، کسی کو طیش میں دیکھتے تو شاہ ظفر کا یہ شعر پڑھتے۔

ظفر ہرگز آدمی نہ جانے گا ہو وہ کیسا ہی صاحب فہم و ذکا

جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

وہ فجر کے وقت مسجد جاتے ہمیں جگاتے، نماز پڑھو، ہم اٹھتے پھر پڑ جاتے نیند آتی سو جاتے، عشاء کی

نماز کے لئے اٹھاتے، فرماتے نماز پڑھ کر سو جاؤ، ایسی عادت ڈال گئے کہ فجر وعشاء بھولے سے بھی نہیں چھوٹتیں۔

وہ نہایت خاموشی و اطمینان سے لڑکوں کے رجحان طبع کو دیکھتے تھے ان کا میلان علم کی طرف پاتے تو اس راہ پر گامزن رہنے دیتے چنانچہ مولانا نعمانی کی علم سے دلچسپی دیکھی اور مطالعہ کا شوقین پایا کوئی مداخلت نہیں کی بلکہ ان کی معلومات کو سراہا جن کتابوں کی فرمائش کی انہیں مہیا کیں دلائل سے خصم کو قائل کرنے پر ان کی حوصلہ افزائی کی لیکن جس بیٹے کا رجحان طبع کھیل کود کی طرف دیکھا اس کا ماحول بدلا دینی علوم کے لئے جگر گوشوں کو دیس سے پردیس بھیجنے میں بھی تامل نہ کیا چنانچہ مجھ سے بڑے آغامیاں (مولانا عبدالعلیم ندویؒ) جنہیں کشتی و کبوتر بازی کا شوق تھا بے پور سے سورت ڈابھیل بھیجا، جب علم کا شوق ہو گیا، انہیں مولانا حیدر حسن خاں شیخ الحدیث ندوۃ العلماء المتوفی ۱۳۶۱ھ کی خدمت میں پہنچایا انہوں نے ندوۃ العلماء لکھنؤ میں پڑھا اس نسبت سے ندوی لکھتے ہیں۔

میں نرانکما، نالائق تھا گھر کے کم و بیش ہر فرد کی میرے بارے میں یہی رائے تھی، کہ یہ سرکش و نالائق ہے۔ اس لئے کہ میں کسی کی سنتا نہ تھا ہر ایک کے منہ آتا تھا، ایسے لڑکے کے بارے میں کب کوئی اچھی رائے رکھ سکتا ہے، اسے ہر شخص برا کہتا اور برا سمجھتا ہے، بقول ریاض میری یہ کیفیت تھی۔

ریاض ان کو چھیڑا ہے تم نے ہم نہ مانیں گے

وہ تم کو کوستے ہیں جب تمہارا نام آتا ہے

جب میری نالائقی و سرکشی کی داستان سنی اور دکان دیکھی، مجھ سے کچھ نہیں کہا، بس کہا تو یہ کہاتم میرے ساتھ حیدر آباد چلو، مجھے کب تامل تھا، یہ غالباً ۱۹۴۰ء کا واقعہ ہے، ہم بے پور سے حیدر آباد دکن کو چلے، سفر سقر بھی ہے اور ظفر بھی، یہ سفر میرے لئے سفر ہی کا نمونہ تھا، بقول میر۔

بس کے پہلے پہل کا تھا یہ سفر آفتیں ساری آپڑیں سر پر

یہ دوسری جنگ عظیم کا زمانہ تھا ریل گاڑی کے ڈبوں میں ریل پیل بہت ہوتی تھی، آدمی مورخ کی طرح بھرے ہوتے تھے، تل دھرنے کو جگہ نہ ہوتی تھی، جس ریل گاڑی میں ہمیں سوار ہونا تھا اس ریل

گاڑی کے ڈبوں میں فوج براجمان تھی اسے سکندر آباد (حیدر آباد دکن) اترنا تھا، جوں توں کر کے باپ بیٹے ڈبے میں گھس گئے، نہ لینے کی جگہ نہ بیٹھنے کا آرام، سفر لمبا مثل بے سولی پر بھی میندا آتی ہے، میں سہارے سے نیند بھر کر سو رہا مگر ابامیاں اللہ اللہ کرتے رہے اور اسٹیشنوں پر اتر کر نماز پڑھتے رہے انہیں میند نہ آتی تھی نہ آئی، وہ بے کل ہی رہے، قبر درویش براجان درویش اردو میں مثل بے سفر اور ستر میں ایک نقطہ کا فرق ہے، اس کی حقیقت اسی سفر میں کھلی لیکن۔

یہ سفر میرے لئے وسیلہ ہے ظفر کا۔

یہ سفر میری زندگی کا ایسا موڑ اور ایسا سفر ہے جہاں سے میں جہالت سے تو نہیں نکل سکا لیکن جہالت کا احساس ہوا، اور میرے علمی سفر کا آغاز سمجھئے، اسی منزل سے ہوا۔ جس کا اس وقت مجھے شعور بھی نہ تھا، کسی عربی شاعر نے خوب کہا ہے۔

اتانی هواها قبل أن أعرف الهوى فصادف قلبا فارغا فتملنا

اس محبوبہ (علم) کی محبت اس وقت آئی جب میں محبت کو پہچانتا نہ تھا۔ اس نے دل خالی پایا تو دل میں جم گئی۔
حیدر آباد پہنچے تو دارالاشرف، منزل میں اترے۔ یہ معجم المصنفین کا دفتر تھا، یہاں مجھے نورتن کا دربار ملا، نہایت شائستہ، مہذب، تعلیم یافتہ افراد کا مجمع دیکھا، کھانے کی نشست ہوتی، میر مجلس مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی ندوی ہوتے یہ بلا کے ذہین، سخن فہم، سخن سنج، فی البدیہہ شعر کہنے والے ہر موضوع پر بولنے والے شگفتہ قلم، شگفتہ مزاج، مولانا عبدالرحمن چشتی ٹوکی، مولانا نعمانی، محمد رمضان کاتب، ڈاکٹر میر معظم علی علوی، زکریا مائل، علمی نکتوں، لطیفوں، ادبی چٹکوں، سیاسی تبصروں سے مجلس باغ و بہار ہوتی تھی، اس ادارے میں نامور علماء ادباء و شعراء کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ماہر القادری یہاں آتے رہتے تھے بھائی صاحب کو گھیر گھار کر کبھی شطرنج ہینے لگتے تھے، اس زمانے میں محسوسات ماہر کی کتابت ابامیاں نے کی تھی۔

یہاں مجھے ابامیاں نے مولوی اسماعیل میرٹھی کی کتاب مکمل اردو پڑھائی، قرآن مجید پڑھایا، ایک ادھ بار کسی فاحش غلطی پر چٹکی بھی بھری تھی، یہ ابامیاں کی خفگی کی انتہا تھی، اللہ اکبر حدود شریعت کا کتنا لحاظ رکھتے تھے، پھر مدرسہ نظامیہ میں داخل کرایا۔

اس علمی مجلس نے مجھے شعر و سخن سے آشنا کیا میں کتب خانہ آصفیہ میں جاتا اور اردو شعراء کے دواوین نکلا کر پڑھتا تھا، شعر سے طبعی مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے شعر گوئی نہ کر سکا لیکن نامور شعراء کے نام و کلام سے واقف ہوا۔

معلوم نہیں ابامیاں کی فراست و دانائی تھی یا باطنی تصرف تھا کہ وہ سمجھ گئے اسے علم کا نشہ چڑھا ہے جو مرتے دم تک اترتا نہیں، ع یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے۔

انہوں نے ڈیڑھ دو سال بعد ۱۹۴۲ء میں مجھے بھائی جان (مولانا نعمانی) کے ساتھ گھر بھیجا، فرمایا نشی کرو، بڑے بھائی (آغا میاں) کے ایک دوست مولانا شریف الحسن صاحب شیر کوئی فاضل دیوبند جے پور میں سلاوٹوں کے محلہ میں قیام پذیر تھے، دارالعلوم دیوبند کی طرف سے سفیر بن کر آئے تھے چندہ جمع کر کے مدرسہ دیوبند بھیجتے تھے، اور پنجاب یونیورسٹی سے منشی کے امتحان کے طلبہ کو تیاری کراتے تھے، ان کے پاس مجھے بٹھایا گیا، انہوں نے چھ ہفتوں میں تیاری کرائی، چڑے کے بستہ بند کے پٹکے سے پٹائی کرتے تھے، گاہ بگاہ میری بھی ہوتی۔

ابامیاں کی دعا و توجہ نے علم کی محبت دل میں ایسی بٹھائی تھی کہ یہ سختی بھی جھیل گئے، امتحان دیا ۱۹۴۲ء میں بزرگوں کی دعا سے کامیاب ہوا۔ حوصلہ بڑھ گیا بھائیوں کی رائے ہوئی کہ اسے منشی فاضل کرایا جائے، یا انگریزی پڑھائی جائے، فوری طور پر منشی فاضل کی تیاری میں لگا، تھوڑے دنوں بعد ابامیاں حیدرآباد سے جے پور آ گئے، فرمایا عربی پڑھو، دینی تعلیم حاصل کرو، چنانچہ جہاں بڑوں نے پڑھا تھا، میں بھی وہیں پہنچا، مولانا قدیر بخش بدایونی سے مدرسہ تعلیم الاسلام میں کافیہ تک پڑھا تھا کہ ابامیاں نے بھائی جان (مولانا نعمانی) سے کہا اسے دیوبند بھیجو، یہ ندوۃ المصنفین کے رفیق تھے، لغات القرآن لکھ رہے تھے، انہوں نے حامد الانصاری غازی کو (جو قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے داماد تھے اور ندوۃ المصنفین چھوڑ کر دارالعلوم کے دفتر اہتمام سے وابستہ ہو گئے تھے، خط لکھا داخلہ ہو گیا)۔ یہاں چھ برس شوال ۱۳۶۳ء سے ۱۳۶۹ھ مئی ۱۹۴۹ء تک علوم دینیہ کی تکمیل کی یوں ابامیاں کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی بعد ازاں مولانا نعمانی کا ساتھ رہا اور ان کی تربیت و علمی صحبت نے نکھارا اور ان سے بھی فائدہ پہنچا، لیکن ابامیاں کی دعاؤں سے

علم کا چمکا ایسا لگا کہ میں اب تک تین مرتبہ دائیں آنکھ کا کورنیا cornea لندن جا کر تبدیل کرا چکا ہوں۔ لیکن پڑھنا لکھنا نہیں چھوٹا، دن بغیر مطالعہ نہیں گذرتا۔ اپنی جہالت کا احساس ہر لمحہ بڑھتا ہے اور علم کی جستجو رہتی ہے، جی نہیں بھرتا، رب زدنی علما۔ میرے رب میرا علم بڑھاتا رہ۔

ابامیاں نے ہر موڑ پر کچھ اس انداز سے تربیت و رہنمائی کی کہ ان کی مراد برآئی اور ہم علمی راستے سے نہ بھٹکے اس ڈگر پر چلتے رہے، یہ انہی کی نیکیوں کا صلہ ہے۔

اے باد صبا! میں ہمہ آوردہ تست

راج ہٹ، بالک ہٹ، تریا ہٹ، جوگی ہٹ، ایک مشہور مثل ہے، ان کی ضد کو طرح دیجاتے تھے، بھائیوں میں اختلاف ہونا خاص طور پر جہاں الفت و محبت ہوتی ہے اختلاف ہو جاتا ہے، پھر خدا نخواستہ مولویوں میں اختلاف ہوتا تو ہر طرف دلائل ہوتے ہیں، اور ہر ایک اپنے آپ کو برسر حق سمجھتا ہے، ایسا کوئی موقع آتا تو کسی کی جانبداری نہیں کرتے، دونوں کو سمجھاتے پھر خاموشی اختیار کرتے، انہوں نے زمانہ دیکھا تھا، سمجھتے تھے وقتی جوش ہے، جاتا رہے گا، حالات معاملات سلجھا دیئے، آگے چل کر دونوں کو پشیمانی ہوگی، ایسا ہی ہوتا ہے اور ایسا ہی ہوا۔

اخلاص و حسن عمل:۔ دین سے محبت اور علماء و صوفیاء کی صحبت نے ان کے قلب و نظر میں دین ایسا رچایا اور اس کی عظمت ایسی بٹھائی تھی، کہ وہ دینی تعلیم کی تحصیل اور اس کی خدمت و نشر علم کو حاصل زندگی سمجھتے تھے، ان کی دلی آرزو تھی، کہ میری ساری اولاد عالم بنے اور دین کی خدمت کرے ان کی کیفیت فقیہ شمس اللامہ ابو محمد عبدالعزیز حلوائی بخاری المتوفی ۴۵۶ھ کے باپ احمد بن نصر حلوائی کی سی تھی جو مٹھائی بیچ کر پیٹ نہیں بھرتے، علماء و فقہاء کو مٹھائی پیش کرتے ان سے دعا کی درخواست کرتے کہ میرا بیٹا بھی عالم و فقیہ بن جائے، چنانچہ ان کے اخلاص نیت و دعا کی برکت سے ان کے بیٹے کو شمس اللامہ کا اعزاز ملا اس نسبت سے یہ حلوائی مشہور ہوئے ورنہ یہ تو فقیہ تھے حلوائی نہ تھے۔

ابامیاں نے اس دور میں اولاد کو دینی علوم سے آراستہ کرانے کا فیصلہ کیا جب کہ کم و بیش ہر شخص اپنی اولاد کو انگریزی پڑھانے کا خواہش مند تھا۔

داغ نے کیا خوب کہا ہے۔

بعد مدت کے یہ اے داغ سمجھ میں آیا وہی دانا ہے، کہا جس نے نہ مانا دل کا
اس لئے عالم کیلئے مسجد کی امامت، یا کسی دینی مدرسہ کی ملازمت یا کہیں کی خطابت زندگی کی معراج
تھی، پھر عیش و آرام کو تنہا، سرکاری منصب و وجاہت کے دروازے اپنے اوپر بندھ رکھنا، یہ وہ کٹھن مراحل
تھے جن سے ہندوستان میں برطانوی سامراج میں ایک عالم کا گذرنا ناگزیر تھا ایسے ناسازگار حالات میں
ارباب عزیمت نے اپنی اولاد کے لئے یہ راستہ اختیار کیا، ان حوصلہ مند ارباب صدق و صفایاں ابامیاں بھی
تھے، یہ ان کا اخلاص و حسن عمل تھا کہ ان کے اس اقدام سے اپنوں اور غیروں سب کو فائدہ پہنچا جب تک ان
کی آنکھوں میں دم اور ہاتھ میں قلم رہا اولاد پر خرچ کیا کتا میں نقل کر کے دیں۔ جب آنکھیں پڑھنے لکھنے
کے لائق نہ رہیں، گھر بیٹھ رہے، اپنے توکل و اخلاص کو کبھی مجروح نہیں کیا، انہیں زندگی میں اگر کسی امر کا
افسوس رہا تو اس امر کا رہا کہ وہ اپنے دو چھوٹے بیٹوں محمد عبدالعظیم عرف مظفر لطیف اور محمد عبدالرحمن عرف
غفسر میاں کو عالم نہ بنا سکے، لیکن نَبِیُّ الْمُؤْمِنِ خیر من عملہ، مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے، ان
کا ارادہ انہیں بھی عالم بنانے کا تھا لیکن انہیں موقع نہ مل سکا اس لئے ان کا اجر کہیں نہیں گیا (مظفر لطیف تو اللہ
کو پیارے ہو گئے، غفسر میاں ان شاء اللہ دینی علوم کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں الرحیم اکیڈمی کے
نام سے ان کا ایک اشاعتی ادارہ ہے جس سے سینکڑوں نادر علمی تصانیف شائع کر کے اہل علم میں قبول عام
حاصل کر رہے ہیں)۔

یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ انہوں نے اپنی زندگی میں دیکھا کہ ان کا سب سے بڑا بیٹا مدرس، مصنف
اور وقت کا نامور عالم بنا، جس کی تصنیفی و تدریسی خدمات سے علمی دنیا کو فائدہ پہنچا، جس نے اردو عربی
میں نہایت مفید تالیفات کیں، بعض اہم علمی گتھیوں کو سلجھایا، تاریخی حقائق سے پردہ اٹھایا، ہندوستان اور
اسلامی دنیا کے نامور اہل علم شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی، مفتی مہدی حسن شاہ جہانپوری، عبد
القاح ابو نعہ نے ان کی تحقیقات سے فائدہ اٹھایا اور ان کی علمی تحقیقات سے بیرونی دنیا کو روشناس کرایا۔
اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد میں سب کو صاحب اولاد کیا ان کا سلسلہ بہت پھیلا، ان کی اولاد کے علوم

میں بھی برکت رکھی، انہیں اہم موضوعات پر لکھنے اور نئی تحقیقات پیش کرنے کی توفیق بخشی، ان کے پوتا پوتیوں نواسے نواسیوں کی اولاد میں بہت حافظ ہیں، ایسے خوش نصیب خانوادے ہندوستان و پاکستان میں انگلیوں پر شمار کئے جاسکتے ہیں اور پھر ان کی اولادوں میں یہ سلسلہ جاری ہے اس میں عالم بھی بن رہے ہیں، اور جدید علوم سے بھی بہرہ ور ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس میں مزید اضافہ فرمائے۔ (آمین)

کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا
ایک بات سہری، جیسے ایک درخت سہرا، اس کی جڑ
ثابت و فرعہا فی السماء توءتی
مضبوط ہے، اور ٹہنی آسمان میں لاتا ہے پھل دیتا ہے
اکلہا کل حین باذن ربہا
وقت پر اپنے رب کے حکم سے۔

(آیت ۲۴/۲۵ سورۃ ابراہیم)

ان کا حسن عمل اس امر کا مصداق ہے، ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء واللہ واسع علیم
(آیت ۵۴ سورۃ مائدۃ) یہ اس کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اللہ وسیع ذرائع کا مالک ہے اور سب
کچھ جانتا ہے۔

زندگی میں تین کام :- ان کے اوقات زندگی بہت منضبط تھے وہ وقت ضائع کرنا نہیں جانتے
تھے، زندگی میں ان کے تین ہی کام تھے، ۱۔ دکان پر سوداگری، ۲۔ کتابت، ۳۔ اور اللہ اللہ کرنا، فضول کاموں
سے بچتے، بے کار باتوں سے گریز کرتے تھے، دکان پر ہر قسم کے لوگ آتے رہتے تھے، ایک بار بعض کیمیا
کے شوقین اور مہوس بھی آئے، انہوں نے سونا بنانے کے نسخے بتائے یقین تو نہ آیا لیکن ان کے کہنے سے دو
چار نسخے آزمائے، کامیابی کے آثار نہ پائے، چھوڑ دیا فرماتے تھے۔

حرص و طمع سہ حرف دار و ہر سہ تہی، حرص و طمع میں تین حرف ہیں، اور تینوں نقطوں سے خالی ہیں، حرص
و طمع سے کبھی کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

جوانی میں پان کھاتے اور حقہ پیتے تھے، فرماتے تھے دانت پان کھانے سے جلدی گرے، گورے
چٹے تھے، پان ان پر خوب کھلتا تھا، بدن سڈول تھا، شیروانی کرتا پہنتے خوب بتا تھا چلتے تیز تھے اور ان کی
زبان ذکر اللہ سے تر رہتی تھی۔

اہلیہ کا انتقال:۔ اماں بی بہت نیک خدمت گزار و خدا رسیدہ خاتون تھیں بھری گود خالی ہو جاتی، جوان بیٹی مرجاتی، ان کے صبر کا دامن نہیں چھوٹتا ہر حال میں شاکر رہتی، چولھے ہانڈی اور گھر کے کام کاج کر کے نماز روزہ کرتی تھیں اس میں ان کی زندگی پوری ہو گئی، ۱۹۴۹ء کے آخر میں جب دیوبند سے آیا تو دیکھا بیماری سے سوکھ کر کاٹا ہو گئی تھیں، تھوڑے دنوں میں حالت غیر ہو گئی جانگی کے وقت سر ہانے بیٹھے سورہ یسین سنار ہاتھا۔ جب میں آیت شریفہ ”سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبِّ الرَّحِيمِ“ ترجمہ رب رحیم کی طرف سے ان کو سلام کہا گیا ہے، پر پہنچا روح نفس عصری سے پرواز کر گئی، یہی ان کے حسن خاتمہ کی دلیل ہے ان کی قبولیت کا اندازہ حسب ذیل واقعہ سے کیا جاسکتا ہے۔

ایک مرتبہ بستی نظام الدین (دہلی) سے تبلیغی جماعت جے پور آئی اس نے ہمارے چوک میں تقریر کی میواتیوں کی تقریر بہت سادہ دل پذیر ہوتی ہے وہ دل سے نکلتی اور دل میں اترتی ہے۔
اماں بی ان کی تقریر سے متاثر ہوئیں ان کے منہ سے بیساختہ نکلا اے اللہ جب مروں یہ نیک بندے میری نماز جنازہ پڑھیں مجھے کندھا دیں۔

عجیب حسن اتفاق ہے ۱۹۴۹ء میں جب انتقال ہوا۔ وہی تبلیغی جماعت ہندوستان سے آکر مکی مسجد کراچی میں ٹھہری ہوئی تھی، انہیں اطلاع کی گئی، نماز جنازہ و تدفین میں شریک رہی میوہ شاہ قبرستان کراچی کے دھوبی گھاٹ کی طرف قبرستان میں انہیں دفن کیا گیا تھا، اللہ کی شان ہے آج مزار کا نام و نشان بھی نہیں ہے، جس جگہ دفن کیا گیا تھا، وہاں مکان تعمیر ہو چکا ہے۔

کل من علیہا فان ویبقی وجہہ
ربک ذوالجلال والاکرام
(سورہ الرحمن آیت ۲۷)

ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی
ہے اور صرف تیرے رب جلیل و کریم
ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

بر مزار ماغریباں نے چراغاں نہ گلے

نے پر پروانہ سوز دے صدائے بلبلے

بے گناہوں کی اسی کوچہ میں مٹی ہے خراب

دادخواہوں کو یہاں زیست سے ملتا ہے جواب

وفات :- ابامیاں ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۳ھ کو میری سب سے بڑی ہمیشہ عائشہ آپا سے ملنے بہار کالونی گئے شام ہو گئی انہوں نے کھانے پر اصرار کیا کھانا تناول کیا، رات گئے پی اینڈ ٹی کالونی آئے طبیعت خراب ہوئی علاج کے لئے عرض کیا گیا، آمادگی ظاہر نہ فرمائی، لیٹے رہے ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۵۴ء کو جب کاروان عمر غالباً اٹھترویں منزل طے کر رہا تھا، قبیل مغرب حالت بگڑی اور روح قفسِ عصری سے پرواز کر گئی۔

ابامیاں ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۳ء تک شو مارکیٹ لارنس روڈ پر لکشمی نواس مینشن میں قیام رہا تھا، قریب ہی گاڑی احاطہ میں ایک چھوٹی سی مسجد الانہ تھی پھر وہ دوبارہ کئی منزلہ بنائی گئی اس مسجد میں چنگانہ نمازیں جماعت سے پڑھتے تھے، امام و موزن اور پابندی سے مسجد میں آنے والے نمازی انہیں جانتے تھے، اس مسجد میں ایک مجذوب بھی پانچ وقت کی نماز جماعت سے پڑھتا تھا، اس کا جذب بھی عجیب تھا ہمہ وقت طاری رہتا تھا، جو کہتا تھا وہ سمجھ میں نہیں آتا تھا، لیکن امام کی تکبیر تحریمہ پر اس کا جذب ختم ہوتا اور سلام امام کے بعد اس کا جذب شروع ہو جاتا تھا نماز جنازہ سے قبل دیکھا کہ امام و موزن اور مقتدی اور یہ مجذوب، پی اینڈ ٹی میں جہاں جنازہ تیار تھا، آئے نماز جنازہ میں شرکت کی گزری کے قبرستان میں تدفین تک شریک رہے مگر اس عرصہ میں اس مجذوب پر خاموشی طاری رہی بعد تدفین اس کا جذب پھر عود کر آیا، اور ایک ہی رٹ زبان پر جاری تھی، کامیاب گیا کامیاب گیا گزری کے پہاڑی قبرستان میں ایک چھوٹی سی پہاڑی پر دفن کئے گئے، قبر پر نہ کوئی لوح ہے اور نہ کتبہ لیکن مزار آج تک محفوظ ہے۔ (۱)

(۱) گورکن بھی صاحب قبر کا منتظر تھا، پوچھا گیا کس کا انتظار ہے، کہنے لگا کہ مجھے ایک عرصہ دراز گزارا کہ میں یہاں قبریں کھودتا ہوں یہ سارا پہاڑی علاقہ ہے، یہاں کی زمین انتہائی سنگلاخ پھریلی ہے اور بہت دیر میں ایک قبر کھد کر تیار ہوتی ہے لیکن اس قبر کو جب میں نے کھودا، شروع کیا تو بغیر کسی زحمت کے کھودتا چلا گیا، اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا مٹی از خود اوپر آ رہی ہے۔ اس لئے میں بھی صاحب قبر کا چہرہ دیکھنا

چاہتا ہوں۔ اللھم اغفرلہ و ارحمہ و انت خیر الراحمین۔ غفر عنہ

کتب خانہ واساتذہ فن کی مشقوں اور وصلیوں کا ذخیرہ:- انہوں نے اپنی اولاد کو عالم ہی نہیں بنایا ان کی علمی سرگرمیوں کی بقاء و ترقی کے لئے ناسازگار حالات میں بھی اردو عربی و فارسی کی نادر و اہم کتابیں فراہم کیں، بعض قلمی نسخے خریدے، بعض کتابیں خود نقل کر کے ان کے علمی تشنگی کو دور کیا چنانچہ موصوف نے توضیح الافکار لمعانی تنقیح الانظار مؤلف محمد بن اسماعیل الامیر المتوفی ۱۱۸۲ھ کے آخر میں لکھا ہے کہ یہ نسخہ اپنے بیٹے محمد عبدالرشید کے لئے نقل کیا ہے۔

خود چونکہ خوشنویس، ناشر و صاحب مطبع تھے، ذوق علمی و نظر وسیع تھی، اس لئے بہترین مطبعوں اور نامور خوشنویسوں کی لکھی ہوئی، اچھے کاغذ پر چھپی ہوئی کتابیں جمع کی تھیں، ہندوستان کے قدیم و مشہور ترین مطابع میں مصطفیٰ خان بن روشن خان حنفی کے مطبع مصطفائی، لکھنؤ اور ان کے برادر خور و عبدالرحمن خان کے مطبع نظامی کانپور کی مطبوعات کونشی نولکشور کی مطبوعات کے مقابلہ میں زیادہ پسند کرتے تھے، آگرہ کے مطابع میں مفید عام پریس آگرہ کی مطبوعات کی تعریف کرتے تھے، جس کے متعلق کسی شاعر نے کہا ہے۔

مفید عام پریس آگرہ کا اچھا ہے کہ ہند میں چھپائی کا یاں شہرہ ہے۔

رعد پریس کانپور کی چھپی ہوئی کتابوں کے بھی دلدادہ تھے، دلی کے قدیم مطابع میں مطبع العلوم دہلی، مطبع اموجان اور عبدالاحد کے مطبع مجبائی کی شائع کی ہوئی کتابوں کی قدر کرتے تھے، مطبع مجبائی میرٹھ کی شائع شدہ کتابوں کو دل سے چاہتے تھے، اس لئے کہ ان کے یہاں اچھے کاتب اور نامور خوشنویس کاپی لکھتے تھے، تصحیح کا بھی اہتمام کیا جاتا تھا، کاغذ، چھپائی اور سرورق قابل دید ہوتا تھا، ایسی کتابیں کیوں مرغوب خاطر نہ ہوں۔

کتاب ایسی نہ کیوں ہو دل کو مرغوب خط نسخ اچھا تو نستعلیق تھا خوب

یہ ذخیرہ کتب کم و بیش ہر فن کی کتابوں پر مشتمل تھا، اور اتنا زیادہ ذخیرہ تھا کہ میں نے بے پور میں کسی کے یہاں ذاتی ذخائر کتب میں نہیں دیکھا یہ کتب خانہ مولانا نعمانی کے تصرف میں رہا اور صحیح معنی میں انہوں نے اس سے فائدہ اٹھایا، آنکھیں بنوانے کے بعد ابامیاں جب لکھنے پڑھنے کے لائق نہیں رہے کسی

سے کچھ نہیں کہا، نہایت خاموشی سے گھر بیٹھ رہے، مظفر میاں سے چھوٹا موٹا دھندہ کرایا وہی ان کی روزی کا حیلہ ہو گیا، یہ اس کی سعادت مندی تھی کہ یہ ان کی خدمت کرتا رہا انہوں نے ساری عمر کھلایا تھا وہ بہت غیرت مند تھے ان کی طبیعت پر اس کی یہ خدمت بھی گراں تھی۔
بقول ناسخ ان کی یہ حالت تھی۔

وہ تو کیا مرتا ہے بس غیرت سے مرا جاتا ہوں میں۔

آخری ایام میں ان کے پاس نقد کچھ نہ تھا مکان و سامان بے پور میں رہ گیا تھا، یہاں ایک کتب خانہ اور اساتذہ فن خوشنویسوں کی وصلیوں اور مشقوں کا نادر ذخیرہ ہی عمر بھر کا سرمایہ تھا، بڑے لڑکے سب عالم اور برسر کار تھے گو آمدنی زیادہ نہ تھی لیکن ان کی گذر بسر ہوتی تھی، وہ سمجھتے تھے کہ انہوں نے اپنے ذوق کے مطابق کتابوں کا کچھ نہ کچھ ذخیرہ کیا ہے، ان کا ذوق علمی ہے یہ احتیاج کے مطابق آج نہیں کل کتب خانہ بنالیں گے اب انہیں ان کتابوں کی چنداں احتیاج نہیں، (الحمد للہ آج ہر ایک کے پاس اپنی ضروریات کے مطابق نہایت عمدہ کتب خانہ موجود ہے) انہوں نے اپنا سارا علمی ذخیرہ مظفر میاں کو دے دیا، یہ علم سے محروم رہا ہے، تو ان کے علمی سرمایہ سے کیوں محروم رہے، اس نے خدمت کی اس کا صلہ بھی انہوں نے اسے اپنی زندگی میں دے دیا، اس نے رفتہ رفتہ پورا ذخیرہ فروخت کر دیا جس کی بیشتر کتابیں آج نیشنل لائبریری کراچی میں موجود ہیں اور وصلیاں و قطعات نیشنل میوزیم کراچی کی زینت ہیں۔ (۱)

اولاد و احفاد:- ابامیاں کے پہلے چار لڑکیاں ہوئیں، اور پانچ لڑکے اور درمیان کے اللہ کو پیارے ہو گئے سب سے بڑی عائشہ آپا، دوسری حاجرہ آپا تیسری قریشی آپا اور چوتھی رقیہ آپا تھی محمد عبدالرشید نعمانی موصوف میرے بڑے بھائی ہیں۔ ۱۸/ ذی القعدہ ۱۳۳۲ھ بمطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۱۵ء میں محلہ بسا طیان میں پیدا ہوئے، میں نے انہیں شیروانی پہنے اور عربی کی موٹی موٹی کتابیں اٹھائے مدرسہ تعلیم الاسلام جاتے دیکھا ہے ان کے سرہانے کتابوں کی الماری اور صندوق رکھے ہوئے تھے، انہیں جب دیکھا کتاب پڑھتے اور کتابیں الٹ پلٹ کرتے جھاڑتے دیکھا کھانا کھا کر بستر پر جاتے تو بھی سرہانے سے کتاب اٹھاتے اور

(۱) مظفر بھائی کے بقول کچھ وصلیاں لاہور میوزیم میں منتقل ہو گئی ہیں۔

لیٹے لیٹے کتاب پڑھتے رہتے، جب نیند کا غلبہ ہوتا کتاب تکیہ کے پاس رکھتے اور سو رہتے، میں نے اپنے خاندان میں ان سے زیادہ پڑھنے کا شوقین اور کتابوں کا رسیا نہیں دیکھا۔

اس دور میں انہیں اسماعیل بن اسحاق القاضی المتوفی ۲۸۲ھ کا مثیل پایا، جس کے متعلق ابوہفان عبداللہ بن احمد المتوفی ۲۵۷ھ کا بیان ہے۔

اما اسماعیل بن اسحاق فانی ما دخلت الیہ
الا رأیتہ ینظر فی کتاب او یقلب
کتبا ویقضہا۔
لیکن اسماعیل بن اسحاق کے پاس جب
بھی میں آیا انہیں کتاب دیکھتے یا کتابیں
الٹتے پلٹتے یا جھاڑتے دیکھا۔

ہر وقت ان کے منہ سے کتاب لگی رہتی تھی چنانچہ نو عمری میں آنکھوں پر زور پڑا اور ان کے عینک چڑھی، ساری عمر لکھا پڑھا اور پڑھایا اس لئے انہیں اصلاح کی کبھی حاجت نہیں ہوئی، اردو عربی دونوں زبانیں خوب لکھتے تھے مطالعہ نہایت وسیع تھا، جس موضوع پر قلم اٹھاتے تھے، خوب داد تحقیق دیتے تھے ۱۹۳۳ء میں مولوی فاضل ۱۹۳۴ء میں منشی فاضل کیا، لیکن ان امتحانات سے انہیں کوئی دلچسپی نہ تھی، ۱۹۳۴ء میں ندوۃ العلماء لکھنؤ میں رہ کر شیخ الحدیث مولانا حیدر حسن خان سے ترمذی پڑھی اور خصوصی استفادہ کیا جوانی ۱۹۳۷ء میں کمانے کا خیال ہوا تو گھر میں نہ کہا کہ اجازت نہ ملتی بریلی کا رستہ لیا۔ مجھے یاد ہے سہ پہر سے گھر میں کھسر پھسر ہونے لگی، آپابی (میری خالہ) حافظ جی ابا، ابامیاں اور اماں بی کی نیندیں اڑ گئیں، پڑھے لکھے تھے، ہشیاری کی، اسٹیشن سے خط ڈاک میں ڈالا کہ میں بریلی مولانا یسین کے مدرسہ میں جا رہا ہوں دوسرے دن خط ملا تو دھوم مچی کہ بریلی گئے ہیں۔

۱۳۵۷ھ بمطابق ۱۹۳۸ء دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن میں دفتر مجمع المصنفین سے وابستہ ہوئے اور چار برس اس میں کام کیا ۱۹۴۰ء میں شادی ہوئی ۱۹۴۲ء کے اواخر میں ندوۃ المصنفین دہلی میں لغات القرآن لکھنا شروع کی ۱۹۴۵ء کے اواخر میں ایک سال تبلیغ کے سلسلے میں بستی نظام الدین میں قیام رہا اگست ۱۹۴۲ء میں جے پور آگئے اور یہیں لغات القرآن لکھتے رہے غالباً اکتوبر ۱۹۴۷ء میں کراچی پاکستان آئے، یہاں مولانا محمد صادق صاحب سندھی المتوفی ۱۹۵۳ء کے مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کے کتب خانہ کی

نہرست مرتب کی ۱۹۴۹ء میں دارالعلوم ٹنڈوالہار سے وابستہ ہو گئے اور یہاں ۱۹۵۰ء تک تدریسی خدمات انجام دیں، ۱۹۵۵ء میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے مدرسہ اسلامیہ (جامعۃ العلوم الاسلامیہ) میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے ۱۹۶۲ء میں یہاں سے ماہنامہ رسالہ مینات نکالا ۱۹۶۳ء میں الجامعۃ الاسلامیہ بہاولپور کی یونیورسٹی بننے کے بعد نائب شیخ الحدیث کی حیثیت سے ان کا تقرر ہوا۔ آخر میں شیخ التفسیر اور صدر شعبہ ہو کر ۱۶ ستمبر ۱۹۷۶ء میں اس منصب سے سبکدوش ہوئے، پھر مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے مدرسہ سے وابستہ ہو گئے اب یہاں تخصص کے طلبہ کے نگران اعلیٰ کے فرائض انجام دیتے رہے اور تحقیقی مقالات کی نگراں رہے، اور تین بار حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے پہلی مرتبہ پھر ۱۹۷۹ء میں اہلیہ کے ہمراہ حج کیا۔ ۱۹۴۵ء میں حضرت شاہ عبدالقادر رانی پوریؒ سے بیعت ہوئے، سلوک و ارشاد کا سلسلہ بھی موصوف سے قائم ہے، ان کی وجہ سے خاندان میں بدعات و رسوم کا خاتمہ ہوا عقائد درست ہوئے، جے پور میں تبلیغ کا کام شروع ہوا تدریسی خدمات کی وجہ سے پاکستان میں ان کے تلامذہ کا ایک وسیع سلسلہ پایا جاتا ہے۔ علمی و تحقیقی خدمات نہایت وسیع و متنوع ہیں، اس دور میں موصوف سلف کی یادگار تھے، میرے مربی و محسن اور استاد و باپ کی جگہ تھے، بعض علوم اصول حدیث و رجال حدیث، طبقات حنفیہ میں ان کی نظیر پاکستان میں مشکل ہی سے مل سکے گی، اللہ تعالیٰ نے موصوف کی ذات سے امت کو زیادہ فائدہ پہنچایا۔

اولاد :- دو لڑکے محمد عبدالمعید و محمد عبدالشہید اور تین لڑکیاں امۃ الرحمن، امۃ اللہ اور امۃ الرحیم ہیں محمد عبدالمعید نے ۱۹۶۹ء میں عین شباب کے عالم میں انتقال کیا بہت ہی نیک باادب ماں باپ کا خدمت گزار صالح اور سخی تھا، سب سے چھوٹی بیٹی امۃ الرحیم کا بھی جوانی میں انتقال ہوا۔

عبدالشہید سلمہ کراچی میں پیدا ہوا، قرآن مجید حفظ کیا درجہ رابع تک نیوٹاؤن کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کی، بھائی صاحب کے بہاولپور منتقل ہونے کے بعد مفتی فاروق رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں پڑھا پھر شاہ ولی اللہ کالج منصورہ سے امتیازی درجات کے ساتھ مولوی، مولوی عالم اور مولوی فاضل کے امتحانات پاس کئے۔

کراچی یونیورسٹی کے شعبہ عربی سے بی۔ اے آنرز اور ایم۔ اے امتیاز کے ساتھ کیا بعد میں اسی

شعبہ سے پی۔ ایچ۔ ڈی کیا اور جامعۃ الریاض سعودی عرب سے الدبلوم العالی حاصل کیا ۱۹۷۳ء سے کراچی یونیورسٹی کے شعبہ عربی میں تدریس سے وابستہ ہے متعدد مرتبہ صدر شعبہ کے فرائض انجام دیئے ہیں۔ متعدد کتابوں کے مؤلف ہیں اور شیخ زاید اسلامک سینٹر کے ڈائریکٹر بھی رہے ہیں اب موصوف ڈین فیکلٹی آف آرٹس کراچی یونیورسٹی کے عہدہ پرفائز ہیں حضرت نفیس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز و خلیفہ ہیں۔ (۱)

مولانا نعمانی کی دو صاحبزادیاں امۃ الرحیم اور امۃ اللہ بھی حافظ قرآن ہیں امۃ الرحیم مرحومہ نے کینیڈا میں متعدد بچوں کو قرآن مجید پڑھایا امۃ اللہ بھی امریکہ کے شہر بفیلو میں ڈاکٹر اسماعیل کے قائم کردہ دینی مدرسہ میں فی سبیل اللہ قرآن مجید پڑھاتی ہے۔

بھائی صاحب کے دامادوں میں ڈاکٹر محمد احمد قرپی۔ ایچ۔ ڈی اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل ہیں رابطہ عالم اسلامی میں اعلیٰ عہدوں پرفائز رہے ہیں اور ایک عرصہ سے مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں ان کا ایک بیٹا عبد القادر قرپی۔ ایچ۔ ڈی ہے۔

دیگر دامادوں میں ضیاء خورشید چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ ہیں اور پروفیسر شمیم احمد فلسفہ نفسیات اور اسلامیات میں ایم۔ اے ہیں اور کیڈٹ کالج پٹارو سے صدر شعبہ اسلامیات کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔ اس وقت بفیلو کے دینی مدرسہ میں استاد اور مہتمم کتب خانہ ہیں ڈاکٹر اسماعیل صاحب سے ان کو اجازت بیعت بھی حاصل ہے۔

تالیفات :- (۱) اردو میں لغات القرآن۔ (۲) امام ابن ماجہ اور علم حدیث۔ (۳) یزید کی شخصیت اہل سنت کی نظر میں۔ (۴) شہداء کربلا پر افتراء۔ (۵) قصاص عثمانؓ اور حضرت علیؓ۔ (۶) ناصیت تحقیق

(۱) محمد عبدالشہید کی تین لڑکیاں اور چار لڑکے ہیں ماشاء اللہ لڑکے لڑکیاں سب حافظ ہیں تینوں لڑکیاں مدرسہ عائشہ صدیقہ للبنات کی فاضلہ ہیں۔ سب سے چھوٹی لڑکی مدرسہ میں بھی ہے لڑکوں میں سب سے بڑا عبدالحمید نیل شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی میں لیکچرار ہے عبدالجید بلال کراچی یونیورسٹی میں امام و خطیب ہے عبدالوحید حارث نے انگلش میں ڈبل ایم۔ اے اور اسلامیات میں ایم۔ اے کیا ہے قرآن مجید بہت عمدہ پڑھتا ہے، انگریزی کا بہترین شاعر ہے اس وقت فاسٹ یونیورسٹی میں انگریزی کا استاد ہے سب سے چھوٹا عبدالعزیز کر رہا ہے اور ایک دینی مدرسہ میں زیر تعلیم ہے۔ (غفر عنہ)

کے بھیس میں۔ (۷) تبصرہ بر المدخل فی اصول الحدیث، للحاکم النیشاپوری۔ (۱) عربی میں،
ما تمس الیہ الحاجہ لمن یطالع سنن ابن ماجہ (اب یہ کتاب بیروت سے الامام ابن ماجہ و
کتابہ السنن کے نام سے شیخ عبدالفتاح ابوعدہ کی تحقیقات کے ساتھ شائع ہوئی ہے)، مکانة الامام
ابی حنیفہ فی الحدیث، مقدمہ کتاب التعلیم تالیف امام مسعود بن شیبہ سندھی پر عربی مقدمہ و تعلیقات،
در اسات الیب فی الاسوۃ الحسنیہ بالحبیب تالیف ملا معین سندھی، ذب ذبا بات
الدراسات عن المذاهب الاربعۃ المتناسبات تالیف مخدوم عبداللطیف سندھی۔

محمد عبدالعلیم ندوی عرف آغا میاں :- موصوف میرے بڑے بھائی ہیں ۷ دسمبر ۱۹۱۹ء
میں پیدا ہوئے لڑکپن سے انہیں کشتی و کبوتر بازی کا شوق رہا ہے، ابا میاں نے انہیں سورت ڈابھیل بھیجا
، جب علم سے لگاؤ ہوا تو ندوۃ العلماء لکھنؤ میں شیخ الحدیث مولانا حیدر حسن خان ٹوکی کی خدمت میں پہنچایا
ان کی زیر تربیت رہ کر ندوۃ العلماء میں پڑھا اسی نسبت سے ندوی لکھتے ہیں ۱۹۴۰ء میں اور ٹیل کالج لاہور
سے مولوی فاضل کیا ۱۹۴۱ء میں دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن میں دفتر معجم المصنفین میں کام کیا
۱۹۴۲ء میں شادی کی، اور جے پور میں جواہرات کا بیوپار کیا ۱۹۴۹ء میں کراچی آئے، یہاں ایک اسکول میں
پڑھایا، اور ابن الجزری کی کتاب الحصن الحصین کا قول متین کے نام سے اردو میں ترجمہ و شرح جسے
ماصح المطابع نور محمد کارخانہ تجارت کتب نے شائع کیا، میں موصوف حیدر آباد سندھ منتقل ہو گئے، لطیف آباد
میں قیام کیا۔ تاریخ انتقال ۲۹ ستمبر ۱۹۸۷ء۔

ان کے چھ لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں، سب سے بڑا لڑکا محمد عبدالحمید ہے اس نے اردو ادب میں
پی۔ ایچ۔ ڈی کیا، ہمارے خاندان میں اردو ادب میں یہ پہلا پی۔ ایچ۔ ڈی ہے کراچی میں سندھ مسلم کالج
میں لیکچرار رہا اور مختلف مراتب پر فائز ہو کر ریٹائر ہوا اس نے حیدر آباد سندھ سے ایک اردو ماہنامہ نکالا تھا جو
(۱) یہ سب کتابیں الحمد للہ الرحیم اکیڈمی سے شائع ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ الامام ابن ماجہ و کتابہ السنن تالیف نعمانی کو شیخ عبدالفتاح ابوعدہ نے
اپنے مقدمہ و تحقیق کے ساتھ بیروت سے شائع کیا، یہ بھی عکسی الرحیم اکیڈمی کراچی سے شائع ہو گئی ہے، علاوہ ازیں مکانة الامام ابی حنیفہ
فی الحدیث بھی شیخ عبدالفتاح ابوعدہ کی تحقیق کے اور مصنف کے مزید اضافہ کے ساتھ الرحیم اکیڈمی سے شائع ہو گئی ہے، اور مقالات
محدث نعمانی بھی ان شاء اللہ عنقریب شائع ہو جائیں گے۔ غفر عنہ

اس کے ادبی ذوق کا آئینہ دار ہے اس کے دو تین شمارے ہی شائع ہوئے بس اور ان کی ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہے اور یہ دونوں امریکہ میں مقیم ہیں۔

محمد عبدالودود:- جے پور میں ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ بمطابق ۱۵ مئی ۱۹۴۷ء کو پیدا ہوا۔ حافظ قرآن ہے اس نے ایم۔ اے کیا اور بینک میں آفسر ہے ۱۹۸۰ء میں شادی ہوئی اس کی دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔

محمد عبدالوارث:- یہ بھی حافظ ہے۔ اس نے بی۔ کام کیا بینک میں ملازم ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد جرمنی چلا گیا وہیں شادی کی اور آباد ہو گیا۔

محمد عبدالمنغیث:- ۱۰ جنوری ۱۹۶۰ء کو پیدا ہوئے۔ حافظ ہے ایم۔ بی۔ بی ایس ڈاکٹر ہے آغا بھائی نے لڑکوں کی اس طرح تربیت کی ہے کہ عبدالودود نے مڈل کے ساتھ حفظ کی بھی تکمیل کر لی۔ عبدالوارث اور عبدالمنغیث نے جس سال میٹرک کیا اس سال قرآن مجید بھی پورا حفظ کیا۔ خاندان میں یہ امتیاز انہی کے لڑکوں کو حاصل ہے۔ لڑکیوں میں بڑی لڑکی عذرا نے بی۔ اے کیا ہے نظام الدین سے اس کی شادی ہوئی ہے اور صاحب اولاد ہے۔

محمد عبدالحکیم عرف اچھے میاں:- ۶ اپریل ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوا، ابتداء میں حافظ جی ابا نے قرآن مجید کے ابتدائی تین پارے یاد کرائے ۱۹۳۶ء میں دکان سنبھالی اور تجارت کی، ۱۹۴۰ء میں حیدر آباد دکن چلا گیا غالباً ۱۹۴۱ء میں مدرسہ نظامیہ حیدر آباد میں پڑھنے کے لئے بٹھایا گیا ۱۹۴۲ء میں حیدر آباد سے جے پور آیا ۱۹۴۲ء میں منشی کیا پھر مدرسہ تعلیم الاسلام میں عربی پڑھی شوال ۱۳۶۳ھ ستمبر ۱۹۴۳ء میں دارالعلوم دیوبند بھیجا گیا یہاں پڑھتا رہا ۱۹۴۷ء میں کراچی آ گیا ۱۲ ستمبر ۱۹۴۸ء میں دارالعلوم دیوبند گیا اور موقوف علیہ اور دورہ کیا شعبان ۱۳۶۳ھ مئی ۱۹۴۹ء میں کراچی آیا۔ ریڈیو پاکستان کراچی میں مولانا احتشام الحق تھانویؒ کے یہاں تفسیر قرآن میں معاون کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔

کچھ عرصہ آل پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی میں ریسرچ اسٹنٹ کی حیثیت سے کام کیا۔ پھر ۱۹۵۵ء میں لیاقت نیشنل لائبریری سے وابستہ ہوا۔ اور یہاں کم و بیش چودہ برس کام کیا، اپریل ۱۹۶۸ء میں اور ٹیل کٹیلانگر کی حیثیت سے کتب خانہ جامعہ کراچی میں کام کیا اور ترقی کر کے اسٹنٹ لائبریرین ہوا۔ نومبر ۱۹۷۷ء سے بیرونیورٹی کانو میں سینئر لائبریرین کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔

۱۹۵۳ء میں میٹرک کیا، ۱۹۵۷ء میں مولوی فاضل کیا ۱۹۶۷ء میں جامعہ کراچی سے اسلامیات میں ایم۔ اے کیا۔ ۱۹۷۱ء میں جامعہ کراچی سے علم کتب خانہ میں ایم۔ اے کیا، ۱۹۸۱ء میں اسلامی کتب خانوں کے موضوع پر اسی جامعہ سے پی۔ ایچ۔ ڈی کیا۔

۱۹۵۷ء سے معارف اعظم گڈھ اور دیگر علمی رسائل میں مقالات لکھ رہا ہوں، ۱۹۵۷ء میں حیات وحید الزماں لکھی۔

۱۹۵۸ء میں تحفۃ الاخیاء ترجمہ مشارق الانوار کو فقہی ترتیب پر مرتب کیا۔

۱۹۵۹ء میں نصیحة المسلمین مؤلف مولانا خرم علی بلہوری کو از سر نو ترتیب دیا۔

۱۹۶۳ء میں عجالة نافعہ کا اردو ترجمہ اور اس کی شرح فوائد جامعہ کے نام سے لکھی۔

۱۹۷۲ء میں البصاة المزجاة لمن يطالع المرقاة فی شرح مشکوٰۃ لکھی جو مکتبہ امدادیہ ملتان سے شائع

ہوئی یہ عربی میں ہے۔

اس دوران تذکرۃ الخلیل کی ترتیب نو کی۔

۱۹۶۱ء میں الاتقان فی علوم القرآن کے ترجمہ پر نظر ثانی اور مقدمہ لکھا۔

پہلی شادی ۱۹۴۰ء میں ہوئی تھی لیکن اس کا انتقال ہو گیا دوسری شادی ۲۷ رذوالحجہ ۱۳۷۷ھ بمطابق

۲۸ اگست ۱۹۵۴ء میں کی جس سے چار لڑکے اور آٹھ لڑکیاں ہیں۔

۱۔ محمد الاول، یہ حافظ ہے۔

۲۔ محمد الثانی، یہ بھی حافظ ہے جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی میں دورہ حدیث تک تکمیل کر کے اول پوزیشن

حاصل کی، بعد ازیں تخصص فی الحدیث مولانا نعمانی کی نگرانی میں کیا اور ممتاز رہا، بعد ازیں سندھ یونیورسٹی

سے پی۔ ایچ۔ ڈی کیا۔ اور اب تک دسیوں تحقیقی مقالات جو مختلف رسائل میں طبع ہوئے، اور متعدد کتابیں بھی تصنیف کر چکا ہے۔ جس پر کئی بار صدارتی ایوارڈ سے نوازا گیا ہے اور مسلسل روزنامہ جنگ میں ان کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں، اردو یونیورسٹی کراچی میں اسٹنٹ پروفیسر کے عہدہ پر فائز ہیں اور متعدد اہل علم ان کی زیر نگرانی پی۔ ایچ۔ ڈی کر چکے ہیں۔

۳۔ محمود۔ یہ بھی حافظ اور عربی میں ادیب فاضل اور ایم۔ اے ہے اور ڈیفنس اسکول ڈی۔ ایچ میں پڑھاتا ہے۔

۴۔ حماد۔ اس نے بھی انٹر کیا ہے۔

۵۔ حبیبہ۔ یہ حافظ ہے۔ اس کی شادی مولانا نعیم الدین صدیقی مشیر امور مذہبی جامعہ کراچی سے ہوئی، یہ صاحب اولاد ہے۔

۶۔ بشریٰ یہ بھی حافظ ہے اس کی شادی مولانا عبدالمحلیم خان ناظم کتب خانہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی سے ہوئی ہے، یہ بھی ماشاء اللہ صاحب اولاد ہے۔

۷۔ شاکرہ۔ یہ بھی حافظ قرآن ہے اس کی شادی ثکیل احمد خاں سے ہوئی ہے اور صاحب اولاد ہے۔

۸۔ سلمہ بھی حافظ ہے۔ اس کی بھی شادی ہو چکی ہے اور صاحب اولاد ہے۔

۹۔ ذکیہ۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹر ہے۔ یہ بھی شادی شدہ ہے۔

۱۰۔ راشدہ۔ یہ بھی ہومیو پیتھک ڈاکٹر ہے۔

۱۱۔ سلمہ، ۱۲۔ نقیہ، ۱۳۔ صفیہ۔ ان کی شادی عظیم الدین سے ہوئی ہے مدرسہ عائشہ کی فاضلہ اور ایم۔ اے ہے۔

محمد عبدالعظیم عرف مظفر میاں:- میرے چھوٹے بھائی ہیں۔ یہ ۱۳۵۹ھ بمطابق ۱۹۳۰ء میں

پیدا ہوئے ابتداء میں چھوٹی موٹی تجارت کی ۱۹۴۷ء میں پاکستان آ گئے سٹی پوسٹ آفس کراچی میں ملازمت

کی اور ۱۹۸۰ء میں اس سے سبکدوش ہو گئے، ۱۹۴۹ء میں میٹرک کیا، اور ادیب کا امتحان دیا۔ ۱۹۵۴ء میں

شادی کی ماشاء اللہ صاحب اولاد ہیں، نیک و صالح ہیں، ۱۳۰۲ھ میں مکتبہ اہل سنت و جماعہ کراچی ۱۹ قائم کیا

اس سے حسب ذیل کتابیں اب تک شائع ہو چکی ہیں۔

۱۔ شہداء کربلا پر انفرزاء از مولانا محمد عبدالرشید نعمانی۔

۲۔ یزید کی شخصیت۔

۳۔ کتاب الآثار لامام ابی حنیفہؒ۔

۴۔ قصاص عثمانؓ اور حضرت علیؓ۔

۵۔ کریماء جلی و خفی، اردو منظوم ترجمہ، اور انگریزی ترجمہ۔

۶۔ یزید علماء دیوبند کی نظر میں، از ڈاکٹر قاری محمد ضیاء الحق۔ اب یہ تمام کتابیں الرحیم اکیڈمی سے شائع ہو گئی ہیں۔

اولاد:- (۱) سعیدہ۔ (۲) احمد مرحوم۔ (۳) محمد عبدالواسع۔ (۴) محمد عبدالرافع۔ (۵) محمد عبدالنافع۔

(۶) عفت ناہید۔ (۷) محمد عبدالجامع عرف طارق۔ (۸) محمد عبدالصانع عرف شارق۔ (۹) شازیہ۔

(۱۰) مبشرہ۔ (۱۱) محمد عبدالمنیر۔ (۱۲) محمد عبدالوالی عرف فیصل۔ (۱۳) ائمۃ اللطیف عرف حناء۔ (۱۴) محمد

عبدالمتعالی عرف نعمان۔ (۱۵) میمونہ عرف ثناء۔

محمد عبدالرحمن غصنفر:- یہ میرے سب سے چھوٹے بھائی ہیں ۱۹۳۶ء میں پیدا ہوئے عربی فارسی

مدارس عربیہ میں پڑھی لیکن تکمیل نہیں کی۔ ابتداء میں تجارت کی پھر پوسٹ آفس میں ملازمت اختیار کی

بعد ازاں سعودی عرب میں کسی کمپنی میں ملازم ہو کر چلے گئے وہاں تین سال کام کیا۔ اسی اثناء میں عمرے اور

حج کئے، یہ ہرن مولیٰ ہیں اردو فارسی میں شعر کہتے ہیں، موٹر رکشہ بھی چلاتے رہے ہیں، کسی کو تعویذ درکار

ہوں تو اس سے بھی دریغ نہیں فرماتے ہیں۔ ہو میو پیٹھ ڈاکٹر بھی مستند ہیں کوئی بیمار ہو تو علاج معالجہ میں بھی

انہیں پس و پیش نہیں ہے کتابیں جمع کرنے کا شوق ہے آج کل علمی و دینی ترقی اور اپنی آخرت کی بہتری کی

خاطر دینی کتابیں شائع کرتے ہیں اور شب و روز اس میں سرگرم عمل ہیں۔ چنانچہ ایک کثیر رقم سے الرحیم

اکیڈمی یعنی (دارالنشر العلمیہ) قائم کی ہے۔ آدمی باغ و بہار ہیں، جتنی دیر آپ ان کے پاس بیٹھیں گے

حضرت مولانا حیدر حسن خان ٹوکنیؒ :- حاجی امداد اللہ مہاجر کیؒ کے خلفاء میں سے تھے، حاجی امداد اللہؒ نے انہیں جو سند خلافت عطا کی تھی وہ مطبوعہ تھی، اس کی فوٹو کاپی ہدیہ ناظرین ہے، حضرت مولانا حیدر حسن خان ٹوکنیؒ بھی اپنے خلفاء کو یہ ہی سند دیتے تھے چنانچہ مولانا نعمائیؒ کو دی تھی، اس پر مولانا حیدر حسن خانؒ کے دستخط بھی موجود ہیں، یہ میں نے مولانا نعمائیؒ کے پاس دیکھی تھی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی امداد اللہؒ ہجرت کے بعد اس طرح کی مطبوعہ سند خلافت و اجازت اپنے خلفاء کو دیا کرتے تھے، یہ سلسلہ مکہ مکرمہ میں شروع کیا تھا، اس لئے کہ وہاں شامی اہل علم حضرات ان سے وابستہ تھے ان کی وجہ سے حضرت نے اجازت نامہ عربی میں چھپوایا تھا اسی وجہ سے اس نوع کا مطبوعہ خلافت نامہ تذکرۃ التخلیل میں نظر سے نہیں گزرا۔ اس اجازت نامہ کی فوٹو کاپی ہدیہ ناظرین ہے۔ (۱)

ابامیال محمد عبد الرحیم خاطر رحمہ اللہ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں شرف بیعت رکھتے تھے اور سلوک کی تکمیل مولانا حکیم محمد ابراہیم خان رُوحی ٹوٹکی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۶ فروری ۱۹۳۴ء) سے کی تھی۔ ابامیال ان کے خلیفہ مجاز تھے لیکن کسی کو بیعت نہیں کیا اور اس میں اخفاء ایسا کیا تھا کہ قریبی حضرات کو بھی اس کا علم نہ تھا۔

سلسلہ طریقت حسب ذیل ہے:-

محمد عبد الرحیم خاطر، حضرت مولانا محمد ابراہیم خان رُوحی، حضرت شاہ محمد علی، حضرت شاہ سکندر علی، حضرت غلام محمد شاہ کشمیری عرف مسکین شاہ، حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی، حضرت شاہ فخر الدین دہلوی، حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی، حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

خلافت نامہ

الہی عاقبت برادر دینی مسمیٰ شیخ عبد الرحیم صاحب را با لئیر و العافیۃ باد بالنبی وآلہ الأ مجاہد بحق رب العباد و نیز برادر دینی شیخ موصوف را اجازت بیعت دادم کما أجازنا شیخنا و مرشدنا مولانا محمد علی شاہ قدس سرہ العزیز باید کہ شیخ موصوف حسب توفیق الہی پابند شریعت و صوم و صلوة بدام باشد و معروف باشاعت و اعلاء کلمہ اللہ تعالیٰ خود را دانند۔ فقط والسلام

العبد

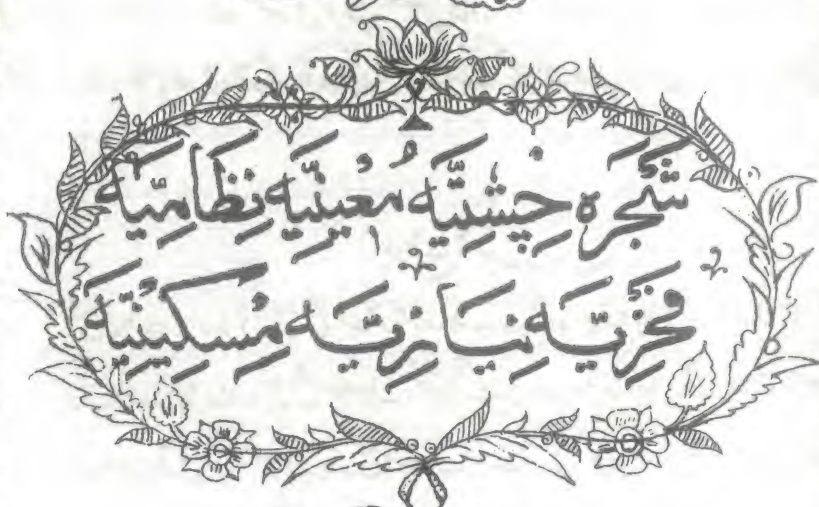
محمد ابراہیم غنی عنہ رُوحی چشتی نظامی
بقلم خود

شجرہ چشتیہ معینہ نظامیہ فخریہ نیاز یہ مسکینیہ منظومہ مجید اللہ خاں صاحب متخلص بخاور، جیل پر لیس (ریاست) جہالا واڑہ، ۱۳۳۰ھ (۱۹۰۰ء) ص ۹ تذکرہ رُوحی میں الہام الدین خان نے اس شجرہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اس لئے ہم نے اس کا یہاں ذکر کیا ہے۔

الحمد لله والمنى بكم بهنگام محمود و آوان مسعود الی شاد و پیرو مشد

حضرت مولوی محمد علی شاہ صاحب

این شجرہ اسمی



منظومہ محمد مجید خان رضا خاں

صاحبزادہ نجفی صالح محمد خان صاحب حرم مخلف خاں

در طبع محکمہ کتب و نواکات عالمیہ علیہ السلام بیروت

مطبوعات الرقيم اكاڤمى

- (١) أسوة الرسول الاكرم: تاليف الدكتور عبدالحى العارفى، تعريب وتخيرج: اختر حسن السيد الحسينى..... ٢٠٠/
- (٢) او جز السیر لخیر البشر: الامام ابو الحسن احمد القزوينى الرازى: الجواهر السنیه فى السیرة النبویه: للامام تقى الدين محمد الفاسى..... ١٣٠/
- (٣) الصلّات والبشر فى الصلاة على خير البشر: للامام شيخ الاسلام مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادى..... ١٥٠/
- (٤) الامام ابن ماجه و كتابه السنن: تاليف للشيخ محمد عبدالرشيد النعمانى: تحقيق و تقديم: للشيخ عبدالفتاح ابو غدة..... ٣٠٠/
- (٥) التبيان فى آداب حملة القرآن: للامام شرف الدين النووى: فتح الكريم المنان فى آداب حملة القرآن: المقرئ الكبير الضاع المصرى..... ٣٠/
- (٦) العالم والمتعلم رواية ابي مطيع عن ابي حنيفة: رساله ابي حنيفة: الى عثمان التى عالم اهل البصرة الفقه الاكبر: رواية ابي مطيع عن ابي حنيفة: شرح الفقه الاكبر للامام ابي منصور محمد الحنفى السمرقندى..... ٢٠٠/
- (٧) الانتصار والترجيح للمذهب الصحيح: المظفر جمال الدين بن فرغل بن عبد الله البغدادى سطر اس الجزى..... ٣٠/
- (٨) الانصاف فى بيان سبب الاختلاف: للشاه ولي الله المحدث دهلوى. عربى، اردو..... ٦٠/
- (٩) إصلاح غلط المحدثين: للامام ابي سليمان محمد بن ابراهيم الخطابى:
- شرح الفاظه وخرّج احاديثه وعلق عليه: صلاح محمد محمد عويضة..... ١٠/
- (١٠) كتاب المغنى فى ضبط الاسماء لرواة الانباء: العلامة المحدث محمد طاهر بن على الفتى صاحب مجمع بحار الانوار حققه وعلق عليه: فضيلة الشيخ زين العابدين الاعظمى.
- ومعد (فصول) من مقدمة التوشيح شرح الجامع الصحيح: للحافظ جلال الدين السيوطى..... ٢٥٠/
- (١١) اللآلى المصنوعة فى الروايات المرجوعة: العلامة المحدث الفقيه السيد محمد مهدى حسن الشاهجهانפורى..... ٣٠/
- (١٢) السيف المجلّى: للعلامة المفتى السيد مهدى حسن الشاهجهانپورى..... ٣٠/
- (١٣) إمعان النظر شرح نخبة الفكر: العلامة القاضى محمد اكرم النصرورى السندى..... ٢٥٠/
- خرّج نصوصه وقدم له: الدكتور ابوسعيد غلام مصطفى القاسمى السندى..... ١٨٠/
- (١٤) اصول التخيرج ودراسة الاسانيد: الدكتور محمد الطحان..... ١٢٠/
- (١٥) الوجيز فى اصول الفقه: الدكتور وهبة الزحلى..... ١٢٠/
- (١٦) المدخل فى اصول الحديث: للحاكم النيشابورى، تبصروه بر المدخل علامه محدث محمد عبدالرشيد النعمانى..... ١٠٠/
- (١٧) المقصود: منسوبة الى الامام ابي حنيفة نعمان بن ثابت،
- ومتن البناء ومتن التصريف العزى: كلهم فى التصريف للعلامة ابي الفضائل ابراهيم بن عبد الوهاب الجرجانى..... ٣٠/



بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

کتاب الاموال

و بجاہ سیدنا محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم	سبحانک اللهم وبحمدک باسمک الله الاعظم
و بجاہ سیدنا امام حسن بصری	و بجاہ سیدنا علی بن ابی طالب
و بجاہ سیدنا فضیل بن عیاض	و بجاہ سیدنا عبد الواحد بن زید
و بجاہ سیدنا حذیفہ مرعشی	و بجاہ سیدنا سلطان ابراهیم بن ادم
و بجاہ سیدنا محمد علود دیوری	و بجاہ سیدنا ابو هبیرة البصری
و بجاہ سیدنا ابی احمد ابدال چشتی	و بجاہ سیدنا ابو اسحاق شامی
و بجاہ سیدنا ابو نوح چشتی	و بجاہ سیدنا ابو محمد محترم
و بجاہ سیدنا ابی شریف زندانی	و بجاہ سیدنا مودود چشتی
و بجاہ سیدنا امام الطریق معین الدین حسن سنجری	و بجاہ سیدنا غوثان هارونی
و بجاہ سیدنا فرید الدین شکر کجی	و بجاہ سیدنا قطب الدین بختیار کاکی
و بجاہ سیدنا شمس الدین ترک بانی بخی	و بجاہ سیدنا نعمت و م علاؤ الدین صابر
و بجاہ سیدنا عماد الحق رد و لوی	و بجاہ سیدنا جلال الدین بلخی
و بجاہ سیدنا شیخ محمد رد و لوی	و بجاہ سیدنا شیخ احمد رد و لوی
و بجاہ سیدنا جلال الدین غفاری	و بجاہ سیدنا قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی
و بجاہ سیدنا ابو سعید گنگوہی	و بجاہ سیدنا نظام الدین بلخی
و بجاہ سیدنا شاہ محمدی	و بجاہ سیدنا شیخ محبت الله الہ آبادی
و بجاہ سیدنا شاہ محمد الدین	و بجاہ سیدنا شاہ محمدی
و بجاہ سیدنا عبد الباری امرہی	و بجاہ سیدنا عبد الہادی امرہی
و بجاہ سیدنا مودود و ہادیامی بلخی شاہ نور محمد بختیار	و بجاہ سیدنا الحاج میر عبد الحیو شہید بلخی

ارحم العبد الضعیف فقیر امر د الله جشی

والاخی العزیز حیدر وارز قہما بحبتک ومعرفتک و خطا وافر اس برکاتہم و کلا قہم و زدہما و قدا شوقا الی لقاءک یا ارحم الراحمین

بسم الله الرحمن الرحیم

بر حال منجستہ و لریش نگری	شاہ زکرم برین درویش نگری
برین منگر بر کرم خویش نگری	بر چند نیم لابن بخشایش نگری

قد طبع فی المطبع المجتبی بکلمۃ المعظّم زادہا الله

شرفا و تعظیما

حضرت مولانا قدیر بخش بدایونی

مولانا قدیر بخش بن حافظ بخش بدایونی ایک علمی خانوادہ کے چشم و چراغ تھے دراز ہاتھ اور دراز قد تھے، شریفوں کا پہناوا شیروانی میں ملبوس رہتے تھے۔ ان کے والد مولانا عبدالقادر بدایونی کے شاگرد تھے، مولانا قدیر بخش بدایونی نے تکمیل علوم کے بعد شمس العلوم بدایون میں ۱۹۱۲ء سے ۱۹۲۳ء تک معقولات و منقولات پڑھائیں، جب کے مسلمانوں میں اس زمانہ میں عربی لکھنے پڑھنے والے طالب علم بہت کم ہوتے تھے مولانا ہدایت علی رام پوری نے ان کا تقرر جون ۱۹۲۴ء سے مدرسہ تعلیم الاسلام میں پچاس روپے ماہوار پر کیا (۱) ۱۹۵۴ء تک یہاں پڑھایا، اور افتاء کی خدمت انجام دی، استعداد اچھی تھی ہر کتاب پڑھایا کرتے تھے، مرتجان مرغ بزرگ تھے، انہیں عزت و احترام سے دیکھا جاتا تھا، بدایون مکتب خیال کے تھے، لیکن داعی نہیں تھے، یہی وجہ ہے کہ ان کے زمانے میں جے پور میں کبھی مذہبی خلفشار نہیں ہوا، الحمد للہ ضرور اپنے مذہب کی طرف دعوت دیتے تھے، حقیقت الفقہ ان کی علمی سرگرمی کی معراج تھی، مؤلف کتاب براہ راست عربی کتابوں سے استفادہ سے قاصر تھے، اردو ترجموں سے نقل کر کے لکھتے رہتے تھے، اور مولانا نعمانی ان کی سرکوبی کرتے رہتے تھے۔

مولانا نے ۶۵ برس پڑھایا، اور ۲۶ برس جے پور میں افتاء کی خدمت انجام دی، اور یہ مفتی اعظم راجستھان تھے، پھر پاکستان میں حیدرآباد سندھ آئے، یہیں انتقال ہوا، اور یہیں مدفون ہیں۔

تقریر نامہ کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) مولانا رامپوری نے مولانا قدیر بخش کو جو تنخواہ کا مراسلہ تحریر کیا ہے اس میں انہیں ضیاء العلماء کے نام سے یاد کیا ہے۔

مرسلہ از دفتر العلوم شمس العلوم بدایوں (پو)

موقعہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۳ء

نشان مرسلہ ۵۷۲.....

بخدمت جناب مولانا مولوی مفتی محمد قذیر بخش صاحب مدرس دوم مدرسہ شمس العلوم بدایوں
عنوان { منظور حضرت فیض برادگی جے پور اور صداقت نامہ کارگزاری

منجانب مہتمم صاحب مدرسہ شمس العلوم بدایوں

جناب مکرم السلام علیکم

آپ کی خدمت میں عید سال بروز روناگی جے پور منظور کی جاتی ہے، نیز یہ کہ آپ نے ۱۹۱۲ء سے ۱۹۲۳ء تک مدرسہ کی جو شاندار خدمات انجام دی ہیں اور جس محنت سے جملہ فنون معقولات و منقولات و مذہبیات متوسطات و مقدمات کی تعلیم دی ہے اس پر آپ کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔
مجھے اس خوف ہو کہ آپ اپنے فرائض کو نہایت خوش اسلوبی و قابلیت سے ادا کیا اور کبھی طلبہ کو کسی شکایت کا موقع نہ دیا۔
میں امید کرتا ہوں کہ آپ و ایسی پر پھر اپنے قدیم مدرسہ کو عزت بخشیں گے۔



مستخط مہتمم دارالعلوم
محمد عبدالحق صاحب مدرسہ شمس العلوم
بدایوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم



بزرگوار و فضیلہ
مخدوم مولوی بخش

فضیلت پناہ لیاقت و سنگاہ ضیاء العلماء مولوی قدیر

آپ کا تقریر تعلیم الاسلام سوانحی جے پور میں تاریخ ۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۹۲۲ء عیسوی سے بحیثیت صدر المدرسین و معلم علوم عربیہ بہت مشہور و مقبول رہا۔ اس کے علاوہ آپ کی شہرت کے جس سے تعلیمی نا انتظامی معاملات میں خرابی واقع ہو آج کو کم از کم ایک سال تک علیہ ہنسن کر گیا۔ اور آپ بھی اس میں مدعا و مقدمہ سے قبل بشمولیکہ آپ کے ساتھ خلاف ورزی معاہدہ مدرسہ کی طرف سے ظہور میں نہ آئے ملازمت مدرسہ سے علیحدگی اختیار نہ کر سکیں گے۔ اس مدت معہودہ کے بعد اگر آپ مستحق ہو جائیں گے تو تین ماہ قبل ہضم مدرسہ کو اطلاع دینی ہوگی۔

اسی لیے کہ آپ اپنا کار متعلقہ دیانت داری اور استعداد سے انجام دیتے رضین گے۔ لہذا

تقریر پروانہ تقریری آج کو دیا جاتا ہے۔ سندا اپنے پاس کہیں فقط۔ تعلیم الاسلام
مستخط مہتمم مدرسہ

حامد امت محمدیہ

تسهيل وتزئين وتقديم، فضيلة الشيخ محمدانور البدخشاني.....
(١٩) الآجرومية في النحو: الامام ابو عبد الله محمد بن داود الصنهاجي النحوي:

حاشية الآجرومية. بقلم عبد الرحمن بن محمد قاسم. ٣٠/

(٢١) التسهيل شرح ابن عقيل: الجزء الأول ١٥٠/

(٢٢) حلاوة الفم بذكر جوامع الكلم: للعلامة مخدوم محمد هاشم التتوي السندي، تقديم: الدكتور محمد ادریس سومرو، تحقیق

(٢٣) جامع الصَّلوات ومجمع السَّعادات في الصَّلوة على سيد السَّادات: للشيخ يوسف بن اسماعيل النَّهْجَانِي ١٣٠/

الثلاثة تأليف الامام الحافظ برهان الدين ابي اسحاق ابراهيم بن محمد ادين خليل سبط ابن العجمي ١٠٠/

و بعد. منتهى النقاية على شرح الوقاية: الدكتور صلاح محمد ابو الحاج جزء اول ١، ٢، ٣ جزء الثاني ٤، ٥ / ١٢٠٠

(٢٨) شروط الائمة الخمسة: والستة: وخصائص المسند مسند الامام احمد. المصعد الاحمد في ختم مسند

والافصاح عن حكم الاكراه في الطلاق والنكاح وتقديم وتعليق: للعلامه زاهد الكوثري

تحقيق و تقديم الدكتور محمد زينهم محمد بن عزب ٥٠١

المختار على كتاب الآثار: للعلامة قيام الدين عبد البازي فرنكي محلي الايثار بمعرفة رواة الآثار: لابن حجر العسقلاني تقديم

(٣١) مكانة الامام ابي حنيفة في الحديث: تأليف: الشيخ محمد عبد الله شيد النعمان^٧، اعتمد به: الشيخ عبد الفتاح ابو غدة^٨ / ٢٠٠٢

ردھم الامام الحافظ ابی عبد اللہ محمد شمس الدین الذہبی

الذين ابي البركات النفس المتوفى : ١٠٤٠ اعطني به وضبطه وصحة: محمد عمر الدماطي

فرائین نبوی

ترجمہ و شرح

مکاتیب النبوی

تألیف

محدث ابرجہ منہ دہل ۱۳۲۲ھ

از

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالشہید نعمانی
(پیشہ میں شعبہ عربی، جامعہ کراچی)

امام ابو حنیفہ

مکاتیب الحنفیہ

از

صحابہ سے ان کی روایت

از

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالشہید نعمانی
(پیشہ میں شعبہ عربی، جامعہ کراچی)

ناصبیت

تحقیق کے پھیل میں

محمد احمد عباسی کے تازہ اٹھانے
ہوئے فقہ کا علمی اور تحقیقی جائزہ

از

محقق العصر مولانا محمد عبدالرشید نعمانی مدظلہ

اکابر صحابہ

شہادت نبویہ و شہادت نبویہ

شہداء اکبر بلال و اقرار

شہادت نبویہ و شہادت نبویہ

شہادت نبویہ و شہادت نبویہ

حضرت علی اور قصاص عثمان

تاج اسلام کا ایک شہید نامہ اور ان کے علمی تحقیقی جائزہ

تألیف

محقق العصر مولانا محمد عبدالرشید نعمانی مدظلہ

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی مدظلہ

یزید کی شخصیت

اہل سنت کی نظر میں

پہلے کے ۱۲ اشہدات کے حالات

از

محقق العصر مولانا محمد عبدالرشید نعمانی مدظلہ

مذکرۃ المحدثین

حواشی

اس میں دوسری صدی ہجری کے نوے و تیس محدثین کی روایتیں
مفسر کے مولانا صاحب نے مفسر کے نام کے حالات و روایات
ان کی خدمات و عہد کی تفصیل بیان کی ہے

مقدمہ

اس میں چالیس محدثین کی روایتیں مفسر کے نام کے حالات و روایات
مفسر کے مولانا صاحب نے مفسر کے نام کے حالات و روایات
ان کی خدمات و عہد کی تفصیل بیان کی ہے

مقدمہ

مولانا صاحب الدین صاحب اصلاحي

الصلوات والبشر

فی الصلوة علی خیر البشر

تألیف

الانعام شیخ الاسلام محمد بن عبدالحق بن محمد بن یعقوب
القزوينی (صاحب المائتین) مؤلف ۱۳۲۲ھ

مقدمہ و حواشی

محمد نور الدین علی بن ابی بکر الزی

المدخل فی اصول الحدیث

تألیف الامام الحاکم ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحافظ
البیہقی البیہقوری التوفی ۴۵۵ھ

رحمہ اللہ تعالیٰ

تبصرہ پر

المدخل فی اصول الحدیث للامام الحاکم البیہقی

جو علم اصول حدیث کی بہت سی نادر و قیمتی معلومات پر مشتمل ہے

از

محقق العصر مولانا محمد عبدالرشید نعمانی مدظلہ

مطبوعات: السحیم لکچر ایجنسی ۱۷/۷۷۱ کرام آباد، لیاقت آباد، کراچی میوبائل: ۰۳۲۲-۲۸۶۷۷۸۰